بگڑے بچّے

ایک نفسیاتی مُطالِعہ

تصنیف

مظفّر احمد قریشی
پروفیسر نفسیات گورنمنٹ کالج لاہور

مجلس ترقیِ ادب
کلب روڈ لاہور

بگڑے بچّے

Marfat.com
Marfat.com

بگڑے بچّے

ایک نفسیاتی مُطالِعہ

تصنیف

مظفّر احمد قریشی
پروفیسر نفسیات گورنمنٹ کالج لاہور

مجلس ترقّیِ ادب
کلب روڈ لاہور

Marfat.com
Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ

طبع دوم : فروری ۱۹۸۸ء

تعداد : ۱۱۰۰

ناشر : احمد ندیم قاسمی
ناظم مجلس ترقی ادب ، لاہور

مطبع : مکتبہ جدید پریس ، نوائے وقت ہاؤس ، لاہور

طابع : رشید احمد چودھری

قیمت : ~~[illegible] روپے~~

مجلس ترقی ادب لاہور
1087

Marfat.com
Marfat.com

فہرستِ مضامین

صفحہ	مضمون
ه — ی	مقدمہ : پروفیسر قاضی محمد اسلم
۱	باب اول : نظریۂ زندگی ... ...
۵	باب دوم : ابتدائی ماحول کا اثر ... .
۱۷	باب سوم : بنیادی شخصیت کا ارتقا ... ...
۳۵	باب چہارم : غلیظ بچے ... ...
۵۴	باب پنجم : لائق اور نالائق بچوں کا تجزیۂ نفس ...
۸۵	باب ششم : مریض بچوں کا تجزیۂ نفس ...
۱۱۹	باب ہفتم : مجرم بچوں کا نفسیاتی مطالعہ ...
۱۵۰	باب ہشتم : نفسیاتی مطالعے کا حاصل ... ...

Marfat.com
Marfat.com

قاضی محمد اسلم صاحب کے نام

Marfat.com
Marfat.com

میں اپنے اُستاد پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب کا تہِ دل سے شکر گزار ہوں کہ موصوف نے گورنمنٹ کالج کے شعبۂ نفسیات میں بچوں کے نفسیاتی کلینک کی بنیاد رکھ کر اور ہر قسم کی سہولتیں مہیا کر کے میری راہ نمائی اور حوصلہ افزائی اس طریقے سے کی کہ میں بچوں کا مطالعہ اور ان کا نفسیاتی علاج کامیابی سے کر سکا -

میں ڈاکٹر محمد اجمل صاحب کا بھی ممنون ہوں جو اپنے وسیع علم کی روشنی میں مجھے بہت مفید مشورے دیتے رہے -

مظفر احمد قریشی

Marfat.com
Marfat.com

مقدمہ

از

پروفیسر قاضی محمد اسلم

اس کتاب کی ضرورت عرصے سے محسوس ہو رہی تھی، سو اچھا ہوا، بلکہ بہت اچھا ہوا کہ پروفیسر مظفر احمد قریشی صاحب نے اس کی ترتیب و تحریر میں دل لگایا اور گوناگوں مصروفیتوں کے باوجود اسے مکمل کیا اور اپنی پہلی کتاب کی طرح اسے بھی مجلس ترقی ادب ہی سے چھپوایا اور شائع کرایا۔ اب ان کی یہ کتاب بھی پڑھنے والوں کے ہاتھ میں ہے۔

یہ ٹھیک ہے کہ انگریزی میں نفسیاتی طب کے موضوع پر بیش بہا کتابیں ایک سے ایک بڑھ کر موجود ہیں اور بہت کم اردو خواں ایسے ہیں جو انگریزی کتابیں نہ پڑھتے یا نہ پڑھ سکتے ہوں۔ اردو میں کتاب کا ہونا اس لیے ضروری اور مفید ہے کہ اردو میں لکھنے والا اول تو بات بے ساختہ کہتا ہے، دوسرے وہ اپنی بات زیادہ سہولت اور کامیابی سے کہہ سکتا ہے، تیسرے وہ پڑھنے والوں کو بھی سمجھنے اور سوچنے پر آکسا سکتا ہے۔

قریشی صاحب کی کتاب میں یہ امتیاز بھی ہے کہ اس کا سارا مواد ہمارے اپنے معاشرے سے اخذ کیا گیا ہے۔ جن بچوں کے حالات اس میں اجمالاً یا تفصیلاً بیان ہوئے ہیں کہ

Marfat.com
Marfat.com

وہ ہمارے بچے ہیں ، ہمارے معاشرے میں پیدا ہوئے ، اسی میں پلے اور بڑے ہوئے ۔ جو معذوریاں انہیں لاحق ہوئیں ان کی جڑیں ہمارے اپنے ماحول میں یا تربیت اور پرورش کے ہمارے اپنے اچھے یا برے طریقوں میں پائی گئی ہیں ۔ گویا قریشی صاحب کی کتاب ان کے گہرے مطالعے ہی کی مرہون منت نہیں بلکہ اس سے زیادہ یہ کتاب ان کی زندگی ، قریشی صاحب کی پروفیشنل زندگی ، کے تجارب کا نچوڑ اور نتیجہ ہے ۔ یہ وہ تجارب ہیں جن سے قریشی صاحب کو پاکستانی بچوں کے نفسیاتی علاج معالجے کے سلسلے میں دوچار ہونا پڑا ۔ یہ تجارب پندرہ بیس سال سے اوپر کی مدت کے ہیں ۔ ان کا آغاز قریشی صاحب کی طالب علمی کے زمانے سے ہوا ۔ تب سے نفسیات کی اس شاخ سے انہیں شغف اور شوق رہا ہے اور اس کے بعد یہ شوق بڑھتا ہی رہا ۔ یہی شوق انہیں پہلے پاکستان آرمی کے شعبۂ انتخاب میں لے گیا (اس شعبے میں افسروں کا انتخاب نفسیاتی طریقوں اور نفسیاتی قرائن سے کیا جاتا ہے) ، اسی شوق کے باعث قریشی صاحب لندن کے مازلے ہاسپٹل میں پہنچے، جہاں انہیں نام ور نفسیاتی طبیبوں سے پڑھنے اور سیکھنے اور ان کے ساتھ مل کر کام کرنے کا موقع ملا ۔

آرمی سے نکل کر قریشی صاحب گورنمنٹ کالج لاہور میں آ گئے لیکن اس شرط پر کہ گورنمنٹ کالج میں نفسیاتی علاج معالجے کی سہولتیں مہیا ہوں ۔ اس زمانے میں گورنمنٹ کالج کے پرنسپل بخاری صاحب مرحوم تھے ، انہوں نے اس تجویز میں غیر معمولی دلچسپی لی تو گورنر، وزرا اور مشیروں نے بھی اس مفید تجویز کی حوصلہ افزائی فرمائی ۔ پھر کیا تھا گورنمنٹ

Marfat.com
Marfat.com

کالج میں کمروں اور سٹاف اور سامان کا اضافہ ہوا ۔ عام تعلم و تدریس اور تحقیق کی سہولتوں کے علاوہ نفسیاتی علاج معالجے کی داغ بیل بھی ڈال دی گئی ۔ چناں چہ بچوں کے لیے ایک کلینک بھی ظہور میں آگیا ۔ اس کے ڈیزائن کرنے میں، نیز سامان کے انتخاب ، پھر سامان کی فراہمی میں قریشی صاحب ہی کے مشوروں سے کام لیا گیا ۔ بچوں کا یہ کلینک عرصے سے اپنی کامیابی اور ضرورت کا سکّہ منوا چکا ہے اور روزافزوں ترقی پر ہے ۔ اس کلینک سے میرا تعلق رہ چکا ہے ۔ چناں چہ میں کہہ سکتا ہوں کہ مجھے اس کی بنیاد رکھی جانے کے وقت کا حال بھی معلوم ہے اور اس کے بعد کے کوائف بھی معلوم ہوتے رہے ہیں ۔ جو کچھ اس کے متعلق دیکھا یا سنا ، اس سے ہمیشہ ہی خوشی ہوئی ۔ خوشی اس بات کی کہ پاکستان میں بچوں کی دیکھ بھال اور بچوں کی نفسیات میں ٹریننگ حاصل کرنے کے لیے ایسا اچھا ادارہ موجود ہے ۔

یہ بات بھی نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ اگرچہ قریشی صاحب نے اس کتاب کے لیے ایک محدود موضوع ، یعنی بچے اور وہ بھی بگڑے بچے ، منتخب کیا ہے لیکن اس موضوع کو انہوں نے بیان ایسے طریق سے کیا ہے کہ اسی محدود موضوع سے نفسیاتی طب کے تمام نہیں تو اکثر بڑے بڑے اصول اجاگر ہو گئے ہیں ۔

اصولوں کی تشریح قریشی صاحب نے الگ ابواب میں کی ہے ، لیکن کتاب کا بڑا حصہ وہ ہے جس میں قریشی صاحب نے معذور و بیمار ، نفسیاتی بیمار بچوں کے حالات سرگزشت کے اسلوب پر بیان کیے ہیں ۔ یہ اسلوب

Marfat.com
Marfat.com

نفسیاتی طب یا نفسیات میں ہی نہیں ، دوسری سوشل سائنسوں میں بھی استعمال ہونے لگا ہے ۔ انگریزی میں اس اسلوبِ بیان کو "کیس ہسٹری" کہتے ہیں ۔ یہی کیس ہسٹری اب نفسیاتی اور مدنی علوم کا امتیازی نشان اور طریق بن چکا ہے ۔ جہاں بھی علت و معلول کا رشتہ پیچیدہ ہونے لگے ، جہاں بھی متعدد قسم کے اسباب متعدد قسم کے نتائج پیدا کرتے نظر آ رہے ہوں ، وہاں کیس ہسٹری کا طریق بہت بہتر ثابت ہوتا ہے ۔ اس طریق کا مآل اور منشا یہ ہے کہ مرض یا مریض کے حالات کو تفصیل سے سلسلہ وار سرگزشت کے رنگ میں بیان کیا جائے اور سرگزشت کی کڑیوں کو ایسی عمدگی اور صفائی سے جوڑا جائے کہ سب کڑیاں ایک مربوط اور مکمل زنجیر کی شکل میں نظر آنے لگیں اور حقیقت حال چھن چھنا کر خود بہ خود سامنے آ جائے ۔ ہر چند کہ اس طریق میں بھی کچھ قباحتیں ہیں ، پھر بھی یہ طریق تحقیق و بیان دوسرے کئی طریقوں سے زیادہ کام یاب اور زیادہ نتیجہ خیز ثابت ہو رہا ہے ۔ قریشی صاحب نے بھی اپنے تجارب کو اسی طریق سے مرتب کیا ہے بلکہ اس عجیب و غریب سائنسی طریق کی عمدہ مثال پیش کر کے پوری نفسیات کی خدمت کا حق ادا کیا ہے ۔

الغرض قریشی صاحب کا موضوع محدود سہی ، اس کا محدود ہونا کوئی عیب نہیں ؛ ایک تو اس وجہ سے کہ نفسیاتی طب کے عام اصول اس سے بہ ہر حال واضح ہو جاتے ہیں ، دوسرے اس وجہ سے کہ گزشتہ زمانے میں بھی بچوں کے مطالعے اور بچوں کے متعلق تحقیق سے نفسیات کے وسیع سائنس کو ہمیشہ ہی بہت فائدہ ہوا ہے ۔ ساٹھ ستر

Marfat.com
Marfat.com

برس سے دیکھنے میں آیا ہے کہ ایک بات پہلے پہل بچوں کے سلسلے میں دریافت ہوئی ، اس کا استعمال بھی پہلے بچوں پر ہی ہوا ، لیکن بعد میں وہی بات بڑوں پر استعمال ہونے لگی اور جو تحقیق بچوں پر کی گئی وہی نفسیات عمومی کا اصول اور ستون بن گئی ۔ ذہانت کا ناپ تول ، شخصیت کی جانچ اور جذبات کا تجزیہ آج کل کی نفسیات کا طرۂ امتیاز بن چکے ہیں ، یہ سب بچوں کے مطالعے سے حاصل ہوئے ۔ ان کی پہلی آزمائش بھی بچوں ہی پر ہوئی ۔ لیکن بعد میں ان کی وسیع تر افادیت اور اہمیت کا علم ہوا ، جس نے علم نفسیات میں ایک انقلابی اثر پیدا کیا ۔

آخر میں یہ بھی کہہ دوں کہ میں نے محسوس کیا ہے اور میرا خیال ہے ، دوسرے پڑھنے والے بھی محسوس کریں گے ، کہ قریشی صاحب اپنی مرغوب نفسیاتی اصطلاحات بڑی سادگی اور بے تکلفی سے یوں استعمال کرتے چلے جاتے ہیں گویا ساری دنیا انھیں سمجھتی اور مانتی ہے ۔ قریشی صاحب کی اصطلاحات بہ تمام و کمال فرائڈ سے لی گئی ہیں ۔ قریشی صاحب فرائڈی نظریات کے قائل ہیں اور خوب قائل ہیں ۔ دنیا کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہونا چاہیے ۔ پیش آمدہ کوائف و واقعات کو آخر کسی نہ کسی نظریاتی ڈھانچے میں ڈالنا ہی پڑتا ہے ۔ قریشی صاحب اپنی مرغوب فرائڈی اصطلاحات کی تائید میں یہ کہیں گے ، اور یہ کہنا بجا ہوگا ، کہ ان کا طویل تجربہ ان اصطلاحات کی معقولیت کی شہادت ہے ۔ بہ این ہمہ انھیں یہ اصرار نہ ہو گا کہ اب یہ ہی ایک ڈھانچا یا خاکہ رہ گیا ہے جس میں نفسیاتی امور کو ٹانکا اور سجایا جا سکتا ہے ۔ ہو سکتا ہے کل کوئی اور

Marfat.com
Marfat.com

خاکہ بن جائے جو یہی خدمت زیادہ عمدگی سے سر انجام دے، لیکن جب تک کوئی خاکہ پورے طور پر فرائڈی خاکے کی جگہ نہیں لیتا، اس وقت تک یہی فرائڈی تصورات و نظریات ہی کام دیں گے۔ ہاں جن پڑھنے والوں کو اصطلاحات کے سمجھنے میں دقت محسوس ہو انہیں قریشی صاحب کی پہلی کتاب کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ اس کتاب کا نام 'فرائڈ اور لاشعور' ہے۔ اسے مجلس ترقی ادب پہلے چھاپ چکی ہے۔

میں امید کرتا ہوں کہ قریشی صاحب کی دونوں کتابیں شوق سے پڑھی جائیں گی اور نہ صرف نفسیات کے طلبا اور محققین بلکہ ان کے علاوہ بچوں کی تربیت سے ذوق رکھنے والے والدین اور بچوں کے استاد اور سرپرست سبھی ان سے فائدہ اٹھائیں گے۔

خاکسار

محمد اسلم

سابق پروفیسر نفسیات و فلسفہ

گورنمنٹ کالج، لاہور

و

پروفیسر نفسیات کراچی یونیورسٹی

حال

اقبال پروفیسر فلسفہ

پنجاب یونیورسٹی، لاہور

اگست ۱۹۶۵ع

Marfat.com
Marfat.com

باب اول

نظریۂ زندگی

ہر انسان کا نظریۂ زندگی اُس کی شخصیت کا عکس ہوتا ہے اور یہ عکس اُس قوتِ ارادی کی کمی و بیشی کا اظہار ہے جو انسان کی شخصیت کی تکمیل کا موجب بنتی ہے۔ یہی وہ قوت ہے جو انسان کو حیوانات کی لڑی میں اشرف المخلوق کا درجہ دیتی ہے، جس کے ذریعے وہ اپنے ماحول کی گوناگوں کیفیتوں پر اپنی حسبِ منشا قابو پا سکتا ہے اور زندگی کی ہم آہنگی قائم رکھنے کے لیے اپنے آپ کو ماحول کے مطابق تبدیل کر لینے پر قادر ہے۔ جن لوگوں میں یہ 'ذہنی لچک' زیادہ ہوتی ہے اُن کے لیے زندگی ایک خوش گوار حقیقت بن جاتی ہے اور ہر مسئلۂ زندگی جیسے ایک کھیل معلوم ہوتا ہے، جس کی مشکلات پر عبور پانا اُن کے لیے باعثِ مسرت بن جاتا ہے۔ اس طرح ہر کام یابی اُن کی اس قوت کو زیادہ سے زیادہ تر کرتی چلی جاتی ہے اور ہر ناکامی ان کے لیے ایک چیلنج ہوتا ہے، جس کا جواب وہ اپنی پوری طاقت سے دے کر فتح حاصل کرتے ہیں۔ یوں زندگی کی مشکلات بھی اُن کی کام یابی کا راستہ نہیں روک سکتیں۔ وہ ہمیشہ خوش رہتے ہیں اور دوسروں کو خوش رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ وہ زندگی بھر ہنستے کھیلتے رہتے ہیں۔

Marfat.com
Marfat.com

آخری وقت آنے پر بغیر کسی خوف کے موت کی آغوش میں سو جاتے ہیں۔ ایسے لوگ زندگی میں موت سے کبھی نہیں ڈرتے۔ یہ زندگی کو زندگی سمجھتے ہوئے زندہ رہتے ہیں اور موت کو موت سمجھتے ہوئے مر جاتے ہیں۔ زندگی اور موت اُن کے لیے دو متضاد حقیقتیں ہیں، ایک کا دوسرے سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ زندگی میں موت کے خوف سے ہزاروں مرتبہ زندہ رہنے کی تمنا میں مرنے کی بجائے صرف ایک دفعہ مرتے ہیں اور اُس وقت جب اُن کے لمحات زندگی پورے ہو چکتے ہیں۔ لیکن اس قسم کے بلند کردار انسان بہت کم دیکھنے میں آتے ہیں، جس کی وجہ یہ ہے کہ حقیقت کو صحیح طور پر سمجھتے ہوئے مناسب رد عمل کا اظہار جو ایسے لوگوں کی کام یابی کا راز ہے، بہت مشکل ہے۔

ہم اکثر حقیقت کی ترجمانی اپنے ابتدائی ماحول کی تربیت کے مطابق کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہمیں ایک ہی حقیقت مختلف رنگوں میں دکھائی دیتی ہے۔ گویا کہ ایک ہی حقیقت مختلف لوگوں کو مختلف رنگوں میں نظر آتی ہے اور یہ رنگ ہمارے ابتدائی ماحول کی تربیت کا نتیجہ ہوتے ہیں، جیسا کہ اس مثال سے ظاہر ہے۔ تین دوست کہیں جا رہے تھے۔ راستے میں انھوں نے ایک تیتر کو درخت پر بولتے سنا۔ ایک نے کہا، سنتے ہو یہ کیا کہہ رہا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا۔ ہاں، یہ کہہ رہا ہے 'سبحان تری قدرت'۔ دوسرا بولا، نہیں تم غلط سمجھے ہو۔ یہ کہہ رہا ہے، 'سیتا رام جسرتھ'۔ تیسرا جو چپکا بیٹھا یہ باتیں سن رہا تھا، پکار اٹھا، تم دونوں غلط

Marfat.com
Marfat.com

سمجھتے ہو ، دراصل یہ 'لون ، پیاز ، ادرک' کہہ رہا ہے۔ یہ تھا اُن کے موحول کا اثر ۔ اُنھوں نے ایک ہی بات کو اپنے اپنے رنگ میں ایسا رنگا کہ حقیقت اپنا اصلی رنگ کھو بیٹھی ۔ اور یہ صاف ظاہر ہے کہ ہر شخص کا ماحول حقیقت کی ترجمانی کرنے میں کس حد تک اثر انداز ہوتا ہے ۔ اس طرح جب ہم دنیا کے دوسرے حقائق کو دیکھتے ہیں تو اُن کو سمجھنے میں بھی یہی غلطی کرتے ہیں ، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حقیقت اور ہمارے عمل میں کوئی مناسبت نہیں رہتی ، اس لیے ہمارا عمل وہ اثر پیدا نہیں کر سکتا جو ہم چاہتے ہیں ۔ ہم زندگی میں بار بار کوشش کرنے کے باوجود ناکام رہتے ہیں ۔ ہمیں ایسے آدمی بہت ملتے ہیں جو زندگی میں ناکام رہے ۔ اُن کے قدم ایک دفعہ ایسے اُکھڑے کہ پھر جم نہ سکے ۔ ناکامی کے بعد ناکامی ، مصیبت کے بعد مصیبت اُن کے سر پر سوار رہی ۔ اس سے چھٹکارا پانے کے لیے اُنھوں نے کیا کچھ نہ کیا ۔ شراب پی ، جؤا کھیلا، طوائفوں کے ہاں گئے اور وہاں سے کئی قسم کی بیماریاں مول لیں ، بقایا عمر ہسپتال میں گزاری ، تپ دق کے مریض بنے ، چوری کی اور جیل کی ہوا کھائی یا پاگل خانے میں عمر گزاری اور اخیر میں اپنی جان پر کھیل گئے ۔

یہ سب کچھ کیوں ہوا؟ محض اس لیے کہ اُن کی شخصیت کی بنیاد ایسی تربیت پر رکھی گئی تھی جس نے اُن میں ذہنی کش مکش پیدا کر دی تھی اور یہ کش مکش دیمک کی طرح اُن کی قوت حیات کو چاٹتی رہی ، جس کی وجہ

Marfat.com
Marfat.com

سے اُن میں اتنی طاقت باقی نہ بچی کہ وہ مردانہ وار دنیاوی اُلجھنوں کا مقابلہ کر سکتے ۔ اپنی اسی ابتدائی تربیت کے باعث آئندہ زندگی میں جب کبھی انھیں حقیقت کا سامنا کرنا پڑا وہ اپنی اس قوت کی کمی کے باعث حقیقت کی تاب نہ لا سکے ۔ چناں چہ زندگی کی ایک معمولی سی مشکل بھی اُن کے لیے مصیبت کا ایک پہاڑ بن گئی ۔ اگر کبھی انھوں نے اس پر قابو پانے کی کوشش کی بھی تو ابتدائی ماحول کے اثرات کی وجہ سے حقیقت کو صحیح طور پر نہ سمجھ سکے ۔ اصلیت کو اپنے بچپن کے ماحول کی عینک سے دیکھا جسے اُن کی ابتدائی تربیت نے ایک مخصوص رنگ دے رکھا تھا ۔ اس غلط ترجمانی کی وجہ سے اُن کی وہ تھوڑی سی طاقت بھی بارآور نہ ہو سکی ۔ اس مسلسل ناکامی سے وہ اتنا ڈرے کہ آخر اسی میں ختم ہو کر رہ گئے ۔

Marfat.com
Marfat.com

باب دوم

ابتدائی ماحول کا اثر

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ان لوگوں کے بچپن کا زمانہ کیسے گزرا اور ان کا ابتدائی ماحول کیسا تھا جس کی وجہ سے انھوں نے ایسی تربیت پائی کہ اپنی تمام زندگی اسی کی نذر کر بیٹھے۔

اگر ہم ان لوگوں کی ابتدائی زندگی کا مطالعہ کریں تو ایک بات بہ خوبی واضح ہوتی ہے کہ ان کا بچپن ایک ہنگامہ خیز زمانہ تھا جس میں ان کی اندرونی اور بیرونی جذباتی کش مکش نے ایک طوفان برپا کر رکھا تھا۔ اس رو میں وہ بے دست و پا اس طرح بہتے چلے گئے کہ کہیں کنارا نہ مل سکا۔ اس جذباتی تسکین کے لیے جو ان کا پیدائشی حق تھا، انھوں نے ہر ممکن کوشش کی لیکن ان بد قسمت روحوں کو یہ کبھی میسر نہ آ سکی۔ اس ناکامی نے ان کے اندر ایک ایسا انتقامی جذبہ پیدا کر دیا جو ان کی تمام ایسی حرکات کا محرک بنا، جس کی بنا پر پہلے والدین نے ان کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا اور پھر سوسائٹی نے ان سے منہ پھیر لیا اور ان دونوں نے مل کر ان کو 'بگڑے بچوں' کا خطاب دیا۔

بگڑے بچے صرف والدین ہی کے لیے نہیں بلکہ سب کے لیے وبال جان ہوتے ہیں۔ گلی کوچوں میں آوارہ

Marfat.com
Marfat.com

پھرتے ہیں ، ہر راہ گیر کی پگڑی اُچھالتے ہیں ، چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑائی جھگڑے کے لیے آمادہ ہو جاتے ہیں۔ گھر میں بھی اُن کا طرز عمل کچھ بہتر نہیں ہوتا۔ بہ ظاہر بے گناہ والدین کا ناک میں دم کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے رہتے ہیں اور وہ عموماً ان حرکات سے تنگ آ کر اور بچے کو سدھارنے کی غرض سے عموماً گالیوں کا (جو بہت بلند آواز سے دی جاتی ہیں)، نیز تھپڑ، مُکّے ، جوتے اور ڈنڈے کا بے دریغ استعمال کرتے ہیں۔ 'لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے' کا اصول اُن کی قبیح عادت کا علاج ٹھہرایا جاتا ہے۔ وہ بڑے فخر کے ساتھ اپنے اس سلوک کی حمایت کرتے اور کہتے ہیں کہ بچوں کی بد عادات کا علاج کوئی ہم سے سیکھے۔ ضد کا علاج ہے بچے کو مارنا ، بھوکا رکھنا ، کمرے میں بند کر دینا یا اُس کی خواہش کا تمسخر اڑانا وغیرہ۔ اس طرح دوسری بد عادات دور کرنے کے لیے بچے کو یہ دھمکی بھی دی جاتی ہے کہ اُس کی 'پھلو' (عضوِ تناسل) کاٹ دی جائے گی۔ اگر بچے کا ختنہ پہلے ہو چکا ہو تو اس دھمکی سے اسے یہ خطرہ پیدا ہو جاتا ہے کہ کہیں بقایا 'پھلو' بھی صاف نہ کر دی جائے۔ چھوٹی لڑکیوں کے سلسلے میں اس خطرے کا احساس اور بھی بڑھ جاتا ہے۔ اس طرح بچے میں ایک ایسے خوف کی بنیاد رکھ دی جاتی ہے جو اس کی آئندہ زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے اور عموماً اس کی تباہی کا باعث بن جاتا ہے۔

اگر بچہ سکول جانے کی عمر کا ہو تو سدھارنے کی غرض سے اُس کو سکول میں داخل کروا دینے کی دھمکی

Marfat.com
Marfat.com

دی جاتی ہے - بڑے جوش میں آ کر بتایا جاتا ہے کہ وہاں ماسٹر اسے خوب پیٹا کرے گا اور سب لڑکے اس کا خوب مذاق اڑائیں گے - جلد ہی وہ وقت بھی آ جاتا ہے جب اسے سکول میں واقعی داخل کر دیا جاتا ہے - اب بچہ یہ سمجھتا ہے کہ سکول ایک سزا خانہ ہے جس میں بری عادات کی وجہ سے اس کو داخل کر دیا گیا ہے اور جہاں سزا کے ذریعے بچے کو صحیح عادات سکھلائی جاتی ہیں ، اس لیے سزا کا ملنا گویا ایک لازمی امر ہے - اب وہ سکول سے ڈرتا ہے - سکول نہ جانے کے لیے طرح طرح کے بہانے بناتا ہے - صبح کے وقت عموماً پیٹ کا درد شروع ہو جاتا ہے یا کتاب گم ہو جاتی ہے ، وغیرہ وغیرہ - والدین جو خود اسی قسم کے ماحول کی پیداوار ہوتے ہیں ، ان بہانوں کو سمجھتے ہوئے بچے کو مار پیٹ کر زبردستی سکول بھیجتے ہیں - اب بچہ جماعت میں خوف کے مارے ایک کونے میں سکڑ کر بیٹھا رہتا ہے - ہر وقت یہی فکر دامن گیر رہتی ہے کہ ماسٹر صاحب کا ڈنڈا اب برسا کہ برسا - بچہ اس خوف کے مارے اپنے سبق میں کوئی دلچسپی نہیں لے سکتا - نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سبق سے فائدہ نہیں اٹھاتا اور سکول میں ہر روز مار کھاتا ہے ، یعنی اب اسے وہی سزا ملنی شروع ہو جاتی ہے جس کی پہلے دھمکی دی گئی تھی - چناں چہ وہ سکول جانے سے انکار کر دیتا ہے ، لیکن یہ انکار اس کے والدین کے غصے کو پہلے سے بھی زیادہ بھڑکا دیتا ہے اور اس کو بہت بری طرح سے پیٹا جاتا ہے - اب بچے کو دونوں طرف موت دکھائی دیتی ہے - ایک آفت میں جان آ جاتی ہے - اب وہ کرے تو

Marfat.com
Marfat.com

کیا کرے۔ 'نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن'۔ سکول جائے تو اُستاد مارتا ہے، گھر میں رہے تو ماں باپ پیچھا نہیں چھوڑتے۔ ان حالات میں اُس کو یہی ترکیب سوجھتی ہے کہ گھر سے سکول جائے لیکن وہاں نہ پہنچے۔ چناں چہ وہ سکول جانے کی بجائے دن اِدھر اُدھر گزار کر چھٹی کے وقت واپس گھر پہنچ جاتا ہے؛ لیکن یہ طریقہ بھی زیادہ دیر تک کام نہیں آسکتا۔ باپ کو پتا چلتا ہے تو پہلے سے بھی زیادہ سزا دی جاتی ہے اور سکول جانے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ اس کا نتیجہ عموماً یہ ہوتا ہے کہ بچہ بیمار پڑجاتا ہے۔ بیماری کی حالت میں والدین بچے کی ہر خواہش پوری کرتے ہیں۔ اسے پیار کرتے ہیں اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اُسے سکول نہیں بھیجتے۔ اس طرح بیماری بچے کے لیے رحمت بن کر آتی ہے اور سب مصیبتوں سے نجات دلوا دیتی ہے۔ بچہ والدین کی محبت حاصل کر لیتا ہے جس کے لیے وہ اب تک ترس رہا تھا۔ اگر بچے کی تمام خواہشات بیماری ہی کی حالت میں پوری ہو سکیں تو ظاہر ہے کہ غیر شعوری طور پر وہ بیمار رہنے کی کوشش کرے گا۔ اس طرح اُس کو سکول سے بھی چھٹکارا مل جائے گا اور گھر میں والدین بھی پیار اور محبت سے پیش آئیں گے۔

اگر بچہ بیمار نہ ہو تو بھی مار کا خوف اُس کی ننھی سی جان پر اس طرح غالب رہتا ہے کہ وہ پڑھنا چاہے بھی تو نہیں پڑھ سکتا۔ پڑھنے کے نام ہی سے وہ بدکتا ہے۔ آنکھوں تلے اندھیرا چھانے لگتا ہے، الفاظ دھندلے پڑ جاتے ہیں، دماغ چکرا جاتا ہے اور جو کچھ آتا ہے

Marfat.com
Marfat.com

وہ بھی یاد نہیں رہتا - یہ ہم خوب جانتے ہیں کہ جذباتی ہونے کی وجہ سے انسان اکثر غلطی کرتا ہے جس کا احساس صرف جذبات کے ٹھنڈا ہونے ہی پر ہوتا ہے۔ جذبات کی رو میں انسان کا دماغ بالکل کام نہیں کرتا - لیکن بچے کی اس جذباتی بے بسی کو ہمیشہ نظر انداز کرتے ہوئے ہم اس پر یہ فتویٰ لگاتے ہیں کہ وہ کند ذہن اور بگڑا ہوا بچہ ہے۔

دراصل خوف زدہ ہونے کی وجہ سے ایسے بچوں کے جذبات میں ایک ہیجان سا برپا رہتا ہے جس کی وجہ سے اُن کا دماغ کام کرنے سے بالکل عاری ہو جاتا ہے۔ جس مضمون کو پڑھنے پر بچے کو زیادہ پیٹا گیا ہو اس میں وہ کبھی دلچسپی نہیں لیتا اور ہمیشہ کمزور رہتا ہے۔ اگر بھولنے پر اس کی حوصلہ افزائی کر کے وہی سبق پھر ذہن نشین کرا دیا جائے تو وہ اس میں زیادہ دلچسپی لیتا ہے، اسے شوق سے پڑھتا اور اس میں ہمیشہ ہوشیار شمار ہوتا ہے۔ ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ لڑکا ایک مضمون میں تو اول آیا لیکن دوسرے میں بہت بری طرح سے فیل ہو گیا۔ اگر وہ کند ذہن ہوتا تو اسے سب ہی مضامین میں فیل ہونا چاہیے تھا۔ لیکن نفسیاتی مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ناکامی کی وجہ مار کے خوف کے سوا اور کچھ نہیں تھی جو اس مضمون کے ساتھ وابستہ ہو جاتی ہے۔ لیکن والدین ان باتوں کو نہ سمجھتے ہوئے بچے کے ساتھ سختی برابر جاری رکھتے ہیں اور بچے کو خوف زدہ کر کے اپنے اُلٹے سیدھے احکام کی پیروی اس سے کرواتے رہتے ہیں۔ اگر اپنے ان طریقوں سے بچے کو

Marfat.com
Marfat.com

سکول کی زندگی میں کام یاب نہ کروا سکیں تو نا امید ہو کر اور تنگ آ کر اسے کسی کام میں ڈال دیتے ہیں تا کہ کچھ سیکھ جائے۔ لیکن وہاں بھی اس کی وہی حالت رہتی ہے۔ ہر وقت ڈرتا رہتا ہے۔ کام میں کسی طرح کی دلچسپی نہیں لیتا۔ چناں چہ پھر خوب پیٹا جاتا ہے اور تنگ آ کر کسی دوسرے کام پر لگایا جاتا ہے۔ لیکن یہ تبدیلی بھی کارگر نہیں ہوتی۔ مختصر یہ کہ وہ کچھ نہیں سیکھ سکتا، کیوں کہ پڑھائی کی طرح کام کے ساتھ بھی مار کا خوف لگا رہتا ہے۔ طبعاً ایسے حالات میں وہ ہر کام سے بھاگتا ہے۔ اب وہ بگڑا بچہ ہے۔ ہر آدمی اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے تو بچہ جیسے غیر شعوری طور پر کہنے لگتا ہے۔ "اگر میں برا ہوں تو دنیا کو برا بن کر ہی دکھا دونگا۔" اب جوں جوں وہ بڑا ہوتا ہے، ایک انتقامی جذبے کے ماتحت اپنے اندر غیر شعوری طور پر ہر قسم کی برائیاں پیدا کرنا شروع کر دیتا ہے جن کی بنیاد ابتدائی ماحول کی تربیت کے مطابق پہلے ہی رکھی جا چکی تھی۔

بعض بچوں میں چوری کی عادت پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ گھر سے پیسے چراتے اور باہر جا کر ایسی چیزوں پر خرچ کرتے ہیں جن سے اُن کو ہمیشہ روکا گیا ہو، یا ادھر اُدھر ضائع کر دیتے ہیں۔ ایسے چور بھی دیکھنے میں آئے ہیں جو صرف خاص قسم کی چیزوں کی چوری کرتے ہیں؛ مثلاً بجلی کے بلب، چاقو، رومال، عورتوں کے بٹوے وغیرہ۔ ولایت میں ایک ایسا چور پکڑا گیا جو صرف عورتوں کے رومال چرایا کرتا تھا۔ جامہ تلاشی پر اُس کے

Marfat.com
Marfat.com

قبضے سے بہت سے رومال نکلے جن کو اس نے اپنے لباس کی اندرونی پرتوں کے ساتھ سی رکھا تھا تاکہ وہ اس کے جسم سے مس کرتے رہیں ۔ اسی قسم کا ایک اور چور پکڑا گیا جو عورتوں کے بالوں کی لٹیں کاٹ لیتا اور ان کو بڑی حفاظت کے ساتھ دھاگے کی گچھیوں کی طرح علیحدہ علیحدہ ڈبوں میں رکھا کرتا تھا اور سونے سے پہلے ان سب کو ایک دفعہ ضرور دیکھتا ، مس کرتا اور ہونٹوں سے لگاتا تھا ۔ کئی چور ایسے بھی ہوتے ہیں جو ہمیشہ چوری کرتے وقت پکڑے جاتے ہیں ۔ غیر شعوری طور پر وہ یہ حرکت اس وقت کرتے ہیں جب کوئی انہیں دیکھ رہا ہو اور یہ چوری اکثر بالکل معمولی چیزوں کی ہوتی ہے ۔ اس قسم کے چور عموماً امیر آدمیوں کے بچے ہوتے ہیں ، جن کے ہاں کسی چیز کی کمی نہیں ہوتی ، لیکن ایسی حرکات کرنے پر وہ مجبور ہوتے ہیں ۔

بعض بگڑے بچے بڑے لڑاکے ہوتے ہیں ۔ ان میں برداشت کا مادہ بالکل نہیں ہوتا ۔ معمولی سی بات پر لڑائی جھگڑا شروع کر دیتے ہیں اور دوسروں سے خوب پٹتے ہیں ۔ ماں باپ کے ساتھ بھی ان کی اکثر لڑائی رہتی ہے جس کی وجہ سے انہیں چھوٹی ہی عمر میں گھر چھوڑنا پڑتا ہے ۔ باہر جا کر وہ بات بات پر لڑائی مول لیتے ہیں ۔ اکثر ایسے لوگوں سے لڑتے ہیں جو ان سے عمر ، امارت اور سماجی لحاظ سے ممتاز ہوتے ہیں ۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ زندگی میں کئی بار جیل جاتے ہیں ، یا کسی کو جان سے مار ڈالنے پر پھانسی پاتے ہیں ۔

اگر بچے کے ساتھ زیادہ سختی سے پیش آیا جائے تو

Marfat.com
Marfat.com

بعض اوقات اُس میں ایسی عادات بھی پیدا ہو جاتی ھیں
جو مندرجہ بالا عادات کے بالکل برعکس ھوتی ھیں ۔ وہ بہت
فرماں بردار بن جاتا ھے ۔ جس کام کو کہا جائے فوراً
کرتا اور اپنے والدین کو خوش رکھنے کی ھر ممکن کوشش
عمل میں لاتا ھے ۔ والدین کی معمولی سی ناراضگی اُس
کے لیے زندگی اور موت کا سوال بن جاتی ھے ۔ ایسی طبیعت
کے بچے اکثر خاموش رھتے اور صرف اُس وقت بات
کرتے ھیں جب بہت ضروری ھو ۔ دوسرے بچوں کی طرح
کھیل کود میں زیادہ دلچسپی نہیں لیتے ، نہ ھی کسی سے
میل ملاپ پسند کرتے ھیں ۔ کچھ بے نیاز سے نظر آتے ھیں ۔
کبھی کسی سے لڑتے جھگڑتے نہیں ، نہ کبھی کسی چیز
کے لیے ضد کرتے ھیں ۔ جوں جوں وقت گزرتا ھے اُن کی یہ
بے تعلقی بڑھتی چلی جاتی ھے ۔ ساتھ ھی وہ اپنے اندر ایک
ایسی دنیا بسا لیتے ھیں جس میں وہ اپنی خواھشات کو
بہ آسانی پورا کر سکتے ھیں ، جس میں محرومی اور خوف
کا کوئی دخل نہیں ھوتا ۔ جوں ھی اُن کے دل میں کوئی
خواھش پیدا ھوئی پوری ھو گئی ۔ اس خیالی دنیا میں وہ بہت
ھی خوش رھتے ھیں ۔ بیرونی دنیا اُن کے لیے خوف اور
ناکامی کا گھر بن جاتی ھے جس میں سوائے دکھ اور درد
کے کچھ نہیں ھوتا ۔ بعض اوقات ایک صحیح الدماغ انسان
بھی عارضی طور پر اس قسم کی دنیاوی بے تعلقی پیدا کرکے
خیالی دنیا میں پناہ لے لیتا ھے ، جب کہ زندگی بہت تلخ
ھوجاتی ھے اور باوجود انتہائی کوشش کے مشکلات
پر قابو نہیں پایا جاتا ۔ غم و الم اُس پر اس طرح حاوی ھو
جاتا ھے کہ دنیا کی تمام رنگینیاں بھول جاتی ھیں ۔

Marfat.com
Marfat.com

چنان چہ ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ غم کی حالت میں انسان کے اندر اتنی قوت ہی نہیں رہتی کہ اپنے دنیاوی کاموں میں ایسی گرم جوشی کے ساتھ حصہ لے سکے جیسے پہلے لیا کرتا تھا۔ وہ اپنے آپ ہی میں کھو جاتا ہے۔ بار بار اسے وہی باتیں یاد آتی ہیں جو اس کے غم کا موجب ہیں۔ اس طرح وہ تقریباً ہر وقت ہی غمگین رہتا ہے۔ مگر اس غم کا فشار یا دباؤ بیرونی دنیا سے اس حد تک بے تعلق نہیں کرتا کہ ہمیشہ کے لیے خیالی دنیا ہی میں کھو جائے، بلکہ جوں ہی زندگی کا تقاضا اسے اس دنیا سے رشتہ دوبارہ قائم کرنے پر مجبور کرتا ہے وہ اپنے غم سے جلد از جلد نجات پانے میں کوشاں ہوتا ہے اور اس طرح آہستہ آہستہ از سر نو حسبِ سابق دنیا کا ایک با عمل انسان بن جاتا ہے۔ لیکن اس قسم کی ذہنی لچک جذباتی مریضوں میں نہیں ہوتی کہ تکلیف کا مقابلہ کرتے ہوئے بھی بیرونی دنیا کو خیالی دنیا پر ترجیح دے سکیں۔ ان میں بچپن کے اندرونی خوف کے باعث بیرونی دنیا سے لگاؤ بہ تدریج کم ہوتا جاتا ہے، یہاں تک کہ اصلی دنیا کی جگہ خیالی دنیا لے لیتی ہے۔ بعد میں اس سے نکلنے یا رہنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اگر شروع ہی سے مرض کا علاج کیا جائے تو تجزیۂ نفس کے ذریعے کام یابی ممکن ہے، لیکن مرض کے بڑھ جانے کے بعد علاج بہت لمبا اور مشکل ہو جاتا ہے۔ لا علاج ہونے کی وجہ سے کئی لوگ ساری زندگی پاگل خانوں ہی میں رہتے ہیں۔

کئی بگڑے بچوں میں متضاد قسم کے جذبات، مثلاً وحشی پن اور انتہائی افسردگی باری باری نمایاں ہوتے ہیں۔

Marfat.com
Marfat.com

پہلی حالت میں وہ سب سے لڑتے جھگڑتے ہیں ، کسی کا کہنا نہیں مانتے ، گھر میں ایک طوفانِ بد تمیزی برپا کیے رہتے ہیں ، چھوٹی چھوٹی باتوں پر بگڑ جاتے ہیں ، اپنے آپ کو بہت بڑا اور عقل مند سمجھتے ہیں اور دوسروں سے اپنے حکم کی تعمیل کروانے کے لیے ہر قسم کے تشدد سے کام لیتے ہیں ۔ مار پیٹ کا بھی اُن پر کوئی اثر نہیں ہوتا ۔ گھر میں ایک مجسم شیطان کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ ان کی حرکتوں سے والدین کا دم ناک میں رہتا ہے ۔ لیکن ان کی دوسری حالت پہلی کے بر عکس ہوتی ہے ۔ اب وہ بالکل خاموش ہوتے ہیں ۔ کسی چیز کے لیے کسی کو تنگ نہیں کرتے ۔ کوئی اپنی بری حرکت یاد آ جائے تو بہت پچھتاتے ہیں ۔ بار بار معافی مانگتے ہیں ۔ اپنے آپ کو بہت ذلیل و حقیر سمجھتے ہیں ۔ خود کشی کا خیال بھی اُن کے ذہن میں اکثر آتا رہتا ہے ۔ ان کی یہ دونوں کیفیتیں والدین کی سخت پریشانی کا باعث بنتی ہیں ۔ کئی بچوں کو غشی یا مرگی کی بیماری ہو جاتی ہے ۔ غصے کی حالت میں غش کھا جاتے ہیں ۔ اَور بھی طرح طرح کی علامات پیدا ہو جاتی ہیں ۔ ماہرین نفسیات کے نقطۂ نظر سے یہ بچے اس لیے بیمار ہوتے ہیں کہ والدین کی بد سلوکی سے اُن کے اندر جذباتی کش مکش پیدا ہو جاتی ہے ۔

بعض اوقات بچے معمولی چیزوں سے بھی ڈرنا شروع کر دیتے ہیں ؛ مثلاً بلی ، کتے اور گھوڑے وغیرہ سے یا تانگے ، موٹر اور ریل گاڑی کی سواری سے ۔ یا بازار عبور کرنے اور کھلے میدانوں یا تنگ گلیوں میں گزرنے سے ۔ یا معمولی کھلونوں سے ؛ مثلاً کپڑے کی گڑیا ، چوہے ، بلی

Marfat.com
Marfat.com

اور دوسرے جانوروں سے ۔ اس قسم کا ''بے معنی خوف'' (Phobia) دراصل اُن کے اندرونی خوف کا بیرونی اظہار ہوتا ہے ۔ یہ خوف اُن کے اندر جذباتی کش مکش کی وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے ۔ بہت چھوٹی عمر میں بچے کے اندر ابھی اتنا احساس موجود نہیں ہوتا کہ وہ اندرونی اور بیرونی دنیا میں تمیز کر سکے ۔ اس لیے وہ اندرونی خوف کو بیرونی بے ضرر چیزوں پر چسپاں کر کے اور پھر ان سے گریز کرتے ہوئے اپنے اندرونی خوف سے نجات پانا چاہتا ہے ۔ اس لیے وہ بیرونی بے ضرر چیزوں سے ڈرتا اور اُن سے دور رہنے کی کوشش کرتا ہے ۔ لیکن والدین اُس کے ڈر کی اہمیت کو نہ سمجھتے ہوئے اکثر سزا دیتے ہیں ، یا خود لطف اُٹھانے کی خاطر ان کو چڑاتے رہتے ہیں ۔

کئی بگڑے بچے چھوٹی عمر میں ہی سگرٹ یا دوسری منشی اشیا استعمال کرنا شروع کر دیتے ہیں اور اپنے گرد ایسا ماحول پیدا کر لیتے ہیں جس میں ایسی چیزیں اُنھیں بہ آسانی میسر آ جاتی ہیں ۔ یہ ماحول اُن کے چال چلن کو اور بھی بگاڑتا ہے اور وہ کئی قسم کی غلط کاریوں کا شکار ہونا شروع ہو جاتے ہیں ۔ جب والدین اُن کے رویے سے تنگ آ کر اُنھیں پیٹتے ہیں ، تو بجائے سدھرنے کے وہ بالکل باغی ہو جاتے ہیں اور اکثر گھر چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں ۔ اس طرح اُن میں کئی اور بد عادات کا اضافہ ہو جاتا ہے ۔ اس قسم کے بچے بڑے ہونے پر اکثر اپنی آمدنی کا زیادہ تر حصہ منشیات اور طوائفوں کے ہاں صرف کر دیتے ہیں اور کئی قسم کی بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں ۔

Marfat.com
Marfat.com

کئی بگڑے بچوں کو جؤا کھیلنے کی عادت پڑ جاتی ہے ۔ اس غرض کے لیے وہ گھر سے پیسے چراتے اور ہمیشہ پٹتے ہیں ۔ آیندہ زندگی میں بھی یہ عادت کئی بدعادتوں کا موجب بنتی ہے ۔ انھیں کئی قسم کے مکر و فریب سے کام لینا پڑتا ہے ۔ کسی کو دھوکا دیتے ہیں ، کہیں چوری کرتے ہیں ۔ غرض کہ جس طرح بھی ہو سکے وہ روپے پیدا کرنے کی کوشش میں مصروف رہتے ہیں تا کہ اپنا جوئے کا شوق پورا کر سکیں ۔ اس سلسلے میں ہم گھوڑ دوڑ کے شائقین اور آن سٹے کے بیوپاریوں کا ذکر بھی کر سکتے ہیں جو لاکھوں کے کھیل محض اس لیے کھیلتے ہیں کہ لا شعوری طور پر ہار جیت میں ان کو ایک خاص قسم کی جذباتی لہر یا جوش کی کیفیت محسوس ہوتی ہے اور آن کی تسکین کا باعث بنتی ہے ۔ وہ اس خاص قسم کی تسکین کے ایسے عادی ہو جاتے ہیں کہ اس کو حاصل کرنے کے لیے ایسی حرکتیں بھی کر گزرتے ہیں جو انھیں نہیں کرنی چاہیے تھیں ۔ اس کے علاوہ یہ ایک ایسا جؤا ہے جس پر حکومت کو یا خود ان کے ضمیر کو اعتراض نہیں ہوتا ، اس لیے بہ ظاہر وہ بغیر کسی اندرونی یا بیرونی خوف کے اپنی عادت پوری کر سکتے ہیں ۔ کئی اس قسم کے بیوپاری بھی دیکھنے میں آئے ہیں جو کسی قسم کی تجارت جب بھی کرتے ہیں انھیں نقصان ہوتا ہے یا اگر کبھی کبھار کچھ منافع ہو گیا تو دوسری مرتبہ ضرور نقصان ہو جاتا ہے ۔ وہ زندگی بھر ناکامی کا منہ ہی دیکھتے رہتے ہیں ۔

Marfat.com
Marfat.com

باب سوم

بنیادی شخصیت کا ارتقاء

اکثر یہ ہوا کہ اس طرح یہ لوگ بچپن میں والدین کے لیے اور بڑی عمر میں سوسائٹی کے لیے ایک معمہ بنے رہے جنہیں سلجھانے کے لیے کڑی سے کڑی سزا بھی کار گر نہ ہو سکی۔ آخر تنگ آ کر انہیں ان کی قسمت پر چھوڑ دیا گیا۔ اس خرابی کے ذمہ دار غیر شعوری طور پر والدین خود ہی تھے لیکن اس حقیقت کو نہ جانتے ہوئے وہ بچوں کی بد عادات کا حل خود بچوں کی طبیعت کے رجحانات میں تلاش کرتے رہے۔ ان کا رویہ اس خوف زدہ بچے کی طرح تھا جو اپنے اندرونی خوف کو کسی بیرونی چیز : سپاں کر کے اس سے گریز کرتا ہے اور اپنا خوف دور کر لیتا ہے۔ اس طرح والدین نے بھی غیر شعوری طور پر اپنی بد عادات کا اطلاق بچے پر کرتے ہوئے اس سے نفرت کرنا شروع کر دیا اور مسائل کا حل اپنی ذات کے اندر دریافت کرنے کی بجائے بچے کے رجحانات ہی میں تلاش کرتے رہے۔ اپنی جذباتی الجھنوں کی وجہ سے بچے کی آئندہ زندگی برباد کر دی گئی اور سوسائٹی کے لیے بھی اسے ایک معمہ بنا دیا گیا۔

جب یہ بچے اپنے اس ابتدائی ماحول کی تربیت کے ساتھ سماج میں داخل ہوئے تو ان کے ساتھ وہی سلوک شروع ہو گیا جو گھر میں ہوا کرتا تھا۔ والدین کی طرح

Marfat.com
Marfat.com

سوسائٹی نے بھی اُن کو بہت برا سمجھا اور اُن کی اندرونی کش مکش کو نہ سمجھتے ہوئے اور اُن کی مجبوریوں کو نظر انداز کرتے ہوئے ان پر ہر ممکن سختی روا رکھی ۔ حکومت نے اُن کے لیے پولیس رکھی ، عدالتیں کھولیں ، جیل خانے بنوائے اور اس طرح ان کو سدھارنے کی ناکام کوشش میں تشدد سے کام لیا ۔ اُن کے اندر خوف پیدا کرکے اُس گتھی کو سلجھانے کی کوشش کی جس کی جڑیں سماج کی تاریک گہرائیوں میں ہمیشہ کے لیے پیوست ہو چکی تھیں ۔ لیکن سماج میں یہ جرأت کہاں کہ اپنی کمزوریوں اور برائیوں کو تسلیم کرتے ہوئے ان کو رفع کرے اور اُن معصوم بچوں کو صحیح تربیت دے جن پر آیندہ سوسائٹی کی تعمیر کی ذمہ داری عاید ہوتی ہے ۔ سوسائٹی اپنی برائیاں اُن پر چسپاں کر کے خود بری الذمہ ہو جاتی ہے اور سزا ان کو ملتی ہے جن کا در اصل اپنا کوئی قصور نہیں ہوتا ۔ ادھر یہ بد قسمت لوگ اپنے اُلجھے ہوئے اور دھندلے ذہن کے ساتھ ان باتوں کو سمجھنے کی کوشش تو کرتے ہیں لیکن کچھ نہیں سمجھ سکتے ۔ آخر لڑتے جھگڑتے ، تکلیفیں اٹھاتے اور اپنی تقدیر پر آنسو بہاتے اس دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں ۔

سوسائٹی ان کو سزا دیتے وقت یہ سمجھنے کی کوشش نہیں کرتی کہ انھوں نے ایسا کیوں کیا ؟ وہ کون سی ایسی مجبوری تھی جس کی وجہ سے اُنھوں نے اپنے سکھ چین اور زندگی کو خطرے میں ڈالا اور دوسروں کے لیے بھی مصیبت کا باعث بنے اور ان کا صحیح علاج کیا ہو سکتا ہے؟ لیکن عام آدمی کو دوسرے کاموں سے اتنی فرصت

Marfat.com
Marfat.com

کہاں کہ ان باتوں میں سر کھپانے۔ وہ ایک کند ذہن، جذباتی اور کمزور انسان کی طرح جو کسی مشکل کا حل نہ ملنے سے چڑ جاتا ہے، صرف اتنا جانتا ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ سختی کیسے کی جاتی ہے۔ اس کا کوئی اچھا اثر ہو رہا ہے یا نہیں، اس سے اس کا کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ سختی کے باوجود غنڈوں کی تعداد روز بہ روز بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اگر سختی اور خوف و ہراس پیدا کرنا ہی ان کا صحیح علاج تھا تو یہ طریقہ کارگر کیوں نہیں ہوا؟

اگر ہم سوسائٹی سے پوچھیں کہ یہ لوگ برے کیوں ہیں؟ ان کو برا کس نے بنایا؟ تو کئی لوگ بھول پن سے جواب دیں گے اُن کی بدقسمتی، جو تقدیر میں لکھا ہوتا ہے، پورا ہو کر رہتا ہے۔ خدا نے اچھے برے سب ہی قسم کے آدمی پیدا کیے ہیں۔ بروں کو دیکھ کر انسان سبق حاصل کرتا ہے وغیرہ۔ والدین جو اُن کے برے کردار کے موجب ہوتے ہیں، اس قسم کی باتیں کر کے ٹال جاتے ہیں اور سوسائٹی بھی اپنی کم علمی کو پس پشت ڈالتے ہوئے اپنے ظالمانہ رویے کو صحیح سمجھتی ہے اور اس کا اصلی حل سوچنا کبھی گوارا نہیں کرتی۔

کئی لوگ جنہیں، کچھ سوجھ بوجھ ہوتی ہے، وہ مسئلۂ تقدیر کو نظر انداز کر کے یہ سمجھتے ہیں کہ کسی کا اچھا یا برا ہونا صرف اُس کی وراثت پر موقوف ہے۔ باپ اچھا ہوگا تو لڑکا بھی قدرتی طور پر اچھا ہی نکلے گا۔ اولاد ہمیشہ والدین کے نقش قدم پر چلتی ہے اور اُن برائیوں اور اچھائیوں کے سانچے میں ڈھلتی ہے جو اُن کی نسل میں

Marfat.com
Marfat.com

چلی آتی ہیں ۔ ایک برے آدمی کا بیٹا ہمیشہ برا ہی ہوگا ، کیوں کہ برائی اس کے خون میں موجود ہے ، اس لیے اس کے اچھا بننے کا کوئی امکان نہیں ۔ لیکن ہم اکثر یہ بھی دیکھتے ہیں کہ اچھے باپ کا بیٹا برا اور برے کا اچھا نکل آتا ہے ۔ اگر کسی کی خصلت کا دار و مدار تمام تر اس کی وراثت پر ہی ہوتا تو اس کو ایسا نہ ہونا چاہیے تھا ۔ اس سے ظاہر ہے کہ صرف وراثت کو کسی کی خصلت کا موجب قرار نہیں دیا جا سکتا ۔ لیکن وراثت کا اپنے مقام پر دخل ضرور ہوتا ہے جہاں کسی کی جسمانی اور ذہنی ساخت کا تعلق ہو ۔ کئی لوگ قدرتی طور پر بہت ذہین ہوتے ہیں اور کئی بہت کند ذہن ۔ ایک کند ذہن بچے کو اچھا ماحول دے کر ذہین نہیں بنایا جا سکتا ؛ البتہ اتنا اثر ضرور ہوگا کہ جو کچھ وہ سیکھ سکتا ہے ، سیکھ لے گا ، لیکن اس کے آگے کچھ نہ سیکھ سکے گا ۔ اگر ذہین بچے کی جذباتی نشوونما اچھی طرح نہ ہوئی ہو تو وہ کند ذہن بچے سے بھی زیادہ بے عقل معلوم ہوگا ، کیوں کہ وہ اپنی جذباتی کش مکش کی وجہ سے اس خداداد نعمت کا پورا فائدہ نہیں اٹھا سکتا ۔ اس کا ذہن ہر وقت دھندلا رہتا ہے ۔ خوف اور گھبراہٹ کی وجہ سے زندگی کا معمولی سا مسئلہ بھی اس کے لیے ایک پہاڑ بن جاتا ہے ۔ مشکلات کا مقابلہ کرنے کی بجائے وہ راہ فرار ڈھونڈتا ہے ۔ اس طرح اس کی ذہنی نشو و نما پختگی حاصل کرنے کی بجائے رک جاتی ہے اور خود اعتمادی نہ ہونے کی وجہ سے وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ میں ایک کمزور انسان ہوں ، اس لیے میرے مسائل دوسرے حل کریں ۔ یہ ذہنی

Marfat.com
Marfat.com

کیفیت اُس کو اپنی خوبیوں کے شعور سے محروم رکھتی ہے ۔

اکثر تعلیم یافتہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ انسان کی شخصیت کا انحصار صرف اُس کے ماحول پر ہے ۔ اگر کسی کا ماحول اچھا ہوگا تو اس میں خوبیاں پیدا ہوں گی ، برا ہوگا تو برائیاں ۔ اگر کسی کا ماحول تبدیل کر دیا جائے تو ساتھ ہی اُس کی خصلت بھی بدل جاتی ہے ۔ لیکن ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ شخصیت کی ساخت متحرک ہونے کی وجہ سے انسان اپنی طبیعت کے مطابق ماحول خود ڈھونڈ لیتا ہے اور نہ ملے تو بنا لیتا ہے ۔ انسان کسی بے جان چیز کی طرح ساکن نہیں کہ جہاں پڑا ہے وہیں پڑا رہے ۔ اُس کے اندر زندہ رہنے کی قوت ہے اور یہ قوت کئی قسم کے جذبات ، خواہشات اور تمنائیں پیدا کرتی ہے جن کو پورا کرنے کی وہ ہر ممکن کوشش کرتا رہتا ہے ۔ اسی طرح بڑی عمر کا بچہ بھی اپنی متحرک شخصیت کی وجہ سے اپنی طبیعت کے مطابق ماحول ڈھونڈ لیتا ہے یا بنا لیتا ہے ۔

ماہرین نفسیات نے اپنے تجربات اور تحقیقات کی بنا پر یہ انکشاف کیا ہے کہ بچے کی شخصیت جو اُس کے ماحول کا انتخاب کرتی ہے ، اُس ابتدائی ماحول کی تربیت کا نتیجہ ہوتی ہے جو بچے کو پہلے پانچ سال کے اندر ملتی ہے ، یعنی بچہ اس عمر میں اُن تمام خوبیوں کا مالک ہو جاتا ہے جو عمر کے آئندہ مراحل میں اس سے منسوب ہوتی رہتی ہیں ۔ اگر ہم کسی شخص کو سدھارنے کی غرض سے اُس کا ماحول بدل دیں تو اُس کے کردار پر اس کا اثر ضرور ہوگا ، لیکن اتنا زیادہ نہیں کہ وہ ہمیشہ کے لیے برے سے اچھا بن جائے ۔ اس قسم کی تبدیلی اُس کی بد عادات کو قطعی طور پر دور نہیں کر سکتی ، البتہ کسی حد تک دبا ضرور دیتی

Marfat.com
Marfat.com

ہے ۔ چنانچہ یہ عارضی اصلاح محض اس دباؤ کے باعث ہوتی ہے اور یہ دباؤ زیادہ عرصہ تک قائم نہیں رہ سکتا ۔ جب کبھی اس میں کوئی کمی واقع ہوگی یا اس کی اکتسابی فطرت زور پکڑے گی تو اصلی طبیعت کسی نہ کسی روپ میں ضرور ظاہر ہو گی ، اس لیے ہم کسی شخص کا ماحول بدل کر اس کے کردار کو نہیں بدل سکتے ۔ اگر ہم اس کی بد عادات کو پورے طور پر درست کرنا چاہتے ہیں تو ہم کو ان کے اصلی اسباب اس کے بچپن کے حالات میں ڈھونڈنا پڑیں گے اور اصل سبب کے دور کرنے سے بد عادات خود بہ خود دور ہو جائیں گی ۔ ان اسباب کو دور کرنا تجزیۂ نفس کا کام ہے ۔ اس طریق علاج سے فرد کی نئے سرے سے تربیت کی جاتی ہے اور اس کی تمام جذباتی اور ذہنی الجھنوں کو دور کیا جاتا ہے ۔ اگر ہم بچے کے پہلے پانچ سال کی تربیت کا پورا پورا خیال رکھیں اور اس کے ساتھ کسی قسم کا برا سلوک نہ کریں تا کہ کسی قسم کی ذہنی کش مکش پیدا نہ ہو تو اس میں یقیناً کوئی ایسی بد عادت پیدا نہیں ہو سکتی جو اس کی آئندہ زندگی میں کسی تکلیف کا باعث بنے ۔

انسان طبعی طور پر اکیلا زندہ نہیں رہ سکتا ۔ زندہ رہنے کی قدرتی خواہش اس کو مجبور کرتی ہے ، کہ وہ بیرونی دنیا کے ساتھ ربط پیدا کرے ۔ اس طرح تمام وہ چیزیں جن پر انسان کی زندگی کا دار و مدار ہے ، اس کے ماحول کا جزو بننا شروع ہو جاتی ہیں ۔ آہستہ آہستہ سب چیزیں مل کر اس کا ماحول بنتی ہیں ۔ پھر یہ ماحول اس کی فطرت کو اپنے سانچے میں ڈھالنا شروع کر دیتا ہے ۔ اس طرح ماحول اس کی شخصیت کی بنیاد رکھتا ہے ۔

Marfat.com
Marfat.com

ننھے شیرخوار بچے کو دنیا کی کسی چیز کا پتا نہیں ہوتا، اس لیے وہ اپنا ماحول خود ہی ہوتا ہے۔ بچہ اپنی ماں کو بھی اپنے جسم کا ایک حصہ سمجھتا ہے، لیکن جوں جوں وقت گزرتا ہے اور ماں بچے کو اپنے سے الگ کرتی ہے وہ اس کی عدم موجودگی کو محسوس کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اب ماں اس کے جسم کا ایک جزو نہیں رہتی بلکہ ایک بیرونی وجود بن جاتی ہے۔ اس طرح اسے بیرونی دنیا کا احساس ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ جب بھوک سے نڈھال ہو کر وہ روتا ہے تو ماں فوراً اس کی ضرورت پورا کرتی ہے۔ اس طرح ماں بیرونی دنیا کی وہ پہلی فرد ہے جو بچے کے ماحول میں داخل ہوتی ہے۔ اب بچہ اپنے اس محدود ماحول میں پرورش پانا شروع کرتا ہے۔ اس کی شخصیت کی تعمیر ماں کے رویے پر منحصر ہے۔ اگر ماں اس کی جبلّی ضروریات کو سمجھتے ہوئے انہیں وقت پر پورا کرے تو اس کی نشو و نما تسلی بخش ہوتی ہے۔ اگر اس میں کوتاہی کرے اور اس کی ہر ضرورت کو رونے اور چلانے کے بعد ہی پورا کیا جائے تو اس کی جذباتی نشو و نما میں گڑ بڑ پیدا ہو جاتی ہے، جس کا فوری اثر یہ ہوتا ہے کہ بچہ آئندہ ہر ضرورت کے احساس پر رونا چلانا شروع کر دیتا ہے۔ یہ عادت بعض اوقات کافی عمر تک بچے کا پیچھا نہیں چھوڑتی۔

بچے کو ماں کے دودھ ہی کی ضرورت نہیں ہوتی، وہ ماں کے پیار کا بھی بھوکا ہوتا ہے۔ یہ پیار اس کے اندر تحفظ کا احساس پیدا کرتا ہے جو اسے پرسکون اور خوش دل بچہ بنا دیتا ہے۔ اس احساس کی بنا پر اس کی

Marfat.com
Marfat.com

جذباتی نشوونما تسلی بخش ہوتی ہے اور اس کے اندر کوئی ایسا خوف پیدا نہیں ہونے پاتا جو جذباتی ہیجان اور نشوونما میں رکاوٹ پیدا کرے ۔ اگر بچے کی ضروریات وقت پر پوری نہ کی جائیں اور پیار کی بجائے جھڑکا اور مارا جائے تو احساس تحفظ کی بجائے اس میں ڈر پیدا ہوگا ۔ اس کا نتیجہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ بچہ ہر وقت روتا اور چلاتا رہتا ہے ۔ والدین اس کی اندرونی کیفیت کو نہ سمجھتے ہوئے اس کی بد عادات سے تنگ آ کر جب زیادہ خفا ہوتے ہیں تو اس کا اندرونی خوف اور بڑھنا شروع ہو جاتا ہے ۔ اب وہ یہ سمجھتا ہے کہ والدین بجائے محبت کے اس سے نفرت کرتے ہیں ۔ اسے خطرہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ اسے کہیں ہمیشہ کے لیے چھوڑ نہ دیں ۔ اس اندرونی خطرے کو دور کرنے یا غلط ثابت کرنے کے لیے بچہ ہر وقت ماں کی گود میں رہنے کی کوشش کرتا ہے ۔ اگر کسی وقت اتارا جائے تو چلانا شروع کر دیتا ہے ۔ اگر ماں تھوڑی دیر کے لیے بھی آنکھوں سے اوجھل ہو جائے تو اندرونی اندیشے اور بے معنی خوف اسے سراسیمہ کر دیتے ہیں ۔ بچہ مستقل اور عارضی جدائی میں تمیز نہیں کر سکتا ، اس لیے یہ سمجھتا ہے کہ ماں جو اس کی زندگی کا سہارا ہے ، اس سے تنگ آ کر ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر چلی گئی ۔ اس بے بسی کے عالم میں اپنے آپ کو وہ سخت غیر محفوظ سمجھتے ہوئے روتا ہے ۔ کئی بچے تو صاف طور پر کہتے ہیں کہ ہمیں کوئی پیار نہیں کرتا ، سب ہم سے نفرت کرتے ہیں ، اس لیے ہم مر جانا چاہتے ہیں ، لیکن ماں ایسے بچوں کی جذباتی

Marfat.com
Marfat.com

کیفیت کو نہ سمجھتے ہوئے الٹا انہیں جھڑکتی اور مارتی ہے جس سے بچے اور زیادہ دہشت زدہ ہو جاتے ہیں اور کچھ نہیں سمجھ سکتے کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ لیکن ماں کا یہ سلوک ان کی اندرونی کش مکش اور خوف میں اضافہ کرتا ہے۔ بچہ جس محبت اور احساسِ تحفظ کو اپنے اندر محسوس کرنا چاہتا ہے وہ ان طریقوں سے پیدا نہیں ہوتا بلکہ ماں کے اس طرز عمل سے غیر محفوظ ہونے کا خوف اور بھی زیادہ ہو جاتا ہے۔ یہ خرابی آیندہ زندگی میں کئی جذباتی اور ذہنی بیماریوں کا موجب بنتی ہے۔

بچے میں پیار کی فطری طلب ماں کے بعد باپ کو اس کے ماحول کا جزو بناتی ہے۔ بچہ چاہتا ہے کہ باپ اس کے ساتھ کھیلے اور اسے پیار کرے۔ جوں جوں بچہ بڑا ہوتا ہے، گھر کے دوسرے افراد بھی، جو اس کو پیار کرتے ہیں، اس کے ماحول میں داخل ہوتے ہیں۔ اس طرح بچے کا ماحول بہ تدریج وسیع تر ہوتا جاتا ہے۔ اب اس ماحول سے اور عزیز ترین لوگوں سے بچے کے تعلقات سے، اس کی شخصیت کی تعمیر ہوگی۔ اگر ماحول بچے کی فطری ضروریات اور خواہشات کو ٹھیک وقت اور مناسب مقدار میں پورا کرتا چلا گیا تو اس کا اثر بچے کی شخصیت پر بہت اچھا ہو گا۔ اگر اس میں کسی قسم کی ناجائز رکاوٹ پیدا ہوئی تو اس کا اثر بچے کی جذباتی نشو و نما پر یقیناً برا پڑے گا۔

بچہ صرف زندہ رہنے کی خاطر دودھ نہیں پیتا بلکہ دودھ پینے اور چوسنے میں اسے لطف بھی بہت آتا ہے۔ لذت کی یہ طلب اور بھوک دونوں مل کر بچے کو اکساتے

Marfat.com
Marfat.com

ہیں کہ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد دودھ پیے۔ اس طرح لذت کے ذریعے قدرت بچے کی پرورش کرتی ہے۔ چوسنے کی لذت کی خاطر بچے اکثر مقدار سے زیادہ دودھ پی جاتے ہیں جسے وہ بعد میں پھینکتے رہتے ہیں۔ ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ بچہ سیر ہو کر دودھ پینے کے بعد بھی ماں کے پستان کو منہ سے نکالنا نہیں چاہتا۔ اگر نکل جائے تو رونا شروع کر دیتا ہے۔ انگوٹھا یا جو چیز بھی اس کے ہاتھ میں آئے منہ میں ڈال کر چوسنا شروع کر دیتا ہے۔ دودھ پیتے وقت جب ماں کا پستان اور پیٹ کا کچھ حصہ بچے کے جسم سے مس ہوتا ہے تو وہ ماں کے جسم کی حرارت کو محسوس کرتے ہوئے ایک خاص قسم کی تسکین، مسرت اور تحفظ محسوس کرتا ہے۔ یہ احساسات جذباتی سکون پیدا کرتے ہیں اور اسے گہری نیند سلا دیتے ہیں۔ ایک مطمئن بچہ ہمیشہ دودھ پینے کے بعد سو جائے گا یا کھیلنا شروع کر دے گا۔ اگر والدین کا برتاؤ بچے کے ساتھ ایسا ہی رہے تو بچپن میں اس کے اندر کسی قسم کی جذباتی کش مکش پیدا نہ ہو گی۔ وہ والدین کو بالکل تنگ نہ کرے گا، ہر وقت ہنستا کھیلتا رہے گا۔ ایسا بچہ آئندہ زندگی میں آپ خوش رہے گا اور دوسروں کو بھی خوش رکھنے کی کوشش کرے گا۔ ایسے بچے بڑے ہوئے پر اکثر سخی، غم گسار اور ہمدرد ہوتے ہیں۔ ان کو پڑھنے لکھنے کا بہت شوق ہوتا ہے۔ اکثر مصنف جو اپنے علم سے دوسروں کو فیض یاب کرتے ہیں، انہیں بچوں میں سے ہوتے ہیں۔

جن بچوں کو ماں کا دودھ نصیب نہیں ہوتا یا

Marfat.com
Marfat.com

بہت کم عرصہ ملتا ہے، اُن کی جذباتی نشوونما تسلی بخش نہیں ہوتی - اُن کو بڑی عمر میں بھی غیر شعوری طور پر ماں کے پیار کی حسرت باقی رہتی ہے، جس کو وہ بعض غیر معمولی عادات سے پورا کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں - یہ کوشش اُن کی اندرونی کش مکش کو اور زیادہ بڑھا دیتی ہے - اس قسم کے بچے آیندہ زندگی میں بالعموم مزاج کے خشک اور سنجیدہ ہوتے ہیں اور اُن میں قنوطیت بہت نمایاں ہوتی ہے - حسد اور عداوت کی خُو اُن میں نسبتاً زیادہ ہوتی ہے - وہ دوسروں کو تکلیف میں دیکھ کر خوش ہوتے ہیں - ہمدردی کا جذبہ ان میں بالکل نہیں ہوتا - ان حقائق سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جذباتی صحت کے لیے ماں کا دودھ کتنی اہمیت رکھتا ہے -

بچے کو دودھ اگر زیادہ عرصے تک دیا جائے تو بھی اس میں کئی قسم کی کمزوریاں پیدا ہو جاتی ہیں - وہ بڑا ہو کر اعتدال سے زیادہ رجائیت پسند ہوگا - یہ رجائیت پسندی اُس کو سست اور کاہل بنا دے گی - وہ مشکلات کو خود حل کرنے کی بجائے دوسروں پر ڈالنا پسند کرے گا - جس طرح بچپن میں اُس کی ہر خواہش ماں پورا کر دیتی تھی اور اُس کو کسی قسم کی تکلیف نہ اٹھانی پڑتی تھی، وہ چاہتا ہے کہ اسی طرح اب لوگ اُس کی خواہشات کسی رکاوٹ کے بغیر پوری کریں - مگر حقیقت میں ایسا نہ ہونے کی وجہ سے وہ معمولی سی مشکل کا سامنا کرتا ہوا ڈرتا ہے بلکہ زیادہ سست ہوتا جاتا ہے - اپنے آپ کو تسلی دینے کے لیے وہ کہے گا ”کچھ

Marfat.com
Marfat.com

مضایقہ نہیں ، خدا سب کچھ ٹھیک کر دے گا یا جو خدا کو منظور ہو وہی ہوتا ہے ، وغیرہ وغیرہ ۔" اس طرح خود بے ہمتی کا شکار ہو کر وہ تقدیر کا قائل بن جاتا ہے ۔ اگر مشکلات بڑھتی جائیں اور ان کو حل کرنے میں دوسروں کی مدد بھی میسر نہ آسکے تو وہ آہستہ آہستہ بیرونی دنیا کو چھوڑ کر خیالی دنیا میں پناہ لیتا ہے ۔ نتیجہ وہی تمام عمر کی ناکامی ۔

اگر ہم بچے کی جذباتی نشو و نما صحیح طور پر کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں یہ خیال رکھنا چاہیے کہ اس کے دودھ پینے کا عرصہ نہ بہت کم ہو اور نہ بہت زیادہ ۔ دودھ چھڑاتے وقت بچے کو کسی قسم کا صدمہ نہیں ہونا چاہیے ۔ ماں کا بچے کو اپنی چھاتی سے دودھ پلانا اس کی جذباتی صحت کے لیے بڑی اہمیت رکھتا ہے ۔ اگر یہ دودھ یک دم بند کر دیا جائے تو بچے کو بہت زیادہ صدمہ ہوتا ہے ۔ وہ یہ سمجھتا ہے کہ ماں نے اسے پیار کرنا چھوڑ دیا ہے ۔ یہ احساس اس میں خوف اور بے چینی پیدا کرتا ہے اور اس کی حالت بالکل اس بچے کی طرح ہو جاتی ہے جس کو دودھ بالکل ہی نہیں دیا گیا یا بہت کم عرصہ دیا گیا ۔ بچے کو اس جذباتی صدمے سے بچانے کے لیے دودھ ہمیشہ آہستہ آہستہ چھڑانا چاہیے اور ساتھ ہی اس میں براہ راست کھانے پینے کی عادت پیدا کرنی چاہیے ۔ ایسا کرتے وقت اس کو اسی طرح پیار کرنا چاہیے جیسا کہ پستان سے دودھ دیتے وقت کیا جاتا تھا تاکہ وہ اپنے آپ کو غیر محفوظ نہ سمجھے ۔ عورتیں اکثر دودھ چھڑانے کے لیے اپنے پستان پر کوئی کڑوی چیز لگا دیتی ہیں تاکہ بچہ

Marfat.com
Marfat.com

جب بھی پستان کو منہ لگائے منہ کڑوا ہو جائے اور وہ دودھ چھوڑ دے۔ یہ طریقہ جذباتی صحت کے لیے سخت مضر ہے۔ اس طرح بچے کی عزیز ترین چیز ایک تکلیف دہ چیز میں منتقل ہو جاتی ہے۔ یہ جذباتی صدمہ خوف اور عدم تحفظ کے احساس کو بڑھا دیتا ہے اور وہ ماں کو بھی برا سمجھنا شروع کر دیتا ہے۔ اس طرح بچے کو جذباتی صدمہ پہنچنے کے علاوہ دودھ اور دودھ کی بنی ہوئی چیزوں سے ہمیشہ کے لیے نفرت ہو جاتی ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ بچہ دودھ پیتے وقت کتنی زیادہ لذت اٹھاتا ہے۔ لیکن جب دانت نکلنے شروع ہوتے ہیں تو وہ کسی چیز کو کاٹ کر چوسنے کا لطف اٹھانا شروع کر دیتا ہے، اس لیے یہ خواہش اسے کاٹنے پر بار بار اکساتی رہتی ہے۔ چنانچہ کئی مرتبہ بچہ ماں کا دودھ پیتے پیتے پستان کو بھی کاٹ لیتا ہے۔ کئی مائیں درد کے مارے نہ صرف بچے کے منہ سے پستان کو جھٹک کر نکال لیتی ہیں بلکہ بچے کو بھی جھنجھوڑ کر اپنے جسم سے جدا کر دیتی ہیں اور اونچی آواز میں برا بھلا کہتے ہوئے اسے تھپڑ رسید کر دیتی ہیں۔ بچہ اس سلوک سے سہم جاتا ہے اور نہیں سمجھ سکتا کہ ایسا کیوں ہوا۔ چنانچہ خوف کے مارے رونا شروع کر دیتا ہے۔ جب متواتر اس طرح ہوتا رہتا ہے تو بچہ انتقامی جذبے کے ساتھ گویا یوں سمجھنا شروع کر دیتا ہے کہ اب قدرت نے اس کو ایک ایسا ہتھیار (دانت) دے دیا ہے جس کے ذریعے وہ بیرونی دنیا پر قابو پا سکتا ہے اور اپنی محرومی کا بدلہ لے سکتا ہے۔ اس طرح بچے میں نفرت اور بدلہ لینے کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ

Marfat.com
Marfat.com

جب بھی اسے غصہ آتا ہے تو وہ کاٹتا ہے اور ان لوگوں سے نفرت کرتا ہے جو اس کی جذباتی خواہشات کو پورا کرنے میں رکاوٹ بنتے ہیں ۔ اگر والدین بچے کی خواہش وقت پر پوری کر دیں تو وہ اچھے لگتے ہیں اور وہ ان سے محبت کرنا سیکھ جاتا ہے ، کیوں کہ والدین جیسا بھی سلوک کریں گے ، بچہ اسی طرح ان کی نقل کرے گا ۔ اگر والدین نے ہر بات پر مار پیٹ سے کام لیا تو بچے کا رویہ بھی ویسا ہی نفرت آمیز اور سخت گیر ہو جائے گا ۔ اگر والدین کا سلوک یکساں نہ رہے ، کبھی بہت لاڈ پیار ہو اور کبھی خوب پٹائی ، تو بچے کے جذبات بھی اس طور محبت اور نفرت میں جھولنے شروع ہو جاتے ہیں ۔ اس لیے والدین ایک ہی وقت میں اچھے بھی بن جاتے ہیں اور برے بھی اور بچہ ایک ہی وقت میں ان سے محبت بھی کرتا ہے اور نفرت بھی ۔

بچہ ماں کے پستان کو دانتوں سے کیوں کاٹتا ہے؟

ایک تو اس لیے کہ کاٹنے میں اسے لطف آتا ہے ، جیسے بڑی عمر میں آدمی کھانا کھاتے وقت ہڈیاں یا چھالیا چبا کر لطف اٹھاتا ہے ۔ دوسرے بچہ ماں کی چھاتی کو جو اس کے لیے مسرت ، تسکین اور لذت کا باعث بنتی ہے ، اپنے اندر داخل کر لینا چاہتا ہے ، تاکہ اس سے کبھی جدا نہ ہو اور بہ وقت ضرورت اسے باہر نہ ڈھونڈنا پڑے ۔ بچے کے لیے وہی چیز اس کے پاس ہے جو اس کے اندر ہو ۔ اس لیے وہ نفسیاتی طور پر یہ تصور کر لیتا ہے کہ ماں کے پستان اس کے اندر ہیں ۔ اسی طرح جو چیز اس کی تسکین کا باعث بنتی ہے وہ اسے کھا جاتا ہے ۔ بڑی عمر میں بھی پسندیدہ چیز کی طلب اور قبضے میں رکھنے کی شدید خواہش اسی

Marfat.com
Marfat.com

جذبے کا اظہار ہوتا ہے۔ اسی طرح بعض اوقات پیار کی شدت میں بوسے بھی اس طرح لیے جاتے ہیں جیسے محبوب کو کھا جانا مطلوب ہو۔ اس کیفیت میں بالغ مرد بھی غیر شعوری طور پر اسی کیفیت سے متاثر ہوتا ہے جو بچہ ماں کے پستان کے سلسلے میں۔ لیکن بچے کے ساتھ اس قدرتی خواہش کو پورا کرتے وقت جب سخت گیری سے کام لیا جاتا ہے تو بچے میں خوف اور نفرت پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ اس نفرت کی بنا پر وہ ماں کو کچا کھا جانا چاہتا ہے، یعنی اب وہ ماں کے پستان کو ایک نئے نظریے کے ماتحت کاٹتا ہے۔ اس طرح یہ عمل ذومعنی ہو جاتا ہے جو محبت اور نفرت کی کیفیتوں کو ظاہر کرتا ہے۔ بچہ اپنی نفرت کے جذبے سے خوف زدہ بھی ہوتا ہے کیوں کہ وہ ماں کو پیار بھی کرتا ہے۔ اس طرح یہ متضاد جذبات بچے کو ماں کی گود میں بھی غیر محفوظ بنا دیتے ہیں۔ اس حالت میں بچے کو اکثر پیٹ کی تکلیف ہو جاتی ہے اور وہ دست یا پیچش کا شکار ہو جاتا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے وہ کسی بڑی خطرناک چیز کو نکالنے کی کوشش کر رہا ہو اور یہ خطرناک چیز غصے کی حالت میں پیا ہوا ماں کا دودھ یا تصورات میں کھایا ہوا ماں کا پستان ہوتا ہے۔

اگر بچے کو ماں کا دودھ بہت کم یا بہت زیادہ عرصہ پلایا جائے یا دودھ چھڑاتے وقت کڑوی چیز استعمال کی جائے یا کاٹنے پر سزا دی جائے تو اس کی جبلی خواہش پوری نہیں ہوتی جو اس عمر کے ہر بچے میں عارضی طور پر نمودار ہوتی ہے۔ ان حالات میں یہ خواہش بہ ظاہر تو دب

Marfat.com
Marfat.com

جاتی ہے لیکن لاشعور میں ہمیشہ زندہ رہتی ہے - اس لیے بچہ آیندہ زندگی میں اس کو پورا کرنے کے لیے کئی غیر شعوری طریقے عمل میں لاتا ہے جو اس کی کمزوری یا دیگر علامات کی شکل میں نمودار ہوتے ہیں -

اس طرح انگوٹھا پستان کی جگہ لے لیتا ہے اور بچے کو اپنی خواہش پورا کرنے کے لیے ماں کا دست نگر نہیں ہونا پڑتا - جب طلب ہوئی انگوٹھا چوسنا شروع کر دیا - اس خواہش کو پورا کرنے کے علاوہ بچہ انگوٹھا چوس کر ان خوف ناک احساسات کو بھی غلط ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے جو ماں کی سخت گیری کی وجہ سے پیدا ہو گئے تھے - اب وہ اپنے تصورات میں یوں سمجھ لیتا ہے کہ ماں اس کو پیار کرتی ہے اور اس کی تمام خواہشات کو بھی پورا کر رہی ہے - اس لیے اب وہ اچھی ماں ہے - چنانچہ اس قسم کے احساسات بچے میں انتقام کے خوف اور احساسِ گناہ کو بھی دبائے رکھتے ہیں جو ماں سے نفرت کرنے کے باعث پیدا ہو گئے تھے - اس طرح اپنے آپ کو محفوظ سمجھتے ہوئے بچہ اپنے اندر ایک جذباتی سکون بھی محسوس کرتا ہے - انگوٹھا چوسنے کی عادت غیر شعوری طور پر بچے میں محض جذباتی کش مکش سے بچنے کی غرض سے پیدا ہو گئی تھی - لیکن اب یہ عادت بچے کی ان خواہشات کو بھی پورا کر دیتی ہے جن کو وہ بچپن میں پورا نہ کر سکا تھا - ساتھ ہی احساس گناہ کو دور کرتے ہوئے اس نے ایک جذباتی سکون بھی پیدا کر دیا تھا جو اس کی مسرت اور خوشی کا باعث بنا - اس لیے اب وہ اس عادت کو جو غیر شعوری طور پر اس کی تکلیف کا حل ہے ، نہیں چھوڑ

Marfat.com
Marfat.com

سکتا ۔ اگر وہ انگوٹھا چوسنا چھوڑے تو غیر محفوظ ہونے کے احساسات اور احساسِ گناہ اسے پھر ستانا شروع کر دیتے ہیں اور بچہ ان کی تاب نہ لاتے ہوئے پھر انگوٹھا چوسنا شروع کر دیتا ہے ۔ والدین بچے کی ذہنی کیفیت کو نہ سمجھتے ہوئے اس گندی عادت کو چھڑانے کے لیے کئی قسم کے طریقے استعمال کرتے ہیں ۔ بچہ مجبوراً ان کی سختیوں کو برداشت کرتا ہے ، لیکن یہ عادت ترک نہیں کر سکتا ۔ اگر مار کے خوف سے یا کسی اور وجہ سے یہ عارضی طور پر دب بھی جائے تو کسی دوسرے طریقے سے ظاہر ہو جاتی ہے ۔ مثلاً کئی بچے زبان ہی کو چوسنا شروع کر دیتے ہیں ، یا دودھ اور پانی کو چوس چوس کر پیتے ہیں ۔ بعض حالات میں اس عادت کے بند ہونے کی وجہ سے بچے رات کو بستر پر پیشاب کرنا شروع کر دیتے ہیں ، یا ڈر کر اٹھ بیٹھتے ہیں ۔ یا بہت زیادہ باتیں کرتے ہیں ، یا تتلانا شروع کر دیتے ہیں ، سگرٹ ، شراب ، پان اور دوسری منشی اشیاء کا استعمال بھی اگر حد سے بڑھ جائے تو وہ بھی عموماً اسی وجہ سے ہوتا ہے ۔ اس طرح بڑی عمر میں بھی لوگ ان غیر شعوری طریقوں سے اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ ان علامات کی کئی اور بھی وجوہ ہو سکتی ہیں ۔ لیکن چوسنے کی لذت سے چھوٹی ہی عمر میں محروم رہ جانا یا ضرورت سے زیادہ تسکین ہو جانا ایک بہت اہم نفسیاتی وجہ تحقیق ہوئی ہے ۔

بچے کی عارضی جبلتوں کو جو ابتدائی عمر کے مختلف حصوں میں بیدار ہوتی ہیں ، اسی زمانے ہی میں پورا کر دینا چاہیے تاکہ آیندہ زندگی میں ان کی تسکین کے لیے

Marfat.com
Marfat.com

علامات پیدا نہ کرنی پڑیں کیوں کہ علامات ہمیشہ دبی ہوئی خواہشات کی مسخ شدہ شکل ہوتی ہیں۔ بچے کی جذباتی نشو و نما کے لیے یہ ضروری ہے کہ اسے چھ ماہ تک ماں کا دودھ ضرور دیا جائے۔ دودھ چھڑاتے وقت جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیے اگر بچہ پستان کو کاٹے تو آرام سے تھپک دینا چاہیے یا آھستہ سے پستان کو منہ سے نکال کر پھر اسی محبت اور پیار کے ساتھ دودھ پلانا شروع کر دینا چاہیے۔ جب پی کر فارغ ہو جائے تو زیادہ دیر گود میں نہیں رکھنا چاہیے۔ اگر اسے چارپائی پر لٹا دیا جائے تو وہ ھاتھ پاؤں ہلاتا رہے گا اور اس طرح اطمینان سے کھیلتا ہوا سو جائے گا۔ بچوں کے ہونٹ چومنا، پیار میں زور سے گلے لگانا، اونچی آواز میں بولنا، تنگ کپڑے پہنانا وغیرہ بچے میں گھبراہٹ اور خوف پیدا کرتا ہے۔ تھوڑی دیر کے لیے بچے کو اکیلا چھوڑنا مفید ثابت ہوتا ہے لیکن زیادہ دیر اکیلا چھوڑنا غیر محفوظ ہونے کا احساس پیدا کر دیتا ہے۔ کئی مائیں دن بھر غائب رہتی ہیں اور رات کو بھی دیر سے آتی ہیں۔ بچہ انا کے پاس ہی رہتا ہے۔ بہ ظاہر اگر وہ خوش بھی نظر آئے جب بھی دراصل وہ پرسکون نہیں ہوتا۔

Marfat.com
Marfat.com

باب چہارم

غلیظ بچے

جب بچہ گھٹنیوں چلنا شروع کرتا ہے تو عمو گندہ رہتا ہے۔ لیکن بہت صفائی پسند مائیں بچے کو میں نہیں دیکھ سکتیں، اس لیے یہی کوشش کرتی ہیں کہ وہ زمین پر اترنے ہی نہ پائے۔ اگر تھوڑی دیر کے لیے اتر بھی جائے تو گھبرا کر فوراً اٹھا لیتی ہیں۔ اگر کسی گندی چیز کو ہاتھ لگائے تو بس ننھے کی شامت ہی آ جاتی ہے۔ عموماً ماں دور سے ہی چیختی اور بلند آواز میں گالیاں دیتی بھاگتی ہوئی آتی ہے اور بچے کو جھنجھوڑ کر اٹھا لیتی یا ایک تھپڑ رسید کر کے خبردار کرتی ہے کہ آئندہ ایسی حرکت نہ ہونے پائے۔ بچہ اس سزا کا مطلب تو کچھ سمجھتا نہیں لیکن خوف زدہ ہو کر رونا اور چلانا ضرور شروع کر دیتا ہے۔

اس عمر میں بچے اکثر پاخانہ پیشاب کرتے وقت اپنے جسم کو بھی گندہ کر لیتے ہیں اور والدین اس حرکت کو برداشت نہ کرتے ہوئے بچے کو عموماً سزا دیتے ہیں۔ ساتھ ہی نوکر یا انّا کو بڑے زور سے تنبیہ کی جاتی ہے کہ وہ بچے کے متعلق پوری احتیاط کرے اور اسے زمین پر ہرگز اترنے نہ دے۔ لیکن یہ سب احتیاطیں اور بندشیں بندیاں بے سود ثابت ہوتی ہیں، کیوں کہ

Marfat.com
Marfat.com

بچہ موقع پانے پر ماں کی موجودگی میں بھی اپنی اس حرکت سے باز نہیں رہتا جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اسے پھر پیٹا جاتا ہے۔ اس مسلسل پٹائی سے وہ اور بھی زیادہ خوف زدہ ہو جاتا ہے۔ چناں چہ اب وہ اجابت کے احساس ہی سے گھبراتا ہے۔ پاخانے کو روکے رکھتا ہے اور اس کے بوجھ کو نہ برداشت کرتے ہوئے خوف کے مارے رونا شروع کر دیتا ہے۔ جب ماں چپ کرانے کی غرض سے اسے گود میں اٹھاتی ہے تو اس کے سب کپڑے لت پت کر دیتا ہے۔ اس پر بچے کو پھر مزا ملتی ہے۔ اس کے علاوہ جب اس غرض سے بچے کو کھڈی پر بٹھایا جاتا ہے تو کچھ دیر بعد وہ ویسے ہی اٹھ آتا ہے، لیکن بستر پر یا ماں کی گود میں لیٹتے ہی اندرونی دباؤ کو برداشت نہ کرتے ہوئے پاخانہ کر دیتا ہے۔ اس طرح بستر گندہ کرتے ہوئے وہ اپنے آپ کو بھی گندہ کر لیتا ہے۔ اس پر بھی خوب پٹتا ہے۔ کئی بچوں میں یہ عادت بڑے ہونے تک جاری رہتی اور ہمیشہ والدین کے غصے کا باعث بنتی ہے۔ بچے کی یہ عادات چھڑانے کی غرض سے وہ اسے خوب مارتے پیٹتے ہیں تاکہ ڈر کے مارے وہ ان باتوں سے باز رہے۔

بچہ جب کچھ بڑا ہو جاتا ہے تو بیت الخلا میں کافی دیر تک بیٹھے رہنا عموماً پسند کرتا ہے۔ رفع حاجت کے لیے دوسرے بچوں کے ساتھ بیٹھنا اسے خصوصیت سے مرغوب ہوتا ہے۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ بچے اکٹھے بیٹھے عموماً طرح طرح کی حرکات کرتے، ایک دوسرے کی طرف اشارے کرتے اور خوش ہوتے ہیں؛ گویا اس سے انہیں خاص قسم کی مسرت حاصل ہو رہی ہو۔

Marfat.com
Marfat.com

ان حرکات پر بڑوں کو بہت غصہ آتا ہے ۔ چناں چہ بہت ڈانٹ ڈپٹ کر انہیں تنبیہ کی جاتی ہے کہ وہ اتنی دیر تک نہ بیٹھیں اور خاص طور پر اکٹھے نہ بیٹھیں ۔

اس عمر کے بچے مٹی اور پانی کے ساتھ کھیلنا بھی بہت پسند کرتے ہیں ۔ اگر آپ تھوڑی دیر کے لیے بھی انہیں کھلا چھوڑ دیں تو وہ اپنے آپ کو مٹی پانی سے لت پت کر لیں گے ۔ ایک دوسرے پر پانی پھینکنا ، چھوٹے برتنوں میں پانی بھر بھر کر گرانا ، مٹی کو گوندھ کر مختلف چیزیں بنانا وغیرہ اُن کے بہت مرغوب کھیل ہوتے ہیں ۔ اُن کی ہمیشہ یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ ایسے کھیل کھیلتے رہیں اور کوئی انہیں نہ روکے ۔ لیکن والدین اپنے نظریے کے مطابق ان کھیلوں کو گندہ سمجھتے ہوئے نا پسند کرتے ہیں اور بچے کو روکتے ہیں کہ کہیں اس میں گندہ رہنے کی عادت پیدا نہ ہو جائے ۔ اس لیے بڑوں کے معیار کے مطابق اسے صاف ستھرا رکھنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ والدین کی اس سخت گیری کا نتیجہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ بچے صاف ستھرا رہنا شروع کر دیتے ہیں اور بعض اوقات صفائی کے سلسلے میں اس قدر خبطی بن جاتے ہیں کہ کسی گندی چیز کو ہاتھ تک لگانے سے ڈرتے ہیں ۔ اگر اتفاق سے گندے ہو جائیں تو سخت قسم کا اضطراب اور بے چینی محسوس کرتے ہوئے ماں یا نوکر کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ انہیں فوراً صاف ستھرا بنا دے ۔ اس طرح وہ اندرونی اور بیرونی خدشات سے خوف زدہ ہو کر چھوٹی ہی عمر میں ضرورت سے زیادہ صفائی پسند ہو جاتے ہیں ۔ اس کے علاوہ والدین کی نکتہ چینی انہیں بہت سست

Marfat.com
Marfat.com

اور کاہل بنا دیتی ہے، کیوں کہ مستعد ہونے سے گندہ ہونے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں ۔ اس لیے وہ ڈر کے مارے کھیل کود میں دلچسپی لینا ہی چھوڑ دیتے ہیں ۔

اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس عمر میں بچے غلاظت پسند کیوں ہوتے ہیں اور باوجود روکنے کے گندے کھیلوں میں اس قدر دلچسپی کیوں لیتے ہیں ۔ عموماً سمجھا جاتا ہے کہ بچے میں ایسی خصلتوں کا پیدا ہو جانا والدین کی غفلت کا نتیجہ ہے، اس لیے والدین کو چاہیے کہ بچے کو سختی کے ساتھ ایسی تربیت دیں کہ وہ ان گندی حرکات سے متنفر ہو جائے، بلکہ ان سے ڈرے؛ پاک اور ناپاک میں تمیز کرنا بھی بچے کو چھوٹی ہی عمر میں سکھا دینا چاہیے تاکہ آئندہ زندگی میں وہ پابندی کے ساتھ اس پر عمل کر سکے ۔

نفسیاتی تجزیے سے یہ تحقیق ہوئی ہے کہ بہت چھوٹی عمر میں گندہ رہنے کی خواہش فطری ہے جو عارضی طور پر ہر بچے میں تھوڑے عرصے کے لیے پیدا ہوتی ہے ۔ اور اگر بچوں کو بڑوں کے معیار کے مطابق صاف ستھرا نہ رکھا جائے اور گندہ ہو جانے پر مار پیٹ سے کام نہ لیا جائے تو یہ عارضی جبلّت تسکین پا جانے کے بعد خود بہ خود ہی غائب ہو جاتی ہے اور بچہ آئندہ زندگی میں صاف ستھرا رہنا پسند کرتا ہے ۔

یہ عارضی جبلّت بچے میں پیدائش کے کچھ عرصے بعد نمودار ہوتی ہے لیکن دوسرے سال میں اس کا اظہار خاص طور پر نمایاں ہوتا ہے، جب کہ بچہ اپنے پیشاب اور پاخانے میں دلچسپی کا اظہار شروع کر دیتا ہے، یعنی اسے

Marfat.com
Marfat.com

دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور چھونے کی کوشش کرتا ہے، وغیرہ۔ اس کے علاوہ ماہرین نفسیات نے یہ بھی مشاہدہ کیا ہے کہ بچہ ہمیشہ پاخانہ روک لیتا ہے اور پھر اجابت کے وقت فراغت سے لذت اٹھاتا ہے۔ بچہ خود پرست ہونے کی حیثیت سے اپنی ہر چیز کو بہت چاہتا ہے۔ اس لیے پاخانے کو بھی اپنے جسم کا حصہ سمجھتے ہوئے بہت پسند کرتا ہے اور اس سے کھیلنا چاہتا ہے۔ بچہ جب ماں کی نظر بچا کر اپنی یہ خواہش پوری کرتا ہے تو در اصل وہ غیر شعوری طور پر اپنی اس گندی حرکت کے ذریعے پاخانے کو پھر اپنے جسم میں داخل کر لینا چاہتا ہے۔ ایک تو وہ اپنے پاخانے کو بہت چاہتا ہے، دوسرے اس کے اخراج سے اپنے اندر ایک خاص قسم کی کمی محسوس کرتا ہے۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ دودھ پیتا بچہ ماں کے پستان کو اپنے تصورات میں کھا جانا چاہتا ہے، تاکہ دودھ پینے سے جو جذباتی تسکین ملتی ہے اس سے آئندہ اپنے آپ کو محروم نہ ہونے دے۔ لیکن والدین بچے کے اس قسم کے اندرونی تصورات اور جذباتی کیفیت کو نہ سمجھتے ہوئے اور صاف ستھرا رکھنے کی غرض سے جب سخت گیری سے پیش آتے ہیں تو بچہ پاخانے کی حاجت ہونے پر ہی خوف زدہ ہو جاتا ہے اور اسے روکے رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن یہ فعل بھی اس کے لیے لذت کا باعث بنتا ہے۔ چنانچہ وہ اس طرح بھی لطف اٹھانا شروع کر دیتا ہے۔ لیکن جب اندرونی دباؤ اس کی قوت برداشت سے باہر ہو جاتا ہے تو یک دم پاخانے کو خارج کر دیتا ہے۔ اس قسم کا اخراج بھی پر لطف معلوم ہوتا ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

چناں چہ ان تجربات کی بنا پر بچے کو ان دونوں طریقوں سے لذت اٹھانے کی عادت پڑ جاتی ہے ۔ اس لیے مار پیٹ کے باوجود وہ لطف اندوزی کے لیے ان حرکات کو دھراتا ہے ۔ ان حالات میں فضلہ بھی اس کے لیے باعثِ مسرت بن جاتا ہے ۔ لیکن یہ بھی مشاہدے میں آیا ہے کہ بچہ جب بہت خوش ہوتا ہے تو اس وقت وہ دوسرے کو بھی آلودہ کر دیتا ہے ۔ ایسے معلوم ہوتا ہے ، جیسے وہ اپنے خیال کے مطابق اپنی عزیز ترین چیز صرف اس کی نذر کرتا ہے جو اس سے محبت کرتا ہو ۔ جس طرح ماں اپنی محبت کا اظہار بچے کو دودھ پلا کر کرتی ہے اور یہ دودھ اس کے جسم کا ایک حصہ ہوتا ہے' اسی طرح بچہ بھی اس محبت کے جواب میں اپنے جسم کا ایک حصہ پیار کرنے والے کو بطور تحفہ پیش کرتا ہے ۔ اس طرح پاخانہ بچے کے تصورات میں تحفے کی حیثیت رکھتا ہے ۔ لیکن غصے کی حالت میں وہ اس کو ایک خطرناک چیز سمجھتے ہوئے انتقام لینے کے لیے دوسرے پر خارج کر دیتا ہے ، تا کہ اس کی تکلیف کا باعث بنے ۔ ان تجربات کی بنا پر وہ یہ سمجھنا شروع کر دیتا ہے کہ قدرت نے اب اس کو ایک ایسا ہتھیار مہیا کر دیا ہے جس کے ذریعے وہ دوسروں سے بدلا لے سکتا ہے ۔ اکثر مشاہدے میں آیا ہے کہ جب بچے کو پیٹا جاتا ہے تو وہ غصے میں پیشاب پاخانہ کپڑوں ہی میں کر دیتا ہے ، گویا وہ بدلا لے رہا ہے ۔ لیکن عام حالات میں حاجت محسوس کرتے وقت بچہ کچھ ایسی حرکات کرتا ہے جس سے ماں فوراً اندازہ لگا لیتی ہے اور اس کی فراغت کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے ۔ البتہ غصے کی حالت میں ایسی

Marfat.com
Marfat.com

علامات ظاہر نہ کرتے ہوئے وہ دوسرے کو آلودہ کر دیتا ہے۔ ان طریقوں سے بے زبان بچہ اپنے جذبات کا اظہار کرتا ہے۔ لیکن ان حالات میں اگر بچے کو ڈانٹا ڈپٹا جائے تو اس کے باطن میں کش مکش پیدا ہو جاتی ہے جو اس کے اندر غیر محفوظ ہونے کا احساس اور سخت قسم کی بے چینی پیدا کر دیتی ہے۔ ان تجربات کی بنا پر بچے کے اندر ایک ایسی طاقت پیدا ہو جاتی ہے جو اس کو ان حرکات کی بنا پر اسی طرح سزا دیتی ہے جس طرح والدین دیتے تھے۔ یہ طاقت اس کے ضمیر کی ابتدائی منزل یا 'لا شعوری بنیاد' بنتی ہے، جو اس کے اندر غیر محفوظ ہونے کے احساس کو اور شدید تر بنا دیتی ہے۔ اس طاقت کو ہم والدین کا 'نظریہ' بھی کہہ سکتے ہیں جو بچہ اپنے اندر پیدا کر لیتا ہے۔

جب والدین بچے کی جذباتی کیفیت کو نہ سمجھتے ہوئے اسے اس قدرتی مسرت سے محروم کرنا چاہتے ہیں تو اس کا اثر بچے کی جذباتی نشوونما پر بہت برا پڑتا ہے۔ وہ اس سخت گیری کا مطلب تو سمجھ نہیں سکتا لیکن لا شعور میں ضمیر کی تولید کے باعث اس میں اتنا احساس ضرور پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے کہ اگر ایسی گندی حرکات کے ذریعے لذت اور سکون حاصل کیا تو مار پڑے گی۔ چونکہ پیٹا ہمیشہ نفرت سے جاتا ہے اس لیے اب وہ یہ سمجھنا شروع کر دیتا ہے کہ والدین اس سے نفرت کرتے ہیں۔ نفرت کیوں کرتے ہیں؟ یہ وہ نہیں سمجھ سکتا۔ بعض اوقات یوں ضرور سمجھنا شروع کر دیتا ہے کہ والدین بچے کے ضرر رساں خیالات کو جانتے ہیں، اس

Marfat.com
Marfat.com

لیے بدلے کے طور پر ڈانٹ ڈپٹ کرتے اور اسے مارتے پیٹتے رہتے ہیں - یہ غلط فہمی بچے کی ذہنی کش مکش میں اور بھی اضافہ کر دیتی ہے - اگر کسی وقت آنکھ بچا کر وہ اس جبلی خواہش کو پورا بھی کر لے تو بیرونی خوف کے علاوہ اُس کا ضمیر اندرونی خوف کی شکل میں اُس کو لعنت ملامت کرتا رہتا ہے - چنانچہ بچہ والدین کے غصے اور ضمیر کی چبھن کو برداشت نہ کرتے ہوئے اس جبلی خواہش کو دبانا شروع کر دیتا ہے - بعض اوقات اس حد تک دباتا ہے کہ صاف ستھرا رہنے کے علاوہ غلاظت کے نام سے ہی سخت دہشت زدہ ہونا شروع ہو جاتا ہے -

جن لوگوں کو صفائی کا خبط ہے وہ اپنی چھوٹی عمر میں عموماً ایسے بچے تھے جنھیں بیرونی سخت گیری کی وجہ سے اپنی قدرتی خواہشوں کو دبا دینا پڑا تھا ، تا کہ والدین کو خوش رکھ کر اُن کا پیار حاصل کر سکیں - انھوں نے غلاظت وغیرہ سے اتنی نفرت پیدا کر لی تھی کہ گندہ ہونے کے خیال سے بھی ڈرتے تھے - اس عادت سے اتنا فائدہ ضرور ہوا کہ انھوں نے اپنے ضمیر کی آواز کو خاموش کرکے والدین کی شفقت حاصل کر لی - اب یہ لوگ اپنی اس موجودہ مخالف عادت کے ذریعے جو بچپن کی غیر تسکین شدہ جبلی خواہش کا رد عمل تھا ، اُس ابتدائی دلچسپی کو غلط ثابت کر رہے تھے جو قدرتی طور پر ہر بچے میں عمر کے تقاضے سے پیدا ہوتی ہے - نیز یہ ثابت کرتے تھے جیسے وہ شروع ہی سے اتنے صفائی پسند تھے اور والدین نفرت کی بجائے ہمیشہ اُن سے محبت ہی کرتے تھے - علاوہ ازیں اس ردِ عمل کے ذریعے وہ اپنے اندر غیر محفوظ ہونے کے اُس

Marfat.com
Marfat.com

احساس کو دبانے کی کوشش کرتے تھے جو والدین کی سختی کی وجہ سے اُن میں پیدا ھوا تھا اور اُن کی ذھنی کش مکش اور خوف کا موجب بن گیا تھا۔ اس طرح غیر شعوری طور پر وہ یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ والدین کے بہت فرمان بردار ھیں اور کوئی ایسی حرکت نہیں کرتے جس سے وہ ناراض ھوں۔ چناں چہ اب بہت صاف ستھرا رھتے ھیں اور والدین اُن سے خوش ھیں اور محبت کرتے ھیں۔ اس قسم کے احساسات کے باعث وہ اپنے آپ کو بالکل محفوظ سمجھتے ھیں جس کی وجہ سے وہ جذباتی کش مکش اور خوف کو، جو اُن کے اندر پیدا ھو گیا تھا، دبانے میں کسی حد تک کامیاب ھو جاتے ھیں۔

اگر بچے کی یہ عارضی جبلت بہت زیادہ صاف ستھرا رکھنے کی وجہ سے پوری نہ ھو سکے تو یہ بھی دوسری نامراد تمناؤں کی طرح دب جائے گی اور لا شعور کا حصہ بن کر ھمیشہ کے لیے زندہ رھے گی۔ لیکن بچہ اپنی آیندہ زندگی میں اُن کو پورا کرنے کی اندرونی مجبوری سے غیر شعوری طور پر کئی ایک ایسی غیر معمولی عادات پیدا کرلے گا جو اُس کی شخصیت کی نشوونما میں رکاوٹ پیدا کریں۔ ماھرینِ نفسیات نے اپنے تجربات کی بنا پر یہ انکشاف کیا ھے کہ جو لوگ کسی شدید ذھنی مرض کا شکار نہیں ھوتے اُن میں تین قسم کی غیر معمولی عادات اکثر دیکھنے میں آتی ھیں:

(۱) وہ بہت زیادہ صفائی پسند ھونے کی وجہ سے غلاظت سے خوف کھاتے ھیں اور ھر چیز بالترتیب دیکھنا چاھتے ھیں۔ اگر کمرے کی کوئی بھی چیز اِدھر کی اُدھر

Marfat.com
Marfat.com

ہو جائے تو بے حد بے چین ہو جاتے اور اس کو اس کی مقررہ جگہ پر رکھ دیتے ہیں۔ صفائی کے متعلق تو ان کو ایک جنون ہوتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو ضرورت سے زیادہ صاف ستھرا رکھتے ہوئے ہر چیز کو بھی صاف ستھرا دیکھنا چاہتے ہیں۔ اگر کہیں ذرا سی بھی مٹی یا کاغذ کا ٹکڑا نظر آ جائے تو بوکھلا جاتے ہیں۔ اس طرح وہ دن کا بیشتر حصہ گھر کی صفائی کرنے، چیزوں کو قرینے سے رکھنے اور نہانے دھونے میں صرف کر دیتے ہیں۔ بعض عورتیں تو کئی کئی گھنٹے برتن مانجھنے یا کپڑے دھونے میں ہی صرف کر دیتی ہیں جس سے نوبت یہاں تک پہنچتی ہے کہ برتنوں کی قلعی اترنی شروع ہو جاتی ہے اور کپڑے پھٹنے لگتے ہیں۔ کئی عورتوں کو ناپاک ہونے کا احساس ستاتا ہے۔ جب نہانا شروع کرتی ہیں تو جسم کو کئی بار صابن لگاتی ہیں اور کئی مٹکے پانی کے صرف کرتی ہیں تاکہ اچھی طرح پاک ہو جائیں۔ کسی قسم کا شک ہو تو نہانا از سر نو شروع کرتی ہیں۔ اس طرح گھنٹوں نہاتی رہتی ہیں۔ کئی لوگوں کو ہاتھ دھونے کا جنون ہوتا ہے۔ وہ بار بار ہاتھ ہی دھوتے رہتے ہیں۔ اگر کسی مجبوری کی وجہ سے نہ دھو سکیں تو ان کی بے چینی کا کچھ ٹھکانا نہیں رہتا۔ اپنی بے چینی رفع کرنے کے لیے انہیں ایسا کرنا ہی پڑتا ہے۔ وہ بہ خوبی سمجھتے ہیں کہ یہ عادت بری ہے لیکن اس پر قابو پانا ان کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ اپنے اندرونی اضطراب کو رفع کرنے کی خاطر اس تکلیف دہ عادت کو جاری رکھنا ہی پڑتا ہے۔ جن لوگوں میں یہ عادت بہت بڑھ جائے وہ دن بھر اور کوئی

Marfat.com
Marfat.com

کام نہیں کر سکتے ۔ وہ پہلے اپنے آپ کو گندہ کرتے ہیں اور پھر گندگی سے خوف زدہ ہو کر بار بار اپنے آپ کو دھوتے اور اپنی اس جنونی عادت کا تقاضا پورا کرتے ہیں ۔ اس طرح ان کا وقت اور ذہنی قوت ضائع ہوتی رہتی ہے جس کی وجہ سے دنیا کے دوسرے دھندوں میں زیادہ حصہ نہیں لے سکتے اور زندگی میں ناکام رہتے ہیں ۔

(۲) ان کی شخصیت کا دوسرا اہم رخ ، جو کافی نمایاں نظر آتا ہے ، وہ ان کی ضد اور خود رائی سے عبارت ہے ۔ کسی کے کہنے پر وہ کوئی کام نہیں کریں گے ، لیکن جب جی چاہے گا خود بہ خود سر انجام دے لیں گے ۔ بعض اوقات اپنے خیالات پر اس شدت کے ساتھ قائم رہتے ہیں کہ دوسرا کتنا ہی سر کیوں نہ کھپائے ، قطعاً صحیح بات نہیں مانتے ۔ یہ لوگ اکثر بہت چڑچڑے اور گرم مزاج ہوتے ہیں ۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر چڑ جانا ، کسی محرومی کو برداشت نہ کر سکنا ، بات کا بتنگڑ بنا کر گھر میں ایک طوفان برپا کیے رکھنا ان کی روز مرہ کی عادت ہوتی ہے ۔ ان کو یہ غلط فہمی بھی ہوتی ہے کہ ہم دوسروں سے بہت زیادہ عقل مند ہیں ۔ چناں چہ کسی کا مشورہ قبول کرنے میں اپنی توہین سمجھتے ہیں ۔ ہر بات میں حکم چلاتے ہیں اور بلند آواز میں چیخ کر دوسروں کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ ان کا کہنا ضرور مانیں ۔ لیکن تجربے میں آیا ہے کہ یہ لوگ عموماً غلطی پر ہوتے ہیں اور من مانی کرنے کی وجہ سے ہمیشہ نقصان اٹھاتے ہیں ۔ ان میں خود اعتمادی ضرورت سے زیادہ ہوتی ہے ۔ دوسروں کو بہت حقیر سمجھتے ہوئے ان میں نقص نکالتے ہیں اور ان کی

Marfat.com
Marfat.com

برائی کرتے رہتے ہیں ۔ اپنے آپ کو بہت قابل اور معاملہ فہم ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ یہ لوگ بہت خود پرست اور خوشامد پسند بھی ہوتے ہیں ۔ جو اُن کی تعریف کرے صرف اُس کو اچھا کہتے ہیں ، دوسرے سب اُن کی نظر میں برے ہوتے ہیں ۔ ان میں بہت سی متضاد عادات بھی پائی جاتی ہیں ۔ ایک کام کرنے کے بعد دوسرا اُس کے بالکل بر عکس کریں گے ۔ مثلاً اپنے ہاتھوں کو پہلے میلا کرنا اور پھر بار بار دھونا ، کمرے کو پہلے بہت گندہ کر دینا ، پھر اُس کی صفائی میں مصروف رہنا ۔ لکھتے وقت کاٹتے چھانٹتے بہت ہیں ، جس سے لکھائی بہت بد نما ہو جاتی ہے ، اس لیے انہیں بار بار لکھنا پڑتا ہے ۔ لکھتے وقت سیاہی سے اپنی انگلیاں بھی گندی کر لیتے ہیں ۔ وہ شکی مزاج ہونے کی وجہ سے ہر ایک کام خود اور جلد کرنا چاہتے ہیں ، لیکن اس خواہش پر عمل نہیں کر سکتے اس لیے اپنی کمزوری کو دوسروں پر چسپاں کر کے اُن میں عیب ڈھونڈتے ہیں ، یا حالات کو کوستے ہوئے ٹال مٹول کر کے اپنا وقت ضائع کرتے رہتے ہیں ۔ اس طرح وہ نہ خود کچھ کرتے ہیں نہ دوسروں کو کچھ کرنے دیتے ہیں ۔ ان لوگوں میں حسد ، نفرت اور انتقامی جذبہ بہت زیادہ ہوتا ہے ۔ دوسروں کو خوش یا زندگی میں کامیاب نہیں دیکھ سکتے ۔ اس کا اُن کی صحت پر بہت برا اثر پڑتا ہے ۔ اس جلن کے مارے اکثر اعصابی بیماری کا شکار بھی ہو جاتے ہیں ۔ جن سے جلتے ہیں اُن کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں ۔ اس طرح خود ناخوش رہ کر دوسروں کو بھی ناخوش ہی دیکھنا چاہتے ہیں ۔

Marfat.com
Marfat.com

اگر کسی کا کوئی نقصان ہو یا کسی پر کوئی مصیبت پڑے تو بہت خوش ہوتے ہیں۔

(۳) ان لوگوں کی شخصیت کا تیسرا اہم رخ، جو کئی لوگوں میں بہت زیادہ نمایاں ہوتا ہے، وہ اُن کی حد درجے کی کنجوسی ہے۔ کسی کو کچھ دے نہیں سکتے۔ اگر کسی کا کوئی کام آن پڑے یا روپے پیسے سے کسی کی مدد کرنی پڑے تو سخت قسم کی بے چینی محسوس کرنے کے علاوہ اپنے اندر کچھ کمی محسوس کرتے ہیں جو بعض اوقات جسمانی کمزوری کی شکل میں بھی نمودار ہوتی ہے۔ روپے کا سخت لالچ ہونے کی وجہ سے اُن کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ جائز و ناجائز طریقے سے جتنا بھی روپیہ اکٹھا کر سکیں کریں، کیوں کہ یہی اُن کی زندگی کا مقصد ہوتا ہے۔ جتنا زیادہ روپیہ اُن کے پاس ہوگا اُتنا ہی زیادہ وہ اپنے آپ کو محفوظ سمجھیں گے۔

عموماً یہ بھی مشاہدے میں آیا ہے کہ یہ لوگ تھوڑی رقم خرچ کرتے وقت زیادہ گھبراتے ہیں لیکن بڑی رقم مقابلتاً آسانی سے خرچ کر سکتے ہیں۔ اگر کاروبار میں کوئی نقصان ہو جائے تو اُن میں غیر محفوظ ہونے کا احساس شدت سے بڑھ جاتا ہے، کیوں کہ وہ غیر شعوری طور پر روپے کو فضلے کے ساتھ متلازم سمجھتے ہوئے اس کی موجودگی اور اخراج کو بالکل اس طرح محسوس کرتے ہیں جیسے وہ بچپن میں اجابت کے وقت محسوس کیا کرتے تھے۔ یہ لوگ کوئی ایسا کام نہیں کر سکتے جس میں کسی قسم کے نقصان کا اندیشہ ہو۔ اس لیے زندگی میں کوئی نمایاں کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔ قرض لے کر اکثر بھول

Marfat.com
Marfat.com

جاتے ہیں - اگر ادا کرنا ہی پڑ جائے تو نقد روپیہ ادا کرنے کی بجائے چیک کے ذریعے ادا کرنے کو ترجیح دیتے ہیں - اس قسم کی ادائیگی غیر شعوری طور پر اخراج کے ساتھ غیرمحفوظ ہونے کے احساس کو کم کر دیتی ہے، اس لیے اُن کے اندر اتنا اضطراب پیدا نہیں ہونے پاتا جتنا کہ نقد دیتے وقت ہوتا ہے - ان لوگوں کو وقت کے ضائع ہونے کا احساس بھی اُسی شدت کے ساتھ ہوتا ہے جتنا کہ روپیہ خرچ ہونے کا احساس ہوتا ہے - روپیہ تو وہ خرچ نہیں کرتے لیکن وقت ضرور ضائع کرتے ہیں اور ساتھ ہی یہ احساس بھی سخت پریشان کرتا رہتا ہے کہ وقت ضائع کر رہے ہیں - لیکن اس دوران میں اگر کچھ کرتے بھی ہیں تو بالکل فضول قسم کے کام - بعد میں پھر اس بات پر افسوس کرتے ہیں کہ انھوں نے اتنا وقت ناحق ضائع کر دیا - اس طرح بغیر کچھ کیے بھی مصروف رہتے ہیں اور وقت سے کوئی ٹھوس فائدہ نہیں اٹھا سکتے - ان کی دوسری عادات بھی عجیب و غریب ہوتی ہیں - عموماً پرانے فیشن کے لباس پہنتے ہیں - جب دوسرے تفریح سے لطف اندوز ہو رہے ہوں تو یہ کام کرنے کے متعلق سوچتے رہتے ہیں -

ان لوگوں کا کردار مندرجہ بالا تین قسم کی خصائل پر مبنی ہوتا ہے اور ان میں سے عموماً ایک قسم کی عادت یا خصلت اُن کی شخصیت پر چھائی رہتی ہے - اس کے حوالے سے ان کو یاد کیا جاتا ہے - مثلاً صفائی کا جنونی، ضدی یا کنجوس وغیرہ - یہ لوگ جب حقیقت کی ترجمانی اپنی مخصوص اُلجھنوں کے زیر اثر کرتے ہیں تو اُن کو ہر

Marfat.com
Marfat.com

چیز اسی رنگ میں رنگی ہوئی نظر آتی ہے ، اس لیے اُن کا عمل ماحول کے ساتھ وہ ربط پیدا نہیں کر سکتا جو زندگی کی ہم آہنگی قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے۔ وہ ماحول کے مطابق اپنے آپ کو بدلنے کی بجائے ہر وقت اس سے مصروف جنگ رہتے ہیں۔ لیکن یہ جنگ صحت مند نہ ہونے کی وجہ سے ہمیشہ اُن کی پریشانی، مشکلات اور ناکامی کا باعث بنتی ہے۔

ہم نے دیکھا ہے کہ بچپن کی عارضی جبلتوں کے پورا نہ ہونے کے باعث غیرمعمولی عادات پیدا ہو جاتی ہیں۔ لیکن بچے کو ان عارضی جبلتوں کو پورا کرنے کی خاطر اُسے بالکل آزاد بھی تو نہیں چھوڑا جا سکتا کہ جو اس کے جی میں آئے کرتا پھرے۔ اس کی جسمانی صحت اور اُسے مہذب بنانے کی خاطر ہمیں اس کو صاف ستھرا بھی رکھنا پڑتا ہے۔ اگر وہ غلیظ رہے گا تو اس کی صحت خراب ہونے کے علاوہ اس میں غلیظ عادات اِتنی زیادہ بڑھ جائیں گی کہ وہ آیندہ زندگی میں بھی غلیظ رہنا ہی پسند کرے گا اور اس سے جو طفلانہ مسرت حاصل ہوگی اسے صاف ستھرا رہنے پر ہمیشہ ترجیح دیتا رہے گا اور اس طرح غیر شعوری طور پر اپنی پرانی عادات کو برقرار رکھتے ہوئے خوشی حاصل کرنے کی کوشش کرے گا جو عمر اور حالات بدل جانے کے باعث اُسے کبھی میسر نہ آ سکے گی اور اس کی محرومی اور ناخوشی کا باعث بنے گی۔ لیکن ہماری تہذیب کا تقاضا ہے کہ آدمی صاف ستھرا رہنے سے خوشی حاصل کرے اور غلیظ عادات سے نفرت کرے۔ اسی لیے بچے کو شروع سے ہی ایسی تربیت دی جاتی ہے کہ وہ اپنی عادات کو سنوارے، تا کہ سوسائٹی کا مفید رکن بن سکے۔ اس کے

Marfat.com
Marfat.com

علاوہ غلیظ رہنے سے آدمی جسمانی اور ذہنی طور پر بھی اتنا چست و چالاک نہیں رہتا جتنا کہ ایک صاف ستھرا آدمی رہتا ہے۔ اس لیے ہم بچے کو صاف ستھرا رکھنا اور اس میں اچھی عادات پیدا کرنا بے حد ضروری سمجھتے ہیں۔ لیکن والدین جب اس جائز ضرورت کی اہمیت کو بہت زیادہ محسوس کرتے ہیں تو بچے کی جان کو ایک آفت میں ڈال دیتے ہیں اور ہمیشہ کے لیے اس کو گندہ اور نکما بنا دیتے ہیں۔ چوں کہ وہ خود اپنے بچپن کو بھول چکے ہوتے ہیں اس لیے وہ کبھی اندازہ نہیں لگا سکتے کہ بچہ پاخانے اور پیشاب کو پہلے روک کر اور پھر ان کے اخراج سے اور مٹی، پانی وغیرہ کے ساتھ کھیل کر کتنا لطف اٹھاتا ہے۔ اگر چھوٹی عمر میں بچے کو بچہ سمجھتے ہوئے دن بھر میں کچھ عرصے کے لیے مٹی پانی وغیرہ سے کھیلنے کی اجازت دے دی جائے اور گندہ ہونے پر ڈانٹ ڈپٹ سے کام لینے کی بجائے پیار سے صاف ستھرا بنا دیا جائے تو متعلقہ عارضی جبلت کی تسکین ہو جاتی ہے۔ جب وہ کچھ بڑا ہو جاتا ہے اور تربیت کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ وہ ہر وقت صاف ستھرا رہے تو یہ مطالبہ اس کی خود پرستی کو ٹھیس پہنچاتا ہے۔ لیکن بچے کے صاف ستھرا رہنے پر اگر والدین اس کی تعریف کریں تو یہ تعریف اس کی جذباتی ٹھیس کو کم کر دیتی ہے۔ اس طرح بچہ اپنی خود پرستی کو بھی برقرار رکھ سکتا ہے اور یہ احساس اس کی تسکین کا باعث بھی بنتا ہے۔ جو مسرت اسے گندہ رہنے سے حاصل ہوتی تھی وہ اب صاف ستھرا رہ کر اور والدین کی ہمدردی اور پیار سے حاصل ہو جاتی ہے اور اس کے ذہنی اور جذباتی سکون کا باعث بنتی ہے اور اس کے

Marfat.com
Marfat.com

محفوظ ہونے کے احساس کو اور زیادہ بڑھا دیتی ہے ۔ جتنی دیر تک وہ صاف ستھرا رہتا ہے اس کو والدین کی ناراضگی کی کوئی فکر نہیں ہوتی ۔ وہ بہت سکون سے کھیل کود میں اپنا وقت گزار دیتا ہے ۔ اگر گندہ ہو بھی جائے تو بے چینی اور غیر محفوظ ہونے کا احساس اسے پریشان نہیں کرتا اور وہ اپنے آپ کو جلد ہی صاف ستھرا بنا لیتا ہے ۔ اگر یہ عارضی جبلت وقت مقررہ پر پوری نہ ہو تو گندہ ہونے پر سخت بے چینی محسوس کرتے ہوئے والدین کو مجبور کرے گا کہ اسے صاف ستھرا بنایا جائے اور کھیل کود سے بھی نفرت کرنا شروع کر دے گا ، کیوں کہ اس سے وہ گندہ ہو جاتا ہے ۔ اس طرح بچہ اس قدرتی خواہش کو دبا دیتا ہے جس کا رد عمل آیندہ زندگی میں صفائی کے جنون اور دوسری بد عادات کی صورت میں نمودار ہوتا ہے ۔ وہ مٹی اور دوسری گندی چیزوں سے بہ ظاہر تو خوف کھاتا ہے ، لیکن بچپن کی دلچسپی کے باعث اندرونی طور پر اس میں اب بھی یہ خواہش موجود ہوتی ہے کہ ان کے ساتھ کھیلے اور اپنے آپ کو گندہ کر کے لطف اٹھائے ۔ اس لیے یہ لوگ اکثر پہلے اپنے آپ کو گندہ کرتے ہیں اور پھر صفائی کے جنون کے ماتحت گھنٹوں اپنے آپ کو دھوتے رہتے ہیں ۔ اس طرح ان دونوں مجبوریوں کو باری باری پورا کرنے میں مصروف رہتے ہیں ۔ پہلے بچپن کی دبی ہوئی خواہش کو پورا کرتے ہیں اور پھر غیرشعوری طور پر احساس گناہ کے مارے اپنے آپ کو ضرورت سے زیادہ صاف ستھرا بناتے ہیں ۔ اس طرح یہ عارضی جبلت جو موافق حالات میں ابتدائی زمانے ہی میں پوری ہو جانی چاہیے تھی اور اس کے برے اثرات ہمیشہ کے لیے رفع ہو جانے

Marfat.com
Marfat.com

چاھئیے تھے، اب اُن کی زندگی کے لیے بوجھ بن جاتی ھے جس سے باوجود انتہائی کوشش کے وہ چھٹکارا نہیں پا سکتے ۔ چناں چہ زندگی بھر ایک اُلجھن میں پھنس کر رہ جاتے ھیں اور اسے سلجھانے کے لیے اپنی تمام قوت زندگی اُس کی نذر کر دیتے ھیں ۔ اس لیے اُن کے اندر اتنی طاقت باقی نہیں رھتی کہ اپنی دنیاوی اُلجھنوں کو بھی سلجھا سکیں ۔ اس طرح سوائے فرار کے ان کے لیے اور کوئی چارہ نہیں ھوتا ۔

اگر یہ عارضی جبلتیں اپنے مناسب وقتوں پر تسکین حاصل نہ کر سکیں تو لا شعور میں ھمیشہ کے لیے زندہ رھتی ھیں ۔ اگر آیندہ زندگی میں مناسب ماحول میسر آ جائے تو یہ دبی ھوئی خواھشات بہتر طریقوں سے بھی نمودار ھو سکتی ھیں اور خود ان کے لیے بھی اور سوسائٹی کے لیے بھی فائدہ مند ثابت ھو سکتی ھیں ۔ ماھرین نفسیات نے کئی مشہور مصوروں کی تصاویر دیکھ کر اُن کی شخصیت کا تجزیہ کیا ھے، جس سے یہ انکشاف ھوا کہ ان کی ابتدائی زندگی میں اُن کی عارضی جبلتیں بھی پوری نہ ھو سکی تھیں ۔ مگر اُن میں دوسری خوبیاں جو ایک مصور بننے کے لیے ضروری ھوتی ھیں، موجود تھیں ۔ چناں چہ خوش قسمتی سے جب موافق ماحول میسر آ گیا تو وہ مجموعی طور پر اس خواھش کا ارتقا کر سکے اور اُس کو برتر بناتے ھوئے مصور بن گئے ۔

اگر ھم چاھتے ھیں کہ ھمارے بچے جذباتی طور پر صحیح پرورش پائیں اور کنجوس، ضدی وغیرہ نہ بنیں تو ھمیں اُن کی گندہ رھنے کی ابتدائی اور عارضی خواھشات کو ضرور پورا کرنا چاھیے، تا کہ وہ ان سے ھمیشہ کے لیے نجات

Marfat.com
Marfat.com

حاصل کر سکیں ۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ہمیں یہ چاہیے کہ بچے کو دن بھر میں کسی مناسب وقت بالکل آزاد چھوڑ دیں تا کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق بلا روک ٹوک کھیلے ۔ مٹی یا ریت اور پانی مہیا کرنا چاہیے تا کہ ان کے ساتھ کھیل کر وہ اپنی عارضی جبلت کی تسکین کر سکے ۔ کھیلتے وقت بچے کی نگرانی کرنا اور اس بات کا خیال ضرور رکھنا چاہیے کہ وہ ایسے کھیل نہ کھیلے جس سے کسی قسم کی چوٹ آ جانے کا اندیشہ ہو ، کیوں کہ بچہ جسمانی طور پر ابھی اتنا مضبوط نہیں ہوتا کہ ایسی تکلیف برداشت کر سکے ۔

Marfat.com
Marfat.com

باب پنجم

لائق اور نا لائق بچوں کا تجزیۂ نفس

اب ہم چند ایک ایسے بچوں کا ذکر کریں گے جو بہت ذہین ہونے کے باوجود پڑھنے لکھنے میں پوری دلچسپی نہ لے سکتے تھے، جماعت میں بالکل نکمے طالب علموں میں شمار کیے جاتے تھے اور ذہنی کش مکش کی وجہ سے مختلف قسم کی علامات اور بد عادات کا شکار ہو چکے تھے۔ اس مقصد کے لیے پانچ نالائق بچے چنے گئے اور ان کا مقابلہ پانچ ایسے بچوں سے کیا گیا جو ذہانت میں تقریباً ان کے برابر لیکن پڑھائی میں بہت لائق تھے اور جماعت میں ہمیشہ بہت اچھی پوزیشن لیتے تھے۔ نفسیاتی مسئلہ یہ تھا کہ ان دو قسموں کے بچوں کی ذہانت ایک جیسی ہونے کے باوجود ان میں یہ فرق کیوں ہے اور اس کی وجہ کیا ہے؟ یہ تحقیق گورنمنٹ کالج کلینک میں نفسیاتی ٹسٹوں (Psychological Tests) کے ذریعے کی گئی جن کے نام پنٹنر پیٹرسن پرفورمنس سکیل (Pintner Paterson Performance side Test) اور انکب بلاٹ ٹسٹ (Ink Blot Test) ہیں۔ ان ٹسٹوں کا انتخاب اس لیے کیا گیا کیوں کہ چھوٹے بچوں کی نفسیاتی تحقیق کے لیے یہ بہت موزوں ثابت ہوئے ہیں۔ اب ہم بہت مختصر طور پر

Marfat.com
Marfat.com

ان بچوں کا تجزیۂ نفس کریں گے تا کہ اس فرق کی بنیادی وجوہ دریافت ہو سکیں اور والدین ان وجوہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے بچوں کی بہتر تربیت کر سکیں۔ پہلے ہم لائق بچوں کے کوایف زندگی (Case History) کا تجزیہ کر کے یہ دیکھیں گے کہ اُن کی جذباتی صحت اور کامیابی کا راز کیا تھا۔

اب ہم پانچ ایسے بچوں کا ذکر کرتے ہیں جن کے گھروں کا ماحول نفسیاتی نقطۂ نظر سے بہت تسلی بخش تھا۔ والدین کا اظہار محبت بہت مناسب اور صحیح قسم کا تھا۔ وہ اُن کے جذبات کا احترام کرتے اور اُن سے اپنی عزت کرواتے تھے۔ والدین کے رویے سے بچے خود بہ خود ہی اُن کا احترام کرنا سیکھ گئے تھے۔ یہ سب بچے بہت ذہین اور پڑھنے لکھنے میں لائق تھے۔ کھیل کود میں بھی مناسب دلچسپی لیتے تھے اور والدین بھی انہیں بلا وجہ نہ کھیل کود سے روکتے اور نہ ہر وقت پڑھنے کی رٹ لگائے رکھتے تھے۔ یہ سب مطمئن بچے تھے۔ اپنے والدین سے بہت خوش تھے، والدین اُن پر جان نثار کرتے تھے۔ گھروں کی فضا خوشگوار اور پُرسکون تھی۔

اب ہم ایک ایک بچے کی ذہانت اور بنیادی شخصیت کا مطالعہ نفسیاتی ٹسٹوں کے ذریعے کر کے دیکھیں گے کہ ان کی کامیابی کا راز کیا تھا۔

(۱) ہمارا پہلا لائق اور خوش گوار لڑکا سوا آٹھ برس کا تھا۔ وہ اپنی جماعت کے بہترین طالب علموں میں شمار ہوتا تھا۔ بے تکلف اور ملنسار ہونے کی وجہ سے اُس کے تعلقات ہر ایک کے ساتھ دوستانہ تھے۔ سکول کی ہر

Marfat.com
Marfat.com

سر گرمی میں وہ پورا پورا حصہ لیتا تھا ۔ کھیل کود ، ڈرامے اور بحث و مباحثہ میں اُسے گہری دلچسپی تھی ۔ وہ بڑوں کا احترام کرتا تھا اور چھوٹوں کے ساتھ ہمیشہ شفقت سے پیش آتا تھا ۔ اپنے کھانے پینے کی چیزیں اکثر اُن کے ساتھ بانٹ کر کھاتا تھا ۔ اگر اُسے بلا وجہ دبانے کی کوشش کی جاتی تو وہ غصے کا اظہار بھی کرتا تھا ، ورنہ بہت فرماں بردار اور با تمیز لڑکا تھا ۔ والدین اُس کی پڑھائی اور کھیلوں میں کامیابی کی بہت تعریف کرتے تھے ۔ گھر کا ماحول بہت خوش گوار تھا جس میں محبت اور پیار کے علاوہ ایک دوسرے کے جذبات کا بھی پورا پورا احترام کیا جاتا تھا ۔ والدین کی ازدواجی زندگی تسلی بخش اور پر سکون تھی ۔ اُن کی مالی حالت بھی اچھی تھی ۔

ذہانت جانچنے کے ٹسٹ دینے کے لیے جب یہ لڑکا کلینک میں داخل ہوا تو اُس نے ہر چیز کا بہ غور جائزہ لیا ۔ اُس کے چہرے پر گھبراہٹ کی بجائے مسکراہٹ تھی ۔ اُس نے ہر نفسیاتی ٹسٹ (Psychological Test) میں پوری دلچسپی لے کر وقتِ مقررہ سے بہت پہلے صحیح طور پر اپنا مطلوبہ کام کر لیا ۔ بارہ برس کی عمر کے بچے کے ٹسٹ میں بھی اسے کامیابی حاصل ہوئی ، جس کا مطلب یہ ہوا کہ ذہانت میں وہ اپنی عمر سے تقریباً پونے چار برس بڑا تھا ۔ اس لیے اُس کا مقیاسِ ذہانت (I. Q.) ۱۵۰ نکلا ۔

بنیادی شخصیت جانچنے کے ٹسٹ اُس کو بہت پسند آئے ۔ چناں چہ ان کے جواب بہت دلچسپی کے ساتھ دیتا رہا ، جن سے یہ ثابت ہوا کہ اُس کی شخصیت کی تعمیر اچھی بنیادوں پر کی گئی تھی ۔ اس پختگی کی بہت اہم وجہ گھر کا

Marfat.com
Marfat.com

پُر سکون اور ہمدردانہ ماحول تھا ۔ اس کے علاوہ ابتدائی جبلتیں بھی وقت مقررہ پر صحیح طریقے سے پوری ہو گئی تھیں ۔ اس لیے کسی قسم کی محرومی کے آثار نظر نہیں آتے تھے ۔ اس کا بحث مباحثوں ، کھیل کود اور ڈرامے وغیرہ میں دلچسپی لینا بھی اس کی متحرک شخصیت ، خود اعتمادی اور جارحانہ جذبے کے ارتفاع کا مناسب اظہار تھا ۔ خوبصورت پرندوں اور دوسرے جانوروں میں اس کا دلچسپی لینا اور اُن کو پالنا اس کے محبت کے جذبے کا اظہار تھا ۔ اس کی جذباتی نشو و نما صحیح قسم کی ہونے کی وجہ سے کوئی ایسی کشمکش نظر نہیں آئی جو اس کے ذہنی اور جذباتی اظہار کو دباتی ۔ اس لیے وہ اپنی ذہانت کا پورا پورا فائدہ اٹھا رہا تھا اور اپنی زندگی میں بہت کامیاب تھا ۔

(۲) ہمارا دوسرا ہونہار جس کی عمر آٹھ برس تھی ، اپنی جماعت کے بہت ہوشیار لڑکوں میں سے تھا ۔ اس کو نہ صرف کھیل کود کا بلکہ پڑھائی کا بھی بہت شوق تھا ۔ جماعت میں ہمیشہ اول نمبر پر آنے کا خیال اسے ستاتا رہتا ، اس لیے وہ بڑے شوق سے خود بہ خود پڑھتا تھا ۔ خود اعتمادی ہونے کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو دوسروں سے برتر سمجھتا اور اپنے دوستوں اور دوسرے ہم عمر لڑکوں پر رعب جمانا چاہتا تھا ، بلکہ بعض اوقات قدرے سختی سے بھی پیش آتا تھا ۔ لیکن بڑوں کی ہمیشہ عزت کرتا اور با ادب اور فرماں بردار بننے کی عادت پیدا کرنے میں کوشاں رہتا تھا ۔ گھر کا جذباتی ماحول تسلی بخش ہونے کی وجہ سے سب اس کو پیار کرتے اور وہ سب کی عزت کرتا تھا ۔ والدین آپس میں بہت خوش تھے اور بچوں کی نگہ داشت اپنا

Marfat.com
Marfat.com

فرض سمجھتے ہوئے اُن کی صحیح تربیت کی کوشش کرتے تھے - گھر میں تعاون ہونے کی وجہ سے درجہ بہ درجہ سب ایک دوسرے کا خیال رکھتے اور اُن کے جذبات کی قدر کرتے تھے - گھر کی مالی حالت بہت اچھی تھی ، اس لیے بچوں کی خواھشات اُن کی مرضی کے مطابق پوری کر دی جاتی تھیں - انھیں کبھی قسم کی محرومی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا تھا -

جب اس بچے کو ذہانت جانچنے کے ٹسٹ دیے گئے تو اس نے بہت دلچسپی کا اظہار کیا - بڑے شوق سے ھر کام بڑی چستی اور چالاکی سے کرتا رھا - اپنی عمر سے بڑی عمر کے بھی کئی ایک ٹسٹ خوش اسلوبی سے حل کر لیے ، جن کی بنا پر اُس کی ذھنی عمر ہونے بارہ برس کی قرار دی گئی اور اس کا مقیاسِ ذہانت (I.Q.) ۱۴۵ نکلا - دوسری خوبی جو نفسیاتی ٹسٹوں میں بہت اھمیت رکھتی ھے ، یہ ھے کہ کسی ٹسٹ کو مقررہ وقت سے بہت پہلے صحیح طور پر کر دیا جائے - اس لڑکے نے منٹوں کے ٹسٹ سیکنڈوں میں کرکے اپنی بہت اچھی ذہانت اور چستی کا ثبوت دیا -

بنیادی شخصیت جانچنے کے ٹسٹوں میں بھی یہ لڑکا بہت تندرست نکلا - اس کی خاص وجہ اُس کے گھر کا اچھا ماحول تھا ، جس میں انس اور پیار ، باھمی ھم دردی ، والدین کی فرض شناسی اور بچوں کے لیے ایثار سے کام لیتا تھا - ان سب باتوں نے بچے کے اندر ایک ذھنی سکون پیدا کر دیا تھا ، جس کی وجہ سے وہ ھر وقت ھنستا ، کھیلتا اور خوش رھتا تھا - اس صحت مند ماحول میں پرورش پا کر بچے نے آزاد زندگی کا مزا چکھ لیا تھا - اس

Marfat.com
Marfat.com

لیے اس میں کسی قسم کی جذباتی یا ذہنی رکاوٹ نہ تھی۔ اپنے خیالات کا اظہار بہ خوبی کر لیتا تھا۔ بہت چست و چالاک ہونے کی وجہ سے ہنگامے کی زندگی کو بہت پسند کرتا تھا۔ صاف ستھرا رہنے کا عادی تھا۔ کھانے پینے میں ہمیشہ اعتدال برتتا تھا۔ اس میں بہت چھوٹے بچوں کی سی خواہشات نہیں پائی جاتی تھیں۔

(۳) یہ ساڑھے آٹھ برس کی ہونہار بچی پڑھائی وغیرہ میں بہت دلچسپی لیتی تھی۔ جماعت میں اس کی پوزیشن اکثر بہت اچھی آتی تھی۔ اس نے ایک سال میں دو جماعتیں بھی پاس کی تھیں۔ یہ لڑکی بہت چست و چالاک اور مستعد ہونے کی وجہ سے سکول کے کھیلوں میں بہت دلچسپی لیتی تھی۔ باوجود بہت ملنسار ہونے کے غیروں کے سامنے کچھ شرماتی تھی۔ جسمانی طور پر بہت کمزور اور لاغر تھی اور کبھی کبھار بستر میں اس کا پیشاب بھی نکل جاتا تھا، جس کی وجہ ڈاکٹروں کی رائے میں اس کی جسمانی کمزوری تھی۔ گھر میں سب سے چھوٹی ہونے کی حیثیت سے سب اس سے پیار کرتے اور اس کی جسمانی کمزوری کو مد نظر رکھتے ہوئے عموماً اس سے کوئی سخت کام نہ لیتے تھے۔ والدین کی باہمی محبت نے گھر کا ماحول تسلی بخش بنا رکھا تھا۔ ڈانٹ ڈپٹ اور چیخ پکار کی آوازیں سننے میں نہیں آتی تھیں۔ سب بچے ایک دوسرے کا کہنا مانتے، آپس میں شفقت اور محبت سے پیش آتے اور والدین کی فرماں برداری کرتے تھے۔ روپے پیسے کی بھی تنگی نہ تھی۔ چناں چہ ان کی سب ضروریات بہ آسانی پوری ہو جاتی تھیں۔

Marfat.com
Marfat.com

یہ لڑکی جب ذہانت کے ٹسٹ کے لیے کلینک میں داخل ہوئی تو کچھ شرمائی اور گبھرائی ہوئی تھی - لیکن جب اسے بٹھا کر پیار محبت کے ساتھ باتیں شروع کی گئیں تو بالکل ٹھیک ہو گئی اور دلچسپی لے کر ٹسٹ کے سوال حل کرنے شروع کر دیے - مشکل سوالات حل کرنے میں بھی نہ گھبرائی - ساڑھے گیارہ سال کی عمر تک کے سب ٹسٹوں میں بہ آسانی کامیاب ہو گئی جس کی وجہ سے اس کا مقیاسِ ذہانت (I.Q.) ۱۳۷ نکلا -

شخصیت جانچنے کے ٹسٹوں میں اس نے خاص طور پر بہت دلچسپی کا اظہار کیا ، جن سے واضح ہوا کہ اس کے اندر کوئی ایسی جذباتی اور ذہنی کش مکش نہیں ہے جو اس کی پڑھائی اور کھیل کود میں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا کرتی ہو - اس لیے اس کو سکول سے بھی بہت اچھی رپورٹیں ملی تھیں - اس کی بہترین جذباتی نشو و نما کا راز اس کے گھر کا ماحول تھا - والدین کے باھمی تعلقات خوش گوار ہونے کے باعث بچوں کا بہت خیال رکھا جاتا تھا - ان کی ہر جائز ضرورت پوری کی جاتی تھی - ان کے لیے لڑنے جھگڑنے کی نوبت نہ آتی تھی - بچوں نے والدین کی عزت کرنا سیکھ لیا تھا - چناں چہ بہت فرماں بردار تھے اور ھمیشہ بڑوں کا ادب کرتے تھے - یہ بچی جسمانی کمزوری کے باعث بستر میں پیشاب ضرور کر دیتی تھی لیکن اس کے علاوہ اس کے اندر اور کوئی بھی شدید قسم کی ذہنی کش مکش نہ تھی - گھر میں بہت مہذب اور لائق بچی سمجھی جاتی تھی - اپنی عمر کے مطابق اس کو جانور پالنے اور گڑیاں کھیلنے کا بہت شوق تھا - خالی وقت میں گڑیا

Marfat.com
Marfat.com

کے کپڑے سیتی، گڑیا کو پہناتی اور اس کا بیاہ رچاتی تھی۔ گڑیا بیمار ہو جاتی تو اس کی بہت دیکھ بھال کرتی وغیرہ۔ کندہ رہنے یا ضد کرنے کی عادت نہ تھی۔ کھانا پینا اور سونا اوقات کے مطابق ہوتا تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس کی ابتدائی جبلتّوں کی تسکین وقت مقررہ پر ہو چکی تھی۔

(۴) یہ لڑکا جس کی عمر آٹھ برس تھی اپنی جماعت میں سب سے ہوشیار تھا۔ وہ پڑھائی میں بہت دل چسپی لیتا تھا۔ سکول کا کام باقاعدہ کرتا تھا۔ اپنے شوق کی وجہ سے سکول کے سب کھیلوں میں پوری دل چسپی لیتا تھا۔ بڑا ہو کر ڈاکٹر بننا چاہتا تھا۔ اپنے مقصد میں کام یاب ہونے کے لیے ابھی سے رات دن محنت کرتا تھا۔ خود اعتمادی موجود ہونے کے باعث بڑوں کے سامنے بھی اپنے حق پر اصرار کرتا تھا لیکن بد تمیزی کی حد تک کبھی نہیں پہنچتا تھا۔ گھر کے لوگ بھی اس کے جذبات کا احترام کرتے تھے اور کبھی کوئی بات اس کی مرضی کے خلاف نہیں کرتے تھے۔ والدین کی ازدواجی زندگی تسلی بخش تھی۔ وہ ایک دوسرے کی عزت کرتے تھے اور بچوں کی تربیت میں یہ خیال رکھتے تھے کہ بڑے ہو کر انھیں سوسائٹی کا مفید اور قابل فخر رکن بننا ہے۔ مالی حالت تسلی بخش تھی، لہٰذا بچوں کے اخراجات برداشت کرنے میں کنجوسی سے کام نہیں لیتے تھے۔

جب یہ لڑکا ذہانت کے ٹسٹ کے لیے آیا تو اس کے چہرے پر کسی قسم کی گھبراہٹ نہ تھی۔ بہت خوش معلوم ہوتا تھا۔ اس نے بڑے شوق اور دل چسپی کے ساتھ

Marfat.com
Marfat.com

ٹسٹ دیے اور بڑی خود اعتمادی کے ساتھ کام کرتا رہا ۔ چند ایک بڑی عمر کے ٹسٹوں میں بھی کام یاب ہوا ۔ بارہ برس کی عمر تک کے سب ٹسٹ آسانی سے حل کر لینے میں کامیاب ہو گیا ، جس کی وجہ سے اس کا مقیاسِ ذہانت (I.Q.) ۱۴۹ نکلا جو اس کی اپنی عمر کے لڑکوں کے مطابق بہت زیادہ تھا ۔

بنیادی شخصیت کے ٹسٹ بھی اس نے بہت شوق سے کیے ، جن سے واضح ہو گیا کہ اس کی جذباتی پرورش نفسیاتی طور پر صحیح طریقے سے اور اچھے ماحول میں ہوئی ہوگی جس کی وجہ سے اس کے اندر کسی قسم کی ذہنی کش مکش ، خوف ، ہراس اور اندیشے نہیں پائے جاتے تھے اور نہ ہی نفرت ، دشمنی اور کینہ پروری کے جذبات اسے تنگ کر رہے تھے ۔ گھر کا جذباتی ماحول والدین کے حقیقت پسندانہ رویے کی وجہ سے صحت مند تھا ۔ یہ لڑکا کھیل کود اور پڑھائی میں برابر دل چسپی لیتا تھا ۔ اس کو اپنے جذبات کے اظہار کا پورا موقع دیا جاتا تھا جس کی وجہ سے اس کے اندر خود اعتمادی پیدا ہو گئی تھی ۔ گھر کے سب لوگ اس کے جذبات کی قدر کرتے اور اس کی مناسب خواہشات کو بغیر حیل و حجت پورا کر دیتے ، اس لیے اسے محرومی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا تھا ۔ اپنی عمر کے بچوں کی طرح اسے کھیل کود کے علاوہ جانوروں ، پھولوں ، تتلیوں ، پہاڑوں ، دریاؤں اور دوسرے قدرتی مناظر میں بہت دل چسپی تھی ۔ اس میں حسن پرستی کا مادہ عام بچوں سے کچھ زیادہ ہی پایا جاتا تھا ۔ اسے صاف ستھرے اور خوب صورت کپڑے پہننے کا بہت شوق تھا ۔

Marfat.com
Marfat.com

(۵) اس بچے کی عمر نو سال تھی - اپنی جماعت کے ذہین ترین لڑکوں میں شمار ہوتا تھا - اسے صرف کھیل کود میں دلچسپی ہی نہ تھی بلکہ پڑھائی کا بھی بہت شوق تھا - اس کی خواہش ڈاکٹر بننے کی تھی ، اس لیے ابھی سے محنت کرنے کی عادت ڈال رہا تھا - گھر کے سب لوگ اس کے سب سے چھوٹا ہونے کی حیثیت ہی سے نہیں بلکہ اس کی ذہانت اور پڑھائی کے شوق کی وجہ سے بھی اسے بہت پیار کرتے تھے - چوں کہ والدین آپس میں خوش تھے ، اس لیے وہ بچوں کی پرورش کا بھی پورا خیال رکھتے تھے اور کوشش کرتے کہ بچے کی ہر ضرورت اور خواہش وقت پر ہی پوری کر دی جائے تاکہ اسے غل مچانا یا لڑائی جھگڑا نہ کرنا پڑے - اس کے علاوہ بچوں کو کھیلنے کودنے کی پوری آزادی تھی - جب گندے ہو جاتے تو ان کی والدہ بڑے پیار کے ساتھ ان کو صاف ستھرا بنا دیتی تھی - اس طرح ان بچوں کے اندر عارضی قدرتی خواہشات پوری ہو چکی تھیں - اس لیے وہ صاف ستھرا بھی رہتا تھا اور لڑائی جھگڑا بھی نہیں کرتا تھا - والدین کی عادات بہت سلجھی ہوئی تھیں ، اس لیے بچے میں بھی ایسی ہی عادات پیدا کرنے کی کوشش کی گئی تھی - چناں چہ اپنی عمر کے مطابق وہ بھی بہت مہذب بن چکا تھا -

یہ بچہ پوری خود اعتمادی کے ساتھ نفسیاتی ٹسٹ دینے کے لیے کلینک میں آیا - اس کو ٹسٹ کی چیزیں بہت پسند آئیں - کھلونوں کی طرح ان سے کھیلتا رہا اور کہتا رہا کہ یہ کھیل بہت اچھا ہے - وہ اتنا زیادہ ذہین تھا کہ اس نے ساڑھے گیارہ برس کی عمر کے سب ٹسٹ بھی

Marfat.com
Marfat.com

کام یابی کے ساتھ حل کر لیے - اُس کا مقیاسِ ذہانت (I.Q.) ۱۳۲ نکلا جو اُس کی عمر کے عام بچوں سے ڈھائی برس زیادہ تھا - معلوم ہوتا ہے اس کی ابتدائی پرورش بہت اچھی طرح ہوئی ہوگی ، کیوں کہ بنیادی شخصیت کے ٹسٹوں میں کسی قسم کی محرومی ، خوف اور دبے ہوئے تشدد کے جذبات وغیرہ نظر نہیں آتے تھے - ان کی بجائے محبت ، پیار اور ایثار کے جذبے کا اظہار کافی نمایاں تھا - اس سے ظاہر ہے کہ والدین بچے کو بچہ سمجھتے ہوئے اُس کی مشکلات ، ضروریات اور خواہشات کا احترام کرتے ہوں گے ، جس کی وجہ سے بچے میں خود اعتمادی پیدا ہو گئی تھی - وہ اپنے آپ کو اچھا بچہ سمجھتے ہوئے دوسروں کو بھی اچھا سمجھتا تھا اور بڑوں کا احترام کرتا تھا - دوسرے تندرست بچوں کی طرح اس کو بھی خوب صورت چیزوں میں دل چسپی تھی -

اب ہم نالائق بچوں کا نفسیاتی تجزیہ کر کے دیکھیں گے کہ ان میں کون سی خامیاں تھیں جن کی وجہ سے وہ بگڑے بچے کہلاتے تھے اور یہ خامیاں کیسے اور کن حالات میں پیدا ہوئیں ؟

(۱) ہمارا پہلا کیس ایک نو سالہ لڑکی تھی جو پڑھنے لکھنے میں کسی قسم کی دل چسپی ظاہر نہ کرتی تھی اور امتحانوں میں اکثر فیل ہوتی تھی - اُس کی عادات چھوٹے بچوں جیسی تھیں - کسی قسم کی محرومی برداشت نہ کر سکتی تھی - گھر میں سب سے اچھا اپنی والدہ کو سمجھتی تھی لیکن والد کی صورت دیکھنا بھی گوارا نہ کرتی - اکثر دیکھ کر چھپ جاتی تھی - اُس کو جھوٹ

Marfat.com
Marfat.com

بولنے کی بہت عادت تھی ۔ کھانے پینے کی چیزیں اکثر چراتی رہتی تھی ۔ بھائی بہنوں میں سب سے چھوٹی ہونے کی وجہ سے سب اسے پیار کرتے ۔ خاص طور پر والد کو اس سے بہت محبت تھی ۔ جب یہ لڑکی پانچ برس کی تھی تو اس کی ایک اور بہن پیدا ہوئی ۔ اس سے یہ بہت نفرت کرتی تھی ۔ موقع ملتا تو اسے مارتی پیٹتی بھی تھی ۔ جب والدہ اسے اپنا دودھ دیتی تو اس سے برداشت نہ ہو سکتا تھا ۔ والدہ کو مارتی اور کہتی کہ اسے پھینک دو ۔ اگر کسی وقت والد اسے گود میں اٹھاتے اور پیار کرتے تو ان سے روٹھ جاتی اور بد تمیزی پر اتر آتی ۔ وقت کے ساتھ ساتھ نفرت کا یہ جذبہ اس میں بڑھتا ہی چلا گیا ۔ اس بنا پر اسے کئی مرتبہ سزا بھی ملتی جس سے وہ غم زدہ ہو جاتی ، لیکن اپنے اس رویے کو ترک نہ کر سکتی تھی ۔ والدین کی ازدواجی زندگی خراب ہونے کی وجہ سے گھر میں اکثر لڑائی جھگڑے رہتے ، جس کی وجہ سے بچوں پر خوف طاری رہتا تھا ۔ مالی حالت بھی کچھ تسلی بخش نہ تھی ۔ چنانچہ بچوں کی ضروریات پوری نہ ہوتی تھیں اور بچے محرومی کو برداشت نہ کرتے ہوئے کئی بری عادات کا شکار ہو چکے تھے ۔

جب اس بچی کو ذہانت جانچنے کے ٹسٹ دیے گئے تو اس نے بہت دل چسپی کا اظہار کیا ۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے اسے کھیلنے کو کھلونے مل گئے ہیں ۔ اس نے تیرہ سال کی عمر کے سب کے سب ٹسٹ بالکل صحیح حل کر لیے ۔ بہت حیران کن بات یہ تھی کہ وہ اپنی عمر سے چار برس زیادہ ذہانت رکھتی تھی ، لیکن جماعت میں سب

Marfat.com
Marfat.com

سے زیادہ نالائق تھی - اُس کا مقیاس ذہانت ۱۴۴ تھا جو عموماً کم بچوں کا ہوتا ہے -

جب اس بچی کو بنیادی شخصیت جانچنے کے ٹسٹ دیے گئے تو انکشاف ہوا کہ لا شعوری طور پر وہ کسی بہت زیادہ گہری ذہنی کش مکش میں مبتلا ہے - وہ اپنی چھوٹی بہن کو قبول نہ کر سکتی تھی - سمجھتی تھی کہ اُس نے آ کر والدین کی محبت جو اس کے ھی لیے مخصوص تھی ، چھین لی ہے - چناں چہ اس سے نفرت کرتی تھی اور اسے مار ڈالنا چاہتی تھی - جب دیکھتی کہ وھی دودھ جو مجھے نہیں ملا ، ماں بہن کو دے رھی ہے تو اپنی محرومی اور حسد کو برداشت نہ کر سکتی تھی - اسے اب بھی ماں کا دودھ پینے کی تمنا تھی - لیکن چوں کہ وہ یہ خواہش پوری نہ کر سکتی تھی ، اس لیے کئی غیر شعوری طریقوں سے اسے پورا کرنے میں کوشاں رھتی تھی - مثلاً ضرورت سے زیادہ محبت اور پیار کا طلب گار ہونا ، دوسرے کو قابو میں رکھنے کی کوشش کرنا ، ضد کرنا ، کہنا نہ ماننا ، پڑھائی میں دل چسپی نہ لینا ، جھوٹ بولنا ، چوری کرنا وغیرہ - اس جارحانہ رویے سے اُس کے اندر خوف پیدا ہوتا تھا کہ دوسرے بھی اسی طرح کریں گے اور اس سے بدلہ لیں گے - یہ ظالمانہ تصورات اُس کے اندر احساس گناہ پیدا کرتے جو اس کی ذہنی کش مکش اور ان متعلقہ بد عادات کو اور بھی بڑھا دیتا تھا - اس لیے غیر شعوری طور پر وہ یہ چاہتی کہ اسے سزا دی جائے ، اسے پیٹا جائے اور سب اسے برا کہیں - سزا پانے کے لیے اپنی بد عادات کے ذریعے بڑوں کو اُکساتی رھتی - ضد کرتی ، کہنا نہ مانتی ، پڑھنے

Marfat.com
Marfat.com

لکھنے میں دل چسپی نہ لیتی تھی - لیکن بعض اوقات خوف کے مارے اپنے تشدد پسندانہ خیالات کو دبا بھی جاتی اور رد عمل کے طور پر بہت فرماں بردار اور اطاعت شعار بھی ہو جاتی تھی - لیکن پڑھنے سے پھر بھی گریز کرتی ، کیوں کہ والدین اس پر زور دیتے تھے اور ان کو سزا دینے کا بہترین طریقہ یہی تھا - اس طرح غصہ ، نفرت ، اور پھر احساسِ گناہ اس کی کش مکش کا باعث بنے ہوئے تھے اور اس کی ذہنی قوت کو گھن کی طرح چاٹ رہے تھے - چناں چہ پڑھائی وغیرہ میں پوری دل چسپی نہیں لے سکتی تھی - اس کے علاوہ دبی ہوئی نفرت کا جذبہ اور غیر محفوظ ہونے کا احساس بھی اس کی پریشانی کا باعث بنا رہتا تھا - اس کے ابتدائی ماحول نے ایسے حالات پیدا کر دیے تھے کہ اس کی عارضی جبلتیں پوری طرح سے تسکین حاصل نہ کر سکی تھیں اور 'ایڈی پس منزل' (Oedipus Stage) اس سے عبور نہ ہو سکی تھی ، اس لیے اس کی جنسی نشو و نما اس کی عمر کے مطابق نہ تھی - اس وجہ سے بھی وہ والد سے سخت نفرت کرتی تھی -

نوٹ :- 'ایڈی پس منزل' (Oedipus Stage) تقریباً چار برس کی عمر کے قریب جنسی نشو و نما کی ایک منزل - جب کہ لڑکا والدہ کی جنسی کشش کو محسوس کرتے ہوئے اسے اپنانا چاہتا ہے اور والد کو رقیب گردانتے ہوئے اس سے نفرت کرتا ہے - اگر والد کا خوف اس پر غالب نہ آ جائے تو کام یابی سے اس منزل سے گزر جاتا ہے اور والد کے ساتھ تعلقات بہتر ہو جانے سے اس کی نفسیاتی پرورش صحیح طور پر ہو جاتی ہے - اس کے بالکل برعکس لڑکی کی نفسیاتی نشو و نما

Marfat.com
Marfat.com

میں ہوتا ہے۔ اگر اس نشو و نما میں تنزل آ جائے تو لڑکی باپ کو نفرت کرنا شروع کر دے گی۔

(۲) دوسرا کیس ایک ساڑھے آٹھ سالہ لڑکے کا ہے۔ پڑھنے سے اُسے شدید نفرت تھی۔ سکول سے اکثر بھاگ جاتا۔ مذہبی تعلیم سے بھی گریز کرتا تھا جس کی وجہ سے اُس کا باپ اُسے خوب پیٹتا تھا لیکن باوجود اس سلوک کے اپنی بد عادات سے باز نہ آتا تھا۔ ہر وقت لڑنا جھگڑنا اور الٹی سیدھی شرارتیں کر کے سب کا دم ناک میں کیے رکھنا اُس کا معمول تھا۔ اُس کو انگوٹھا چوسنے اور دانتوں سے ناخن کاٹتے رہنے کی بھی عادت تھی۔ جب یہ لڑکا پیدا ہوا تو اُس وقت مالی مشکلات کے علاوہ گھر کا ماحول بہت برا تھا۔ والدین بہت جذباتی ہونے کی وجہ سے چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑتے جھگڑتے رہتے تھے۔ ذرا سی بھی محرومی یا کسی کی غلطی کو برداشت نہ کر سکتے تھے۔ بچے بھی اُن کے نقش قدم پر چلتے ہوئے گھر میں ایک طوفان بد تمیزی برپا رکھتے۔ محبت اور پیار کی کمی اور خود غرضی کی وجہ سے کوئی بھی کسی کے جذبات کا احترام نہ کرتا۔ بچوں کو تشدد کے طریقوں سے قابو میں رکھنے کی کوشش کی جاتی تھی۔ والدین کے مذہبی نظریات سخت گیر اور یک طرفہ تھے۔ چناں چہ وہ بچوں میں خوف پیدا کر کے اپنی اطاعت کروانا چاہتے تھے۔ لیکن بچے اس رویے کی پروا نہ کرتے ہوئے اپنی بد عادات پر قائم رہتے تھے۔ اس طرح گویا یہ رسہ کشی اخلاق میدان میں برے اثرات پیدا کر رہی تھی۔ گھر کے لوگوں میں سے وہ اپنی ماں اور بہن کو کچھ اچھا سمجھتا تھا لیکن باپ سے

Marfat.com
Marfat.com

سخت نفرت کرتا تھا ۔ اور یہ باپ بہت سخت گیر ہونے کی وجہ سے پدرانہ شفقت سے عاری تھا ۔ چناں چہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر ناراض ہو کر بہت بری طرح بچے کو مارنا پیٹنا شروع کر دیتا تھا ۔

جب اس لڑکے کی ذہانت کا مطالعہ کیا گیا تو وہ حیران کن حد تک ذہین نکلا ۔ اس کی ذہنی عمر ساڑھے بارہ سال کے بچے کے برابر تھی اور مقیاسِ ذہانت (I. Q.) ۱۴۰ تھا ۔ لیکن باوجود اس خوبی کے اس کے اندر خود اعتمادی مطلق نہ تھی ، اس لیے ہر قدم پر اس کی حوصلہ افزائی کرنی پڑتی تھی ۔ لیکن جو کام وہ کرتا صحیح ہوتا تھا ۔ اس کی بنیادی شخصیت کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ ذہنی اور جذباتی طور پر بہت دبا دیا گیا ہے ۔ والدین کے باہمی لڑائی جھگڑے کی وجہ سے اس کے اندر سخت قسم کا احساس کمتری اور غیر محفوظ ہونے کا خوف پیدا ہو چکا ہے ۔ اس کے علاوہ گھر کا جذباتی ماحول اور روپے پیسے کی تنگی بھی اسے ہر وقت پریشان رکھتی ہے ۔ اس نفسیاتی امتحان میں ایک بات بالکل واضح ہو گئی کہ بچے کا باپ جو خود 'وہم حاوی' (Obsessional Neurosis) کا مریض تھا ، بچے کو اظہار خیالات کی اجازت بالکل نہ دیتا تھا ۔ ہر وقت دبا کر رکھتا اور کسی بات کا جواب دینے کو گستاخی سمجھتے ہوئے اسے مارنا پیٹنا شروع کر دیتا تھا ۔ اس وجہ سے بچے میں نفسیاتی رکاوٹ (Inhibition) پیدا ہو گئی تھی اور پڑھائی میں دلچسپی کم ہو گئی تھی ۔ چناں چہ بہ ظاہر وہ کند ذہن اور نالائق بچہ بن گیا تھا ۔

Marfat.com
Marfat.com

اگر اس بچے کا گہرا نفسیاتی تجزیہ کیا جائے تو صاف طور پر نظر آئے گا کہ یہ بچہ 'ایڈی پس منزل' (Oedipus Stage) اور جنسی نشو و نما کی دوسری منزلوں سے کام یابی کے ساتھ نہیں گزر سکا اور 'ذہنی تنزل' (Regression) کی وجہ سے 'گندہ رہنے والی منزل' (Anal Phase) پر پہنچ چکا ہے۔ اس وجہ سے اس کے اندر ضد اور حقارت کے جذبات پیدا ہو گئے ہیں اور یہ نفرت اب اُس کی ذہنی و جذباتی کش مکش کا باعث بن رہی ہے جس کی وجہ سے گویا اُس کا ذہن بالکل ناکارہ ہے۔ اُس کا انگوٹھا چوسنا، ناخن کاٹنا اور چوری کی عادت مزید 'ذہنی تنزل' (Regression) ظاہر کرتی تھی۔ جس عمر میں بچہ کسی چیز کو کاٹ کر لطف اٹھاتا ہے (Oral sadistic phase) تو چوری بھی کھانے پینے ہی کی چیزوں کی کرتا ہے۔ اس لیے کاٹنے کی طرح کھانے کا یہ طریقہ بھی منہ کے ذریعے تشدد پسندی کا اظہار کرتا ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ یہ جذبہ بہت چھوٹے بچوں میں فطری طور پر موجود ہوتا ہے۔ لیکن اس عمر میں اس جذبے کی تسکین اُس کے اندر احساس گناہ پیدا کرتی ہے۔

(۳) اُس مطالعے میں ہمارا تیسرا مریض ایک دس سالہ لڑکا تھا جو پڑھائی سے دل چراتا تھا اور جماعت میں سب سے پیچھے تھا۔ وہ ہر وقت کھیلنا اور دوستوں سے ہنسی مذاق کی باتیں کرنا چاہتا تھا۔ گھر کے حالات خوش گوار نہ تھے۔ والدین کے باہمی مناقشے نے گھر کو میدان جنگ بنا رکھا تھا۔ انہیں بچوں میں کسی قسم کی

Marfat.com
Marfat.com

دلچسپی نہ تھی ۔ بچوں کی ضروریات پوری نہ ہوتی تھیں ۔ چناں چہ وہ بھی بد اخلاق اور گستاخ ہو گئے تھے ۔ یہ لڑکا بھی ان کے نقش قدم پر چل رہا تھا ۔ وہ بے حد چڑچڑا، ضدی اور بے ادب تھا ۔ بڑوں کی مخالفت کرتا اور ان کو قابل نفرت سمجھتا تھا اور ان سے اکثر بد تمیزی اور گستاخی سے پیش آتا تھا ۔ کھانے کے وقت اکثر اس سے کمینہ پن ظاہر ہوتا تھا ۔ کھانے پینے کی چیزیں چرا لیتا تھا ۔ اس کی نیند پرسکون نہ ہوتی تھی ۔ ڈراؤنے خواب دیکھتا اور ڈر کر اٹھ بیٹھتا ۔ اکثر بستر میں اس کا پیشاب بھی نکل جاتا ۔ اپنے بھائی بہنوں سے بہت نفرت کرتا ۔ موقع ملتا تو مار پیٹ پر بھی اتر آتا ۔ ان عادات کی بنا پر اس کے والدین اسے بڑی بے دردی کے ساتھ مارتے تھے ۔ لیکن وہ اپنا طرز عمل کسی طرح نہ بدلتا ۔ گھر کی مالی حالت اچھی نہ ہونے سے بھی اس کی مصیبتوں میں اضافہ ہو رہا تھا ۔

ذہانت کے ٹسٹ میں یہ لڑکا بارہ برس کے معیار کا نکلا اور ۱۲۰ مقیاس ذہانت (I. Q.) حاصل کیا ۔ جو اسے اپنی عمر کے بچوں سے بنیادی طور پر زیادہ ذہین ثابت کر رہا تھا ۔ ٹسٹ کے شروع میں بجائے کسی قسم کی دلچسپی کا اظہار کرنے سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے ۔ وہ گھبرایا ہوا بالکل خاموش اور انجان بیٹھا تھا ۔ لیکن جب پیار محبت سے ادھر ادھر کی باتیں کی گئیں اور ٹسٹوں کے متعلق اس کو سمجھایا گیا تو پھر اس نے قدرے دلچسپی کا اظہار کیا ۔ کچھ دیر بعد کافی شوق سے کام میں مشغول ہو گیا ۔ اس کی بنیادی شخصیت جانچنے کے ٹسٹوں نے عیاں کیا کہ وہ کسی

Marfat.com
Marfat.com

گہری کش مکش کے باعث 'نفسیاتی رکاوٹ' (Inhibition) کا شکار ہے جس کی وجہ سے اپنی ذہانت کا مکمل استعمال نہیں کر سکتا۔ اس کے علاوہ یہ بھی واضح ہوا کہ اس کے ابتدائی بچپن کا زمانہ کچھ خوش گوار نہ تھا۔ اس کی پرورش میں کسی قسم کی احتیاط نہیں برتی گئی تھی۔ اس لیے اس میں بچپن کی بعض عادات مثلاً گندہ رہنے کی خواہش اور جارحانہ رجحانات بہت پائے گئے۔ وہ بہت ضدی اور بد تمیز تھا۔ بڑوں سے عداوت رکھتا اور ان کا کہنا نہ ماننے پر مسرت کا اظہار کرتا۔ خود غرض ہونے کے باعث بھائی بہنوں سے سخت نفرت تھی، اس لیے سب بچوں کو برا سمجھتا اور دنگا فساد کرتا رہتا۔ والدین کا لاڈلا بیٹا نہ ہونے اور ان کی بے رخی کے باعث ان کا دشمن بنا ہوا تھا۔ اپنی نفرت کا اظہار عموماً کھلم کھلا کیا کرتا۔ وہ سمجھتا تھا کہ پڑھنا لکھنا سیکھنا والدین اور استاد کو خوش کرنے کے لیے ہوتا ہے۔ لیکن چوں کہ ان سب سے نفرت کرتا تھا اس لیے ان کو سزا دینے کی خاطر پڑھنا چھوڑ دیا تھا۔ پڑھنے لکھنے کی طرف توجہ کرنے کو کہا جاتا تو صاف انکار کر دیتا تھا۔ ان طریقوں سے وہ اکثر بڑوں کو اپنے خلاف اکساتا رہتا تھا تاکہ اسے اپنے لاشعوری احساس گناہ کی سزا ملے۔ کھانے پینے کی چیزوں کی چوری کرنا لاشعوری طور پر 'محبت کی چوری' کرنے کے برابر ہوتا ہے۔ محبت نہ ملنے کی وجہ سے ایسی حرکات مجبوراً کرتا تھا۔ گندہ رہنا اور بستر پر پیشاب کرنا جارحانہ جذبات کے علاوہ اس کی ذہنی کش مکش، بے چینی اور نفرت کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ ایک ایسا کیس

Marfat.com
Marfat.com

ہے جس میں ابتدائی جبلی خواهشات بالکل پوری نہیں ہوئی تھیں اور اس عمر میں اُن کا پورا کرنا بچے کی مصیبتوں اور علامات کا موجب بنا ہوا تھا ۔

(۴) ہمارا چوتھا کیس ایک آٹھ سالہ لڑکا تھا جو جماعت میں بالکل نکما اور کام چور تھا ۔ کبھی خوشی سے سکول نہ جاتا ، نہ ہی دل لگا کر پڑھتا ۔ سکول کے کام سے اسے وحشت ہوتی ۔ سارا وقت آوارہ گردی میں ضائع کر دیتا ۔ بہت زیادہ خود غرض ہونے کی وجہ سے دوستوں سے لڑتا جھگڑتا ۔ اکثر ہاتھا پائی تک نوبت پہنچ جاتی تھی ۔ بہت ضدی اور خود رائے ہونے کی وجہ سے ہمیشہ چاہتا کہ دوسرے اُس کے اشاروں پر چلیں اور اُس کا کہنا مانیں ۔ اگر اُس کی کوئی خواهش پوری نہ کی جاتی تو بد تمیزی سے پیش آتا اور سخت کلامی پر اتر آتا ۔ احساس برتری کے باعث وہ سمجھتا تھا کہ کسی کی فرمان برداری اُس پر لازم نہیں ہے ۔ گلی کوچوں میں آوارہ پھرنے ، غلیظ لوگوں سے دوستی رکھنے اور دوستوں کو دھوکا دینے پر اسے اکثر سخت سزا ملتی لیکن وہ اپنی عادات کو کسی طرح چھوڑ نہیں سکتا تھا ۔ گھر میں دو بہنوں کے بعد بڑا بھائی ہونے کی حیثیت سے اُس کو سب زیادہ پیار کرتے تھے ۔ اس کی ولادت کے بعد والدہ بیمار ہو جانے سے اُس کو اپنا دودھ نہ پلا سکی تھی ۔ اس کے علاوہ کھانے پینے کی بھی بے حد احتیاط کی گئی تھی ۔ اُس کو صاف ستھرا بھی بہت زیادہ رکھا جاتا تھا ۔ زمین پر ...نے کی اجازت نہ تھی ۔ انا اُسے ہر وقت گود میں رکھتی ۔ اگر کسی وقت اتفاق سے گندہ ہو بھی جاتا تو فوراً صاف

Marfat.com
Marfat.com

ستھرا بنا دیا جاتا - گندے کھیل کھیلنے پر سزا بھی دی جاتی تھی - دو سال کی عمر تک اس کی پرورش بہت احتیاط سے کی گئی - اس سے لاڈ پیار بھی بہت کیا جاتا - لیکن جب اس کا دوسرا بھائی پیدا ہوا اور والدین نے اس میں بھی اتنی ہی دلچسپی لینی شروع کی تو حسد کے مارے اپنے ننھے بھائی سے نفرت ہو گئی - رشک اور رقابت کے مارے اس کی صورت دیکھنا بھی برداشت نہ کرتا تھا - جب والدہ اسے اپنا دودھ پلا رہی ہوتی تو اس کے اندر حقارت کی ایک لہر دوڑ جاتی - چاہتا کہ اس کو اٹھا کر باہر پھینک دے - مجبوراً ان جذبات کو تو دبا دیتا ، لیکن والدین کی بے وفائی کا بدلہ ان کو تنگ کر کے لے لیتا - اس میں ابتدائی بچپن کی بہت سی عادات اب تک موجود تھیں ، انگوٹھا چوسنا ، پانی یا دودھ چوس چوس کر پینا ، دانتوں سے ناخن کاٹنا ، گندے کھیل کھیلنا ، چوری کرنا وغیرہ - یہ بد عادات اکثر والدین کی ناراضگی کا باعث بنتیں ، لیکن وہ مجبوراً ان کو جاری رکھ رہا تھا - اس کو کھانے پینے کا جنون تھا - ہر وقت کچھ نہ کچھ اس کے منہ میں ہوتا ، اور کچھ نہیں تو زبان ہی چوستا رہتا - اس عادت کو پورا کرنے کے لیے اسے چوری بھی کرنی پڑتی تھی - والدین بھی کچھ جذباتی قسم کے واقع ہوئے تھے ، اس لیے اکثر آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے - اس سے بچے بھی اسی قسم کا اثر قبول کر رہے تھے - ان کی مالی حالت تسلی بخش تھی ، چناں چہ بچوں کی ضروریات وہ آسانی سے پوری کر سکتے تھے - لیکن بعض اوقات کنجوسی کی حد تک پہنچ کر بچوں کو محروم بھی کرتے -

Marfat.com
Marfat.com

جب ذہانت کے ٹسٹ کے ذریعے اس بچے کی بنیادی عقل کا اندازہ لگایا گیا تو اس کی عمر سے تقریباً دو سال زیادہ نکلی ۔ وہ دس برس کی عمر کے ٹسٹ بہ آسانی کر سکتا تھا ، جن کی بنا پر اس کا مقیاس ذہانت ۱۲۵ نکلا ۔ جب بنیادی شخصیت جانچنے کے ٹسٹ دیے گئے تو ان میں ابتدائی عارضی جبلتوں کی محرومی کا اظہار جذباتی کش مکش کی صورت میں کافی نمایاں نظر آیا ۔ چوں کہ اسے ماں کا دودھ نصیب نہیں ہوا تھا ۔ اس لیے یہ خواہش اب تک اس کے اندر متحرک تھی جسے وہ مختلف چیزیں کھا کر پورا کرنے کی کوشش کرتا رہتا تھا ۔ لیکن تسکین کسی طرح نہ ہوتی تھی ۔ اس کا انگوٹھا چوسنا ، ناخن کاٹنا ، اور چوری کرنا بھی اسی محرومی کو پورا کرنے کی لاشعوری کوشش تھی ۔ اس کا عام جارحانہ انداز ، خود رائی اور گستاخانہ طرز عمل اس کی گندہ رہنے کی ابتدائی جبلت کی محرومی کا اظہار تھا ، جو اسے بہت زیادہ صاف ستھرا رکھنے سے پیدا ہو گئی تھی ۔ چھوٹے بھائی سے نفرت ہونے کے باعث اسے سب بچوں سے دشمنی تھی اور موقع ملنے پر انھیں مارتا پیٹتا بھی تھا ۔ والدین کی جذباتی طبیعت ، سخت گیری اور دباؤ کے باعث اس میں عداوت اور کینہ پروری کا جذبہ پیدا ہو گیا تھا ، جس کی وجہ سے بڑوں کے ساتھ خاص طور سے دشمنی رکھتا اور ان کو قابل نفرت سمجھتا تھا ۔ ان نفرت آمیز رجحانات کے باعث اس کے اندر سخت قسم کا احساس گناہ پیدا ہوتا اور اس گناہ کے کفارے کے طور پر وہ ہر قسم کی تکلیفیں اٹھاتا اور لاشعوری طور پر چاہتا کہ لوگ اسے برا کہیں ، اس سے

Marfat.com
Marfat.com

نفرت کریں ، اسے ذلیل اور حقیر سمجھیں اور سزا دیں ۔ اس غرض سے وہ نہ صرف والدین ہی کو اکساتا بلکہ اپنے استادوں کو بھی بہت ستاتا تھا ۔ لاشعوری اندیشے اس کے دل میں کئی قسم کے غیر معمولی خوف پیدا کرتے جن کو سمجھنا بہ ظاہر بہت مشکل تھا ۔ اس کے تصورات بھی بہت خوف ناک ہوتے تھے جن میں وہ اپنے اور دوسروں کے لیے ایسی سزائیں منتخب کرتا جو آج کل کے زمانے میں نہیں دی جاتیں ۔ اس جذباتی کش مکش نے اس کے ذہن کو دھندلا دیا تھا ، اس لیے پڑھنے میں دلچسپی لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا ۔ بہ ظاہر تو وہ والدین کو ستانے اور ان سے بدلہ لینے کے لیے نہ پڑھتا تھا ، مگر دراصل اس طرح وہ اپنے آپ کو اپنے گناہوں کی سزا دے رہا تھا ۔ اس اندرونی کیفیت کو نہ سمجھتے ہوئے والدین اور استاد اس کو نالائق اور آوارہ بچہ سمجھتے اور حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔

(۵) ہمارا پانچواں کیس جس کی عمر دس برس تھی ، اپنی جماعت میں سب سے نالائق لڑکا تھا اور اس کے استاد اکثر اس کی بے توجہی کے شاکی رہتے تھے ۔ بہت شرمیلا ہونے کی وجہ سے وہ کسی سے بات چیت نہ کرتا اور نہ اس کا کوئی دوست تھا ۔ عموماً اکیلا ہی خاموش بیٹھا وقت گزار دیتا ۔ کھیل کود سے کوئی دلچسپی نہ تھی ۔ بے حد حساس ہونے کی وجہ سے معمولی باتوں پر بھی پھوٹ پھوٹ کر روتا اور دیر تک آنسو بہاتا ۔ بھائی بہنوں میں سب سے چھوٹا ہونے کی حیثیت سے والدین اسے بہت چاہتے تھے ۔ چھ برس کی عمر میں جب اس کی والدہ کا انتقال ہو گیا تو اسے اس کا بہت گہرا صدمہ ہوا ۔ کئی

Marfat.com
Marfat.com

دنوں تک خاموش بیٹھا روتا رہا ۔ اس دن سے اسے بات بات پر رونے کی عادت پڑ گئی تھی ۔ اس کے علاوہ اسے انگوٹھا چوسنے اور دانتوں سے ناخن کاٹنے کی بھی بد عادت پڑگئی ۔ والدہ کی وفات کے بعد گھر کا نقشہ ہی بدل گیا تھا ۔ والد نے بھی بچوں میں دلچسپی اپنی کم کر دی ، بلکہ ایک سال بعد دوسری شادی کر لی ۔ اس بیوی سے کوئی بچہ نہ ہونے کی وجہ سے ان کے باہمی تعلقات خراب رہتے تھے ۔ بچوں کو ذہنی اور اخلاق تربیت دینے اور اطاعت سکھلانے میں کوئی دلچسپی نہ لیتا تھا ۔ خود غرضی کے باعث گھر میں کوئی کسی کی بات نہ مانتا تھا ۔ نہ کوئی کسی کا احترام کرتا ۔ سوتیلی ماں اکثر والد کو بچوں کے خلاف بھڑکاتی رہتی اور وہ غصے میں آ کر ان کو خوب پیٹتا ۔ اس جارحانہ طرز عمل کا اثر بچوں پر یہ ہوا کہ وہ دونوں سے ہی بدظن ہو گئے ۔ کسی کو بھی پسند نہ کرتے ۔ لیکن یہ بچہ نفرت کے دب جانے کی وجہ سے خاموش رہتا تھا ۔

بہت افسردہ اور شرمیلا ہونے کی وجہ سے وہ ذہانت کے ٹسٹ میں بھی پوری دلچسپی نہ لے سکا ۔ لیکن پھر بھی اس کا ذہن اس کی عمر کے عام بچوں سے کچھ بہتر ہی ثابت ہوا اور اس کا مقیاس ذہانت ۱۰۶ نکلا ۔ ٹسٹ کے دوران میں ایک خاص بات اس میں یہ نظر آئی کہ کسی مشکل سوال کو حل کر کے خوش ہونے کی بجائے وہ بہت افسردہ ، پریشان اور تھکا ہوا سا نظر آتا تھا ۔ لیکن حوصلہ افزائی کے بعد بالکل ٹھیک ہو جاتا اور ٹسٹ میں دلچسپی لینا شروع کر دیتا تھا ۔ اس کے بنیادی شخصیت

Marfat.com
Marfat.com

کے ٹسٹ میں ثابت ہوا کہ وہ 'نفسیاتی دباؤ' (Repression) کا شکار ہے ۔ والدہ کے ساتھ بہت محبت اور پیار کی بنا پر اس کی وفات کے صدمے کا اثر اس کے دل و دماغ پر بہت گہرا تھا ۔ اس وجہ سے وہ غم ناک رہتا ۔ کسی کو بھی اپنا نہ سمجھتے ہوئے لوگوں سے بات چیت نہ کرتا اور نفسی طور پر اپنے آپ کو بہت ہی غیر محفوظ سمجھتا ۔ والد کی بے رخی اور ظالمانہ انداز نے اسے اور بھی زیادہ افسردہ اور دل شکستہ بنا دیا تھا ۔ سوتیلی ماں کے لڑائی جھگڑے نے گھر کے ماحول میں ایک کھچاؤ اور بے چینی کی کیفیت پیدا کر رکھی تھی جس کی وجہ سے خوف زدہ رہتا ۔ ہر کام میں تامل اور تردد کرتا ۔ اس نازک صورت حالات میں پٹنے کے خوف سے اپنی خواہشات اور محرومیوں وغیرہ کا کسی سے بھی ذکر کرنے کی جرأت نہ کرتا ، کیوں کہ جانتا تھا کہ انہیں پورا کرنے کی بجائے اسے مارا پیٹا جائے گا ۔ نہ ہی اپنے غصے کا اظہار کرنے کی ہمت پڑتی تھی ۔ چناں چہ اپنے ہر خیال اور خواہش کو دباتا اور فرار کے طور پر تصورات میں کھویا رہتا اور ان میں اپنے والدین کو گدھوں کی طرح سمجھتا جو ہر وقت اس پر جھپٹنے کو تیار رہتے ؛ چناں چہ اپنے بچاؤ کی خاطر خیال ہی خیال میں انہیں قتل کرکے آزاد ہو جاتا ۔ اس قسم کے دوسرے تصورات بھی اس کے ذہن میں ایک تسلسل کے ساتھ یکے بعد دیگرے آتے رہتے اور اس کے اندر کش مکش ، خوف و ہراس اور احساس گناہ پیدا کرتے رہتے ۔ وہ اپنا غصہ کسی پر نکال نہیں سکتا تھا ، اس لیے یہ غصہ پلٹ کر اسی کو متاثر کرتا تھا ، اور وہ ہر وقت

Marfat.com
Marfat.com

غم ناک اور افسردہ رہتا تھا ۔ کھیل کود میں کوئی دل چسپی نہ لیتا؛ نہ ہی پڑھنے لکھنے میں کسی قسم کا شوق ظاہر کرتا ۔ اس ٹسٹ سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ اُس کی ابتدائی نشو و نما تسلی بخش نہ ہوئی تھی ۔ گندہ رہنے کی خواہش بھی کافی نمایاں نظر آئی جو اُس کے جارحانہ جذبات کو اور بھی بھڑکاتی رہتی تھی ۔ مزید ذہنی تنزل کی وجہ سے منہ کے ذریعے تسکین حاصل کرنے کی خواہش بہت بڑھ گئی تھی، اس لیے اُس کو کھانے پینے اور چوسنے کی چیزوں میں بہت دل چسپی تھی ۔ اسی لیے انگوٹھا چوسنے اور دانتوں سے ناخن کاٹنے کی عادت بھی اس عمر تک جاری تھی ۔

لائق اور نالائق بچوں کا نفسیاتی مطالعہ کرکے ہم نے یہ تحقیق کیا کہ گو بنیادی طور پر سب کے سب بچے بہت ذہین تھے مگر اُن میں سے کئی بچے مختلف وجوہات کی بنا پر پڑھائی میں پوری دل چسپی نہ لے سکتے تھے ۔ اُن میں سے سب سے اہم وجہ اُن کی ذہنی اور جذباتی کش مکش تھی، جس کی بنا پر وہ اپنی ذہانت سے پورا پورا فائدہ نہ اٹھا سکتے تھے ۔ اس چھان بین میں دو قسم کے نالائق بچے دریافت ہوئے ۔ ایک جو بہت زیادہ جارحانہ قسم کے شرارتی، لڑاکے، چڑچڑے، ضدی، خود غرض اور خود رائے تھے ۔ چھوٹے بھائی بہنوں کے حقوق کو قبول نہ کرتے ۔ بڑوں سے اُن کا طرز عمل گستاخی اور لاپرواہی کا رہتا ۔ جن باتوں سے روکا جاتا جان بوجھ کر وہی کرتے ۔ ان کے دل میں کسی کے لیے کسی قسم کا احترام نہ تھا ۔ پڑھنے لکھنے کو بڑوں پر احسان سمجھتے ہوئے نہ پڑھتے نہ لکھتے ۔ ہمیشہ

Marfat.com
Marfat.com

اسی کوشش میں رہتے کہ موقع ملنے پر سکول سے بھاگ جائیں ۔ باوجود مار پیٹ کے اکثر جھوٹ بولتے ، چوری کرتے اور اپنی الٹی سیدھی حرکات سے بڑوں کا دم ناک میں کر کے انھیں اپنے خلاف اکساتے رہتے ۔

دوسری قسم کے جو بچے تشخیص ہوئے ، وہ مندرجہ بالا قسم کے بالکل بر عکس تھے ۔ وہ بہت افسردہ ، دل شکستہ اور خستہ حال نظر آتے تھے ۔ بے حد حساس ہونے کی وجہ سے ادنیٰ سی محرومی کو بھی برداشت نہ کر سکتے تھے ۔ خود اعتمادی بالکل نہ تھی ، ہر وقت دوسروں کا سہارا ڈھونڈتے تھے اور نہ ملنے پر خوف و ہراس اور سخت قسم کی بے چینی کا شکار ہو جاتے ۔ طرح طرح کے اندیشے انھیں ستانا شروع کر دیتے ۔ اگر آن کی خواہشات اور تمنائیں ٹھکرائی جاتیں تو انھیں لڑ جھگڑ کر پورا کرنے کی بجائے کسی چیز کی خواہش کرنا ہی چھوڑ دیتے اور بے نیازی اور کنارا کشی کا سا طرز عمل اختیار کر کے اپنے تصورات میں پناہ لیتے ۔ وہ اپنی مشکلات اور محرومیوں کو محسوس کرنا بھی نہیں چاہتے تھے ۔

اس نفسیاتی چھان بین کا ایک نتیجہ یہ نکلا کہ اگر بچے کو ماں کا دودھ چھ مہینے سے ایک سال کی عمر تک پیار اور محبت کے ساتھ صحیح طریقے سے پلایا جائے اور اس کو بلاوجہ وقت کی پابندی کے وہم سے بھوکا نہ رکھا جائے اور دودھ چھڑاتے وقت احتیاط کی جائے کہ اسے صدمہ نہ ہو تو اس کی منہ کے ذریعے لذت اٹھانے کی جبلت کی تسکین ہو جاتی ہے اور آئندہ زندگی میں وہ زبان چوسنے یا انگوٹھا چوسنے ، دانتوں سے ناخن کاٹنے اور

Marfat.com
Marfat.com

چوری کرنے کی بد عادات کا شکار نہیں ہوتا ۔ اس طرح اگر گندہ رہنے کی خواہش بھی وقت مقررہ پر پوری ہو جائے تو بچے تشدد پسند ، ضدی اور غلیظ نہیں ہوتے ۔ بستر پر پیشاب کرنے کی عادت جو ناخوش بچوں میں پائی گئی، وہ بھی اُن کے اندر جارحانہ جذبات ، خوف و ہراس اور محبت نہ ملنے کی وجہ سے پیدا ہوگئی تھی ۔ اس مطالعے میں والدین کا باہمی مناقشہ بچوں کی ذہنی کش مکش کا ایک بہت اہم سبب ثابت ہوا ہے ، کیوں کہ اس طرح بچوں کے دل میں غیر محفوظ ہونے کے احساسات بہت زیادہ پیدا ہوگئے تھے ۔ بچے لڑائی کی وجہ تو سمجھ نہیں سکتے تھے ، اتنا ضرور محسوس کرتے تھے کہ ماں اور باپ اپنا غصہ ہمیشہ اُن ہی پر نکالتے ہیں ۔ شاید اس لیے کہ وہ اُن کی ولادت سے ناخوش ہیں اور اُن کے دل میں اُن کے لیے محبت کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا ۔ ان کو ایک بوجھ سمجھتے ہوئے تنگ آ کر ان سے چھٹکارا پانا چاہتے ہیں ۔ ان احساسات کا نتیجہ یہ نکلا کہ بچوں میں بھی محبت اور پیار کے جذبات پیدا نہ ہوسکے اور انھوں نے بھی خود غرضی اور بغض اور عناد ہی کو صحیح طریقہ سمجھا اور اس پر عمل کرتے رہے ۔

بعض اوقات والدین اپنی ناکامیوں اور محرومیوں کو اپنی اولاد میں پورا کرنا چاہتے ہیں ، لیکن بچوں میں اتنی ذہانت اور ایسے رجحانات نہیں ہوتے کہ وہ والدین کے خواب کی تعبیر بن سکیں ۔ پھر بھی اُن کو زیادہ پڑھنے پر مجبور کیا جاتا ہے اور ان سے سختی برتی جاتی ہے جس کی وجہ سے اُن کے اندر ذہنی کش مکش پیدا ہو کر ان کو

Marfat.com
Marfat.com

بالکل ہی نکما بنا دیتی ہے ۔ اس لیے والدین کو چاہیے کہ پہلے وہ اپنے بچوں کے قدرتی رجحانات معلوم کرنے کی کوشش کریں ، پھر ایسے حالات پیدا کریں کہ وہ ان کو تکمیل کو پہنچا سکیں ۔

اب ہم لائق بچوں کی نفسیات کے متعلق جو معلومات اس مطالعے میں حاصل ہوئیں اُن کا ذکر مختصر طو پر کرتے ہیں ۔ یہ سب بچے پڑھنے لکھنے میں بہت دلچسپی لیتے تھے ۔ بہت ہوشیار اور ہونہار تھے ۔ اپنی خواهشات کو پورا کرنے کی انتہائی کوشش حقیقت میں کرتے تھے ۔ سکول میں ہر قسم کے کھیل کود ، ڈرامے ، اور بحث مباحثے وغیرہ میں پورا حصہ لیتے تھے ۔ خود اعتمادی اور خود رائے ہونے کے باوجود بڑوں کی رائے کا ہر طرح احترام کرتے ۔ فرماں برداری سے پیش آتے اور دوستوں کے حلقے میں ہر دل عزیز رہتے ۔ اُن کی اخلاق تربیت نے ان کو دوسروں کی عزت کرنا اور اپنی عزت کروانا سکھا دیا تھا ۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ آپس میں لڑتے جھگڑتے نہ تھے ۔ دراصل زندگی کو کامیاب بنانے کے لیے خود اعتمادی اور کسی حد تک احساسِ برتری کا ہونا ضروری ہے اور یہ احساسات آدمی کے طرز عمل کو قدرے جارحانہ بنا دیتے ہیں ، تاکہ وہ حالات کا مقابلہ کر سکے ، ورنہ دوسرے لوگ جو اسی قسم کے جذبات رکھتے ہیں اس کو دبا لیں گے ۔

ایک اور بہت اہم بات جو ان بچوں میں پائی گئی وہ اُن کے اندر محرومی کو برداشت کرنے کی قوت تھی ۔ وہ چھوٹی محرومیوں کی پروا بھی نہ کرتے ۔ اگر

Marfat.com
Marfat.com

برداشت نہ کرسکتے تو کسی دوسرے صحیح طریقے سے تسکین حاصل کر لیتے تھے ، اس لیے وہ حالات کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال لینے کی خاصی قابلیت رکھتے تھے - انھوں نے اپنی اخلاق تربیت کی وجہ سے اچھی بری باتوں میں تمیز کرنا سیکھ لیا تھا ، اس لیے اُن کی کوشش ہوتی کہ کوئی ایسی حرکت نہ کریں جس سے کسی کو نقصان پہنچے - اپنی خواہشات کو بھی قابو میں رکھنا خوب جانتے تھے اور سزا اور جزا کا مطلب بھی اچھی طرح سمجھتے تھے - اُن کی صحت مند شخصیت کا راز اُن کا ماحول تھا جو خوش قسمتی سے ایسے سمجھ دار والدین ملنے سے حاصل ہوا تھا جو اچھی طرح جانتے تھے کہ بچوں کی پرورش کیوں کر کی جاتی ہے - جب وہ خود بچے تھے انھوں نے اپنے والدین کے طرز عمل کو اپنا لیا تھا ، کیوں کہ بچہ ہمیشہ والدین کی نقل کرتا ہے - اس نقل کی بنا پر بچے بڑے ہونے پر بالکل اپنے والدین ہی کی نقل کرتے ہیں - اگر والدین پیار کرنے والے ہوں وہ بھی اسی طرح پیار کرنا سیکھ جاتے ہیں - چھوٹی لڑکی گڑیا کے ساتھ بالکل وہی سلوک کرتی ہے جو اُس کی ماں بچپن میں اُس کے ساتھ کرتی تھی -

اس مطالعے سے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ اگر والدین کی ازدواجی زندگی خوش گوار ہو تو بچے کی نفسیاتی نشو و نما بالکل صحیح ہوتی ہے - دوسرے گھر میں سب افراد کا ایک دوسرے کی عزت کرنا اور اُن کے جذبات کی قدر کرنا خود اعتمادی اور محفوظ ہونے کا احساس پیدا کرتا ہے - تیسرے ، ننھے بچے کی ایسی آزادی جس میں وہ اپنی

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com

باب ششم

مریض بچوں کا تجزیۂ نفس

اس مطالعے میں ہمارا پہلا مریض جس کا تجزیۂ نفس کالج کلینک میں کیا گیا ، وہ بارہ برس کا ایک بچہ تھا جو انگریزی سکول کے چوتھے سٹینڈرڈ میں تعلیم حاصل کر رہا تھا - پڑھنے لکھنے کا شوق بالکل نہ ہونے کی وجہ سے جماعت میں سب سے نالائق تھا - گھر میں سب سے بڑا اور اکلوتا بیٹا تھا - صرف ایک چھوٹی بہن اور تھی جسے وہ بہ ظاہر بہت پیار کرتا تھا - بچپن میں اُسے ماں کے دودھ سے محروم رھنا پڑا ، کیوں کہ وہ بہت کمزور تھی اور اتنا دودھ نہ اُترتا تھا کہ بچہ اُس سے سیر ہو سکے - اس لیے اُس کی پرورش ولایتی دودھ پر ہوئی تھی جس کے پینے سے گو وہ ہمیشہ گریز کرتا تھا ، لیکن وقت مقررہ پر اُسے پینا ھی پڑتا تھا - اُسے پیٹ کی تکلیف اکثر رھتی - خوراک بھی اچھی طرح ھضم نہ ھوتی - اس لیے بہت کمزور تھا - ایک برس کی عمر میں میعادی بخار میں مبتلا ھو جانے سے بہت ھی دبلا پتلا ھو گیا تھا - اس کی خوراک اور تربیت کا خاص خیال رکھا جاتا تھا - اُسے گندی عادات سے بچانے کے لیے بہت زیادہ صاف ستھرا رکھا جاتا - زمین پر اُترنے یا مٹی پانی وغیرہ سے کھیلنے کی اجازت نہ دی جاتی تھی - رونے چلانے اور ضد کرنے پر ڈانٹ دیا جاتا تھا ، کیوں کہ والدین

Marfat.com

کا خیال تھا کہ بچے کو نہ روکنے سے اُس کی عادات بگڑ جاتی ھیں ۔ اُس کو کھلونے تو کافی تعداد میں دیے جاتے ، لیکن ساتھ ھی احتیاط سے کھیلنے اور سنبھال کر رکھنے کی بھی تنبیہ کی جاتی تھی ۔ اگر اتفاق سے کوئی کھلونا ٹوٹ جاتا تو اسے بہت ڈانٹا ڈپٹا جاتا تھا ۔

کھانے پینے کی چیزوں سے اُسے شروع ھی سے نفرت تھی ، اس لیے کھانے کو ھمیشہ ٹالنے کی کوشش کرتا ۔ بعض اوقات دن بھر بھوکا ھی رھتا ۔ اُسے دودھ اور دودھ کی دوسری بنی ھوئی چیزوں سے سخت نفرت تھی ، یہاں تک کہ سفید رنگ کی کوئی چیز نہ کھا سکتا تھا ۔ اُسے اکثر متلی کی شکایت رھتی ، لیکن قے نہ ھوتی تھی ۔ کھانسی اکثر اٹھتی جو گھبراھٹ کے موقعوں پر بہت زیادہ ھو جاتی تھی ۔ اسے دور کرنے کے لیے مختلف دوائیں آزمائی گئیں ، لیکن کسی کا بھی خاطر خواہ اثر نہ ھوا ۔ والدہ بہ ظاھر تو اُس سے بہت محبت اور شفقت سے پیش آتی اور اُس کی ضروریات کا بہت خیال رکھتی ، لیکن طبیعت کی سخت گیر ثابت ھونے کے باعث بچے کے جذبات کو نہ سمجھ سکتی تھی ۔ اس لیے اکثر اُس کی مرضی کے خلاف عمل کرتی جس سے بچے کو سخت غصہ آتا ، لیکن وہ اپنے جذبات کے اظہار کی جرأت نہ کر سکتا تھا ۔ اس کی ذھنی اور اخلاقی تربیت کرتے وقت بھی اُس پر پابندیاں اس طریقے سے عاید کی جاتیں جو اُس کے غصے ، نفرت اور باغیانہ جذبات کو بھڑکاتی تھیں ۔ والد بھی بچے سے ایک حد تک دلچسپی لیتا تھا ، لیکن پڑھائی سے دلچسپی نہ لینے اور دوسری معمولی شرارتوں کی بنا پر بچے کو اکثر پیٹا بھی کرتا تھا ۔ بھائی بہن کا آپس میں لڑنا جھگڑنا بھی اُس سے

Marfat.com

برداشت نہیں ہوتا تھا ، اس لیے ہر وقت ڈانٹ ڈپٹ کر خاموش رہنے کی تنبیہ کرتا رہتا تھا ۔

چوں کہ بچے کو پڑھائی سے دلچسپی نہ تھی اس لیے جب بھی اس کو پڑھنے کو کہا جاتا تو وہ گھبرا جاتا اور اس گھبراہٹ میں جو سبق یاد ہوتا اسے بھی بھول جاتا اور نیا سبق آسانی سے نہ سمجھ سکتا تھا ۔ سبق یاد کرنے کے لیے اسے بار بار پڑھنا پڑتا ۔ قوت حافظہ کمزور ہونے کے باعث جلد اسے بھول بھی جاتا تھا ۔ اس لیے وہ اس مشقت سے ہمیشہ جی چراتا تھا ۔ سکول میں اس کی تعلیمی ترقی دوسرے بچوں کی نسبت بہت کم تھی ۔ عموماً جماعت میں نالائق بچوں ہی میں شمار ہوتا تھا ۔ لیکن بہت محنت کرنے سے کچھ ترقی کر لیتا اور لڑکوں جیسا بن جاتا تھا ۔ وہ اپنے استادوں سے بہت ڈرتا تھا ۔ خاص طور پر اردو کے استاد سے جس کی مار کا خوف اسے اکثر ستاتا رہتا ۔ اسے تصویریں دیکھنے کا بہت شوق تھا ۔ گھنٹوں اکیلا بیٹھا کتابوں کی تصویریں دیکھا رہتا ، لیکن پڑھتا نہ تھا ۔ وہ بہت سست اور کاہل تھا ۔ ہر کام کو ٹال جاتا ۔ اگر کرنا ہی پڑ جاتا تو بہت آہستہ آہستہ کرتا اور جلد ہی تھک جاتا ۔ شرمیلا ہونے کی وجہ سے آسانی سے دوست نہ بنا سکتا اور نہ ہی کسی کو دوست بنانا پسند کرتا تھا ۔ اس لیے عموماً اکیلا ہی بیٹھا اپنے خیالات میں کھویا رہتا اور آواز دینے پر چونک پڑتا تھا ۔ بے حد ڈرپوک تھا ۔ چناں چہ لڑائی جھگڑے سے گریز کرتا اور دوسرے کی مرضی کے مطابق عمل کرنے پر فوراً رضامند ہو جاتا تھا ۔ اپنی عمر سے بڑے لڑکوں یا بالغوں سے دوستی پسند کرتا تھا ۔

Marfat.com

تشدد پسند نہ ہونے کی وجہ سے بہت احتیاط کے
ساتھ کھیلتا کہ کوئی چیز ٹوٹ نہ جائے - اپنے کھلونوں
کی بھی بہت حفاظت کرتا تھا - مٹی اور پانی وغیرہ سے نہیں
کھیلتا تھا - پھول پودے لگانے کا اُسے بہت شوق تھا ،
لیکن ہاتھ اور کپڑے گندے ہو جانے کے خوف سے اس
خواہش کو پورا کرنے سے گریز ہی کرتا تھا - جانوروں
سے اُسے بے حد دلچسپی تھی - اُنہیں پالنا بھی چاہتا تھا لیکن
اُن سے ڈرتا بھی بہت تھا -

والدہ کے ساتھ بے حد محبت ہونے کی وجہ سے ہر
وقت اُس کے ساتھ ہی رہتا اور خود اعتمادی کی عدم
موجودگی اُسے کہیں اکیلا جانے نہ دیتی تھی - گاڑیوں کے
ٹکرا جانے کے خوف سے وہ بس اور ریل گاڑی کے سفر سے
گریز کرتا تھا - اگر سفر پر مجبور ہو جاتا تو جتنی دیر
بھی گاڑی میں بیٹھتا ، خوف زدہ اور حواس باختہ رہتا - نیند
بہت ہلکی تھی - معمولی سی آہٹ سے فوراً جاگ اٹھتا - بستر
پر پڑے ہوئے دیر تک بے زاری سے کروٹیں بدلتا رہتا -
اگر نیند آ جاتی تو ڈراؤنے خواب اُسے چین سے نہ سونے
دیتے - تھوڑی دیر بعد اکثر ڈر کر اُٹھ بیٹھتا - جنگل میں
کھو جانا اور جنگلی جانوروں کا اُس پر حملہ کرنا یا پہاڑ کی
چوٹی پر سے گرنا وغیرہ ، اکثر خواب میں دیکھا کرتا -
پھر وہ سونے کے خیال سے ہی ڈرنے لگا اور اس طرح
'شب بیداری' کا شکار ہو گیا -

جسمانی طور پر بہت کمزور اور لاغر تھا - اُس کے
منہ اور ناک میں تشنجی حرکات پیدا ہوتی تھیں جن سے
وہ بہت گھبراتا تھا اور احساس کمتری کی وجہ سے کسی

Marfat.com

غیر کے سامنے جانے سے گریز کرتا تھا ۔ اس کی ایک ٹانگ اور انگلیوں میں درد رہتا تھا ۔ ایک دفعہ پڑھتے ہوئے بے ہوش بھی ہو گیا ۔ نزلہ ، زکام ، گلے کی خرابی اور بخار میں اکثر مبتلا رہتا ، اس لیے گیارہ برس کی عمر میں گلے کا آپریشن کروایا گیا ۔ لیکن پھر بھی اس کی صحت میں خاطر خواہ فرق نہ پڑا ۔ اگر گھر میں کوئی بیمار ہو جاتا تو بہت حساس ہونے کی وجہ سے بہت متاثر ہوتا اور اس سے بے حد ہمدردی کے ساتھ پیش آتا ۔ مر جانے کا خوف اس کو بے حد بے چین اور خوف زدہ رکھتا تھا ۔ پاکستان بننے پر جو فسادات ہوئے ان کی وجہ سے اس نے بہت زیادہ خوف زدہ رہنا شروع کر دیا تھا ۔

جب اس کی ذہانت جانچنے کے لیے ٹسٹ دیے گئے تو پہلے وہ بہت گھبرایا ، لیکن حوصلہ افزائی کے بعد ٹسٹ دینے پر رضامند تو ہو گیا ، لیکن گھبراہٹ پھر بھی اس کے چہرے پر نمایاں تھی ۔ اس نے بہت بے دلی کے ساتھ ٹسٹ دیے ۔ جب دل چسپی لیتا تو مشکل سوال بھی بہ آسانی حل کر لیتا ۔ لیکن بعض اوقات بہت آسان سوال بھی ذہانت دب جانے کی وجہ سے صحیح طور پر حل نہ کر سکتا تھا ۔ پھر بھی مجموعی طور پر اس کی ذہانت اپنی عمر کے بچوں سے کچھ زیادہ ہی نکلی ۔ اندرونی خدشات اور ذہنی کش مکش کے مارے اس کا دماغ کچھ شل سا رہتا تھا ۔ صحیح طور پر کوئی کام نہ کر سکتا ، اس لیے اس کو ہر کام کرنے میں تامل اور تردد ہوتا تھا ۔ ان الجھنوں کے باوجود اس کا مقیاس ذہانت ۱۱۲ نکلا ۔

بنیادی شخصیت کے ٹسٹ سے یہ انکشاف ہوا کہ

Marfat.com

۔سی اور جذباتی طور پر بہت زیادہ گھٹا گھٹا رہنے سے اُس کے تصورات کی پرواز بہت محدود ہو گئی تھی اور وہ ایک مکمہم قسم کے اضطراب کا شکار بن چکا تھا ۔ والد کے خلاف نفرت اور حقارت کے جذبات لا شعور میں دب جانے سے مختلف قسم کے اندیشوں میں نمایاں ہو رہے تھے جن کی وجہ سے اُس کو جنگلی جانوروں کا بہت ڈر رہتا کہ کہیں اُسے مار نہ ڈالیں ۔ والدہ کے ساتھ جذباتی تعلقات میں محرومی اُس کے دل میں غیر محفوظ ہونے کے احساسات پیدا کر رہی تھی ۔ اس لیے ان سے بچنے کے لیے وہ ماں سے ایک لمحے کو بھی جدا نہیں رہ سکتا تھا ۔ اُسے ماں کا دودھ نہ ملنے کا بہت صدمہ تھا ۔ اس محرومی کی بنا پر وہ اپنے تصورات میں والدہ کو کھا جانا چاہتا تھا ۔ چوں کہ کھانے کی اس خواهش میں جارحانہ جذبے کی آمیزش ہو گئی تھی ، اس لیے اب وہ ہر چیز کو کھانے سے اپنے کو گناہ گار محسوس کرتا تھا ۔ خاص طور پر دودھ اور دودھ کی بنی ہوئی ایسی چیزیں یا سفید چیزیں جن کا تعلق لاشعور میں ماں کے دودھ کے ساتھ پیدا ہو چکا تھا ، ان سے گریز کرکے وہ اپنے حقارت آمیز تصورات اور نتیجے کے طور پر احساس گناہ سے بچنا چاہتا تھا ۔ چناں چہ کھانے پینے سے گریز کرنا اُس کی ایک علامت بن گئی تھی ۔

بچپن کی گندہ رہنے اور تشدد پسندی کی جبلت بھی والدہ کی سخت گیری اور صاف ستھرا رکھنے کے جنون سے اُس کے اندر دب گئی تھی ۔ وہ گندہ ہونے سے ڈرتا اور کھیلتے وقت بھی کھلونوں کو احتیاط سے رکھتا تاکہ وہ ٹوٹ نہ جائیں ۔ اس لا شعوری دباؤ کی وجہ سے وہ بہت

Marfat.com

منکسر، شرمیلا اور ڈرپوک بن گیا تھا۔ اس میں خود اعتمادی بالکل نہ رہی تھی۔ اپنے آپ میں کھو جانے سے بیرونی دلچسپی ختم ہو چکی تھی۔ وہ کسی کو دوست نہ بناتا۔ سب کو مشکوک نظروں سے دیکھتا۔ لیکن بڑی عمر کے لوگوں میں اپنے آپ کو زیادہ محفوظ محسوس کرتا، اس لیے دوست بنانے میں ان کو ترجیح دیتا تھا۔ ان ابتدائی عارضی جبلتوں کے دب جانے سے اس میں کئی مخصوص جسمانی علامات بھی پیدا ہو گئی تھیں جو اس کی ذہنی اور جذباتی کش مکش کا جسمانی اظہار کرتی تھیں، اس لیے ان پر دواؤں وغیرہ کا کوئی اثر نہ ہوتا، یا عارضی اثر ہونے کے بعد تکلیف پھر شروع ہو جاتی تھی۔

اس بچے کا تجزیۂ نفس کالج کلینک میں کھلونوں وغیرہ کے ذریعے کیا گیا جو تقریباً دو ماہ جاری رہا جس سے وہ ذہنی اور جذباتی طور پر بالکل ٹھیک ہو گیا اور اب تک نفسیاتی طور پر بالکل تندرست ہے۔

بے حد ڈرپوک اور شرمیلا ہونے کی وجہ سے اس نے پہلے دن کلینک میں اکیلے آنے سے انکار کر دیا اور اپنی والدہ کو مجبور کیا کہ وہ اس کے ساتھ رہیں۔ جب اس کو کھلونوں سے کھیلنے کو کہا گیا تو خاموش بیٹھا رہا۔ کبھی کھلونوں کو دیکھتا، کبھی والدہ کو۔ جب اس کی حوصلہ افزائی کی گئی اور پیار کے ساتھ کھلونوں کے پاس لے جایا گیا تو اس نے سب سے پہلے پستول اٹھایا، لیکن پھر فوراً واپس رکھ دیا۔ جب اسے اس کے ساتھ کھیلنے کو کہا گیا تو اس نے پستول اٹھا کر ایک گڈے کو نشانہ بنایا اور دو تین فائر کر دیے۔ پھر دوسرے

Marfat.com

کھلونوں کو اٹھاتا ، دیکھتا اور تھوڑی دیر کھیلنے کے بعد رکھ دیتا ۔ آخر دو تین دن کے بعد اس نے کھیلنے میں دلچسپی لینی شروع کر دی ۔ پھر کئی دنوں تک وہ پستول ، بندوق ، ہوائی جہاز اور فوجی سپاہیوں وغیرہ کے کھلونوں سے کھیلتا رہا ۔ اس کا پسندیدہ کھیل تھا میدان جنگ کا نقشہ پیش کرنا ، جس میں دشمنوں پر گولا باری کرنا اور سپاہیوں کو گولیوں اور سنگینوں کا نشانہ بنانا وغیرہ شامل ہوتا تھا ۔ اس دوران میں اس نے اصلی بندوق لینے کی خواہش ظاہر کی ، لیکن والد کے خوف کے مارے اس خواہش کو دبا دیا کہ وہ نہیں لے کر دیں گے اور ماریں گے ۔ لیکن وہ اپنے کھیلوں کے دوران میں کلینک کی بندوق سے گڈے ، گڈیوں ، جانوروں اور جنگلی درندوں کو برابر مارتا رہا ۔ بعض اوقات گڑیا کے جسم کو کیلوں سے چھلنی کرتا ۔ پھر غصے میں آ کر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ۔ اس کیفیت میں اس کا چہرہ سرخ ہوتا ، ہاتھ کانپتے اور کھیل چھوڑ کر وہ ماں کے پاس بھاگ جاتا اور اس کی گود میں سر چھپا کر رونا شروع کر دیتا ۔

کچھ عرصہ بعد اس نے ڈرائنگ میں دلچسپی لینی شروع کر دی ۔ کئی قسم کی تصاویر بناتا ۔ ہوائی جہاز کی تصویر بنانا اسے بہت پسند تھا ، لیکن اس کے پنکھے نہیں بناتا تھا ۔ پھر اس نے گھر بنانے شروع کیے جن میں کھانے کا کمرہ خاص طور پر نمایاں ہوتا ۔ اس میں کرسیوں پر والد ، والدہ ، بہن اور بھائی کو خیال ہی خیال میں بٹھلاتا ۔ پھر اس نے ریت اور پانی سے کھیلنا شروع کیا ۔ اس کھیل

Marfat.com

میں وہ بہت دلچسپی لیتا تھا۔ پہاڑ ، سرنگیں اور مکان اکثر بناتا۔ مکان میں وہی کھانے کا کمرہ ہوتا جس میں سب لوگ بیٹھے کھانا کھا رہے ہوتے۔ مگر لڑکا خود کھانا نہیں کھاتا اور والدہ منانے کی کوشش کر رہی ہے۔ ''یہ لڑکا کیوں کھانا نہیں کھاتا۔'' ''میں نے وجہ پوچھی تو اس نے جواب دیا ، کیوں کہ ماں کو اس سے نفرت ہے اس لیے یہ لڑکا کچھ نہ کھائے گا۔ ماں اس کو پیار نہیں کرتی اور ڈیڈی ہر وقت ڈانٹتے رہتے ہیں۔'' اس کھیل سے اس نے اپنے اور والدین کے تعلقات کو بہ خوبی ظاہر کر دیا تھا۔

اب اس نے ریل گاڑی چلانے میں دل چسپی لینی شروع کر دی۔ یہ ریل گاڑی پہاڑوں اور سرنگوں میں سے گزرتی۔ اسے جنگلی جانوروں اور ڈاکوؤں سے جو غاروں میں چھپے ہوتے ، بچانے کے لیے بندوقوں والے سپاہی پہرے پر لگاتا تاکہ لوگوں کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ بعض اوقات گاڑی پل پر سے گزرتی ہوئی دریا میں گر جاتی تو کرین سے اسے نکالتا۔ جب گاڑی اور موٹر کی ٹکر ہوتی تو بہت خوش ہوتا۔ اس طرح انجن اور موٹر کی ٹکر کا کھیل بہت کھیلتا تھا۔

اس علاج کے دوران میں اس کے پسندیدہ کھیل ، بندوق چلانا ، گاڑی چلانا ، موٹر اور انجن کی ٹکریں لگانا ، انجن کو سرنگوں میں سے گزارنا ، ریت کے گھر اور مختلف چیزیں بنانا ، پانی اچھالنا ، لکڑی کے ٹکڑوں کی مختلف چیزیں بنانا ، لکڑی میں کیل گاڑنا ، میکینو سے چیزیں بنانا وغیرہ تھا ، جن میں وہ تمام وقت مصروف رہتا اور پوری دلچسپی کا اظہار کرتا تھا۔ اس نفسیاتی علاج کا اثر یہ ہوا کہ آہستہ

Marfat.com

آہستہ آہستہ اُس کی علامات دور ہونی شروع ہو گئیں ۔ اب وہ پڑھائی میں پوری دل چسپی لیتا ۔ بھوک کھلنی شروع ہو گئی ۔ خوشی کے ساتھ پیٹ بھر کے کھانا کھاتا ۔ اُس نے ہم عمر دوست بنانے شروع کر دیے ۔ اُن کے ساتھ کھیل کود میں مصروف رہتا ۔ خود اعتمادی اور کچھ جارحانہ انداز پیدا ہو جانے سے اب وہ اپنی باتیں دوسروں سے منوانا بھی چاہتا تھا ۔

دو ماہ کے علاج کے بعد وہ پاکستان سے باہر چلا گیا اور نو مہینے کے بعد جب واپس لوٹا تو پہلے سے بہت بہتر نظر آ رہا تھا اور اُس کی صحت خاصی سدھر گئی تھی ۔ اس کی والدہ کا بیان تھا کہ اب وہ بہت ہوشیار ہو گیا ہے ۔ اکیلا بس اور گاڑی کا سفر کر لیتا ہے ۔ پڑھائی میں بھی دلچسپی لینی شروع کر دی ہے اور خود بہ خود دل لگا کر سکول کا کام کرتا رہتا ہے ۔ دوستوں کے ساتھ کھیل کود میں پوری دلچسپی لیتا ہے اور سب سے دوستانہ طور پر پیش آتا ہے ۔ اب اُس کی والدہ بالکل مطمئن ہو چکی تھی ۔ چنانچہ علاج بند کر دیا گیا ۔ اُس کی نفسیاتی اصلاح کا اندازہ لگانے کے لیے دو دن کے لیے اُسے مشاہدے کے لیے کلینک میں پھر بلایا گیا ۔ اب اُس کی ذہانت پہلے سے بہت بڑھ چکی تھی ۔ مقیاس ذہانت ۱۲۵ نکلا ۔ اُس کے کھیل پہلے سے بالکل مختلف تھے ۔ اب وہ تندرست بچوں کی طرح کھیلتا تھا ۔ علاج بند کرنے کے ساڑھے تین برس بعد جب اُس کی والدہ سے اتفاقاً ملاقات ہوئی تو اُس نے بتایا کہ وہ بالکل تندرست ہے اور اپنی تعلیم میں پوری دلچسپی لے رہا ہے ۔ اور اُس کی تعلیمی ترقی بہت تسلی بخش تھی ۔

Marfat.com

(۲) ہمارا دوسرا مریض جس کی عمر تیرہ برس تھی، ساتویں جماعت کا طالب علم تھا۔ بہ ظاہر بہت چست و چالاک نظر آتا لیکن جماعت میں سب سے نالائق لڑکا تھا۔ چھٹی جماعت میں ایک دفعہ فیل بھی ہو چکا تھا۔ پڑھائی میں دلچسپی نہ لیتا۔ انگریزی اور حساب میں بہت کمزور تھا۔ اس کے تین بڑے بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ خود گھر میں سب سے چھوٹا لڑکا تھا۔ اس کو والدین سے سخت شکایت تھی کہ وہ اس کو پیار نہیں کرتے اور بھائی ہر وقت ڈانٹ ڈپٹ کرتے رہتے ہیں۔ والد اس کو اکثر پڑھائی سے دل چرانے پر پیٹا کرتا تھا۔ گھر کا ماحول ناخوش گوار ہونے کی وجہ سے اس لڑکے کی کوشش ہوتی کہ زیادہ دیر باہر ہی رہے۔ اکثر ایسے لڑکوں کے ساتھ وقت گزارتا جن کا چال چلن مشکوک ہوتا جس کی وجہ سے اکثر اس کو پیٹا جاتا۔ لیکن اس کے طرز عمل میں کوئی خاطر خواہ تبدیلی نہ آتی تھی۔ اس کا انداز کچھ باغیانہ ہو گیا تھا۔ وہ کسی کی پروا نہ کرتا اور احساس برتری کی وجہ سے اپنے آپ کو اپنے استادوں سے بھی لائق سمجھتا، اس لیے ان سے پڑھنے سے انکار کر دیتا۔ وہ اپنی والدہ اور بڑی بہن کو اچھا سمجھتا تھا۔ پیٹ کے درد کی شکایت اسے اکثر رہتی جو عموماً صبح کے وقت زیادہ ہوتی تھی۔ پڑھتے وقت بہت گھبرا جاتا اور غلطیاں کرنی شروع کر دیتا جن کی بنا پر استاد اور والد دونوں ہی بہت بری طرح پیٹتے تھے۔ چنانچہ پڑھنے میں غلطی کرنے کے خوف سے پڑھنا ہی نہ چاہتا تھا۔ وہ اپنے استادوں کو اکثر ظالم اور برا کہتا اور اپنی تعلیمی کمزوری کا کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر پیش کر دیتا۔

Marfat.com

تشدد پسند ہونے کی وجہ سے دوسرے لڑکوں سے اکثر دھینگا مشتی کرتا اور جب شکایتیں استاد اور والد تک پہنچتیں تو پھر پٹتا ۔ اس طرح ہر وقت اپنی الٹی سیدھی حرکات سے وہ دوسروں کو مشتعل کرتا اور سزا پاتا تھا ۔ اُسے دوسروں کو تکلیف پہنچا کر خود سزا بھگتنے کی عادت سی پڑ گئی تھی ، جسے وہ غیر ارادی طور پر پورا کرتا رہتا تھا ۔

ذہانت جانچنے کے ٹسٹ اُس نے بڑی خوداعتمادی کے ساتھ دیے ۔ بنیادی طور پر بہت ذہین ہونے کی وجہ سے اُس نے کئی مشکل ٹسٹ کم وقت میں اور اپنی سے بڑی عمر کے کئی ٹسٹ بہ آسانی کر لیے جن کی بنا پر اُس کی ذہنی عمر تقریباً چودہ برس نکلی اور مقیاس ذہانت ۱۱۰ درجے پایا گیا ۔

اُس کی بنیادی شخصیت کے ٹسٹ میں جذباتی کش مکش کافی نمایاں نظر آئی ۔ یہی اُس کی ذہانت پر اثر انداز ہو رہی تھی اور اُس کی توجہ کو کسی مرکز پر قائم نہ ہونے دیتی تھی ۔ اس لیے اُس کو پڑھنے میں دقت محسوس ہوتی ۔ چونکہ والد اور اُستاد سے اُس کو نفرت تھی اس لیے انھیں سزا دینے کو بھی پڑھنا نہیں چاہتا تھا ۔ عورتوں میں کسی چیز کی کمی اور ہم جنس میں دلچسپی کے غیر شعوری تصورات بھی اُس کے اندر اضطراب پیدا کر رہے تھے ، جن سے بچنے کے لیے اُس نے باغیانہ رویہ اختیار کر رکھا تھا ۔

اُس نے کلینک میں مختلف قسم کی کھیلوں کے ذریعے جن تصورات کو خارجی طور پر مجسم شکل میں

Marfat.com

پیش کیا آن میں زیادہ تر ہم جنس سے دلچسپی تھی جو اس کی نفسیاتی جنسی نشو و نما کی رکاوٹ کا اظہار کر رہی تھی - یہ دلچسپی والد کی سخت گیری اور خوف و ہراس کی وجہ سے پیدا ہو گئی تھی - اس ذہنی تنزل کی وجہ سے جنس مخالف میں کشش محسوس کرنے کی بجائے اس کی توجہ ہم جنس کی طرف پھر گئی تھی - یہ غیر فطری دلچسپی اس میں سخت قسم کا اضطراب اور احساس گناہ پیدا کر رہی تھی جو سزا ملنے سے اور بھی بڑھ جاتا تھا - اسی تنزل کی بنا پر چھوٹے بچے کی طرح اس کے اندر جارحانہ جذبات، ضد اور الٹی سیدھی باتیں کر کے دوسروں کو مشتعل کرنے کی عادت پیدا ہو گئی تھی - استاد اور والد کی مخالفت اور سخت قسم کی نفرت کا باعث بھی یہی بات تھی - وہ اپنے احساس گناہ اور احساس کمتری کو جو ان جارحانہ جذبات کی بنا پر پیدا ہو رہی تھی، یوں رفع کرنے کی کوشش کرتا کہ لاشعوری طور پر احساس برتری اور اور بے پروائی کا رویہ اختیار کر لیتا - اگر اس کو کسی کم زوری کا احساس دلایا جاتا تو بجائے سمجھنے اور اپنے آپ کو سدھارنے کے وہ دوسروں میں عیب ڈھونڈنے شروع کر دیتا - اس طرح اپنی کم زوری دوسروں پر چسپاں کر کے خود کو بری الذمہ اور پاک صاف ظاہر کرتا تھا - جب کسی کا یہ طرز عمل ہو تو اس میں کسی قسم کی بہتر تبدیلی کا امکان نہیں رہتا، اس لیے مار پیٹ کا اس کے رویے پر کوئی اثر نہ ہوتا تھا -

گھر میں سب سے چھوٹا لڑکا ہونے کے باعث والدہ اور بڑی بہن اس کو بہت چاہتی تھیں اور اس کو اس قسم کا پیار

Marfat.com

حاصل کرنے کی عادت پڑ گئی تھی - لیکن چھوٹی بہن کے پیدا ہونے سے قدرتی طور پر اس میں کمی آ گئی تھی - اس لیے وہ اپنے تصورات میں چھوٹی بہن سے سخت نفرت کرتا اور والدہ کو بھی جس نے اسے چھوڑ کر بہن کو ترجیح دی اور اس سے پیار کرنا شروع کر دیا ، اپنے خیالات میں جن کا اظہار وہ مختلف کھیلوں میں کرتا ، والدہ کو اپنانے کی کوشش کرتا اور والد کی جگہ اس لیے اپنے آپ کو تصور کرتا کہ والدہ کی محبت حاصل ہو سکے ، جیسا کہ عموماً ایڈی پس الجھن (Oedipes complex) میں ہوتا ہے - بعض اوقات اس قسم کے جنسی کھیل کھیلتے ہوئے وہ یک دم رک جاتا اور کوئی دوسرا کھیل شروع کر دیتا - ان لا شعوری طریقوں سے احساس گناہ کے مارے وہ اپنے تصورات کو دبانے کی کوشش کرتا تھا لیکن مناسب لا شعوری وجوہ ذہن نشین کر دینے سے اس کا یہ خوف دور ہو جاتا اور وہ از سرنو اپنا دل پسند کھیل شروع کر دیتا - اس طریقے سے یہ نفسیاتی علاج تقریباً ایک ماہ جاری رہا - اس دوران میں اس کی والدہ کو بھی سمجھایا گیا کہ بچے کے جذبات کو سمجھنے کی کوشش کرے اور محبت اور پیار سے کام لے - اس کا اثر بہت اچھا پڑا - اس کا انداز زندگی اور طرز عمل یکسر بدل گیا - پڑھنے میں دلچسپی لینی شروع کر دی ، اچھے دوست بنا لیے ، وقت پر گھر پہنچ جاتا ، والد کا بھی کہنا ماننا شروع کر دیا ، اور سب الٹی سیدھی حرکات کرنی بند کر دیں -

(۳) تیسرا مریض ایک ساڑھے دس برس کی بچی تھی جو جسمانی طور پر بالکل تندرست تھی لیکن اسے ہکلا کر

Marfat.com

باتیں کرنے کی عادت بہت چھوٹی عمر ہی میں پڑ گئی تھی - گھبراہٹ کی حالت میں اتنا زیادہ ہکلاتی کہ کوئی بات نہ کہہ پاتی ، بلکہ بہت دیر تک بولنے کی کوشش کرتی رہتی تھی - غصے کی حالت میں بھی اُس کی یہی کیفیت ہوتی تھی - سکول میں بھی سبق بھول جانے کے خوف سے بہت ہکلانا شروع کر دیتی تھی - اگر گانا گاتی یا کوئی دھن گنگناتی یا آہستہ آہستہ باتیں کرتی تو بالکل نہ ہکلاتی - یہ عادت اُسے چار سال کی عمر میں پڑی تھی ، جب کہ اُس کی والدہ نے غصے میں آ کر اُسے اٹھایا اور ایک صندوق پر دے مارا تھا ، کیوں کہ اُس نے والدہ کو سوتے سے جگا دیا تھا - اُس کی والدہ بہت بددماغ ، چڑچڑی اور غصیلی عورت تھی جو چھوٹی چھوٹی باتوں اور معصوم شرارتوں پر بھی بچوں کو ظالمانہ طریقے سے پیٹا کرتی تھی - جب سے لڑکی نے تتلانا شروع کیا وہ اور زیادہ تند مزاج ہو گئی تھی - اسے بات کرنے میں کچھ دیر لگتی تو غصے سے آگ بگولا ہو کر اسے ڈانٹتی اور پہلے سے بھی زیادہ پیٹتی - والدین بچی کی کسی قسم کی شرارت برداشت نہیں کرتے تھے - ہر وقت سنجیدہ رہنے کی تلقین کرتے ، معمولی معمولی باتوں پر سخت قسم کی سزا دیتے - اُن کے اس طرز عمل سے وہ ہر وقت سہمی رہتی - اب روز بہ روز اُس نے زیادہ ہکلانا شروع کر دیا - اس کے علاوہ کئی اور علامات بھی تھیں - مثلاً اگر وہ کوئی بری خبر سن لیتی تو شدید بے چینی اور گھبراہٹ محسوس کرتی - اکیلی سونے سے بہت ڈرتی تھی - اُس کے دو بھائی تھے اور ایک سب سے بڑی بہن ، جسے وہ پسند کرتی - چھوٹے بھائی سے بھی بہت پیار تھا ، لیکن بڑے

Marfat.com

بھائی کو بہت برا سمجھتی تھی کیوں کہ وہ اسے مارتا پیٹتا رہتا تھا ۔ والد کے ساتھ بھی تعلقات اتنے خوش گوار نہ تھے کیوں کہ وہ بھی پڑھاتے وقت مارتے تھے ۔ اس کی نیند تسلی بخش نہ تھی ۔ دیر تک بستر پر بے چینی سے کروٹیں بدلتی رہتی اور اکثر جن بھوت خواب میں دیکھتی اور ڈر کر اٹھ بیٹھتی ۔ دن کے وقت بھی اس کی بے چینی میں کچھ کمی نہ آتی ۔ بعض اوقات زیادہ اضطراب کے باعث متلی ہوتی اور قے بھی کر دیتی تھی ۔

اس لڑکی نے ذہانت کے ٹسٹ میں کافی دلچسپی ظاہر کی اور ہر ٹسٹ کو وقت مقرر سے پہلے کامیابی کے ساتھ حل کر لیا ۔ اس میں کسی قسم کی 'نفسیاتی رکاوٹ' ظاہر نہ ہونے پائی ۔ وہ اپنے ذہن کا پورا پورا فائدہ اٹھا رہی تھی ۔ اس کی ذہانت اپنی عمر کے بچوں سے دو سال زائد تھی اور مقیاس ذہانت ۱۱۹ نکلا ۔

بنیادی شخصیت کے ٹسٹ میں جذباتی کش مکش کا اظہار کافی نمایاں نکلا ۔ والدہ کا خوف و ہراس اس کے اندر طرح طرح کے اندیشے پیدا کر رہا تھا ۔ اس کے خلاف لا شعوری جارحانہ جذبہ شدت میں قاتلانہ بن چکا تھا ۔ ماں کو کچا کھا جانے کے خیالات ابھر رہے تھے ، لیکن ماں کے انتقام لینے کے خوف کے مارے وہ لا شعوری طور پر انھیں دبا دیتی تھی ۔ بعض اوقات غصے کی کیفیت میں والدہ اسے ایک ڈاین کی شکل میں نظر آتی ۔ چنانچہ ڈرتی کہ کہیں وہ اسے کھا نہ لے ۔ اس کا یہ اندرونی کھٹکا بیرونی طور پر جنگلی جانوروں کے خوف میں نمایاں ہو رہا تھا ۔ وہ ڈرتی تھی کہ وہ اسے کھا نہ جائیں ۔ یہ اندیشے ظاہر کرتے

Marfat.com

تھی کہ منہ کے ذریعے اس کی تسکین حاصل کرنے کی جبلت پوری نہ ہو سکی تھی ۔ لا شعوری طور پر اس کا تعلق اس کے ہکلانے کی علامات کے ساتھ بہت گہرا تھا ۔

اس لڑکی کا نفسیاتی علاج کالج کلینک میں کیا گیا جو تقریباً دو ماہ جاری رہا ۔ پانچویں نشست کے بعد اس نے کچھ افاقہ محسوس کرنا شروع کر دیا ۔ علاج کے اختتام پر وہ بڑی آسانی سے کتاب پڑھ لیتی تھی ۔ بات چیت میں بھی روانی آ گئی تھی ۔ خوف و ہراس جو اس پر ہر وقت طاری رہتا تھا ، وہ بھی دور ہو گیا تھا ۔

اس کا علاج مختلف طریقوں سے کیا گیا جن میں پڑھنا ، بات چیت ، ڈرائنگ ، کھیل کود ، کھلونوں سے کھیلنا وغیرہ شامل تھا ۔ اس کے علاوہ سانس لینے کے خاص طریقے بھی عمل میں لائے گئے ۔ کلینک میں اسے بندوق اور پستول چلانے کے کھیل بہت پسند تھے ۔ ان میں بہت مصروف رہتی اور اکثر گڑیا کو اپنا نشانہ بناتی تھی ۔ ماں اور بہن کے ساتھ دشمنی کا اظہار اس نے اپنے کئی اور کھیلوں میں بھی کیا جن کی مناسب توجیہ کی گئی اور یوں اس کے احساس گناہ کو دور کرنے کی کوشش کی گئی ۔ اس میں ابتدائی عمر کی محبت حاصل کرنے کو بچہ بننے کی خواہش بہت نمایاں تھی ۔ ماں کے سخت گیر ہونے سے اس کی یہ خواہش پوری نہ ہوئی تھی ، اس لیے ذہنی تنزل کے باعث اس میں جارحانہ جذبات ابھر آئے تھے ۔ انھیں جب زبان کے ذریعے ظاہر کرنا چاہتی تو لاشعوری رکاوٹ کی وجہ سے تتلانا شروع کر دیتی تھی ۔

عموماً دیکھا گیا ہے کہ ایسے مریضوں کے سانس

Marfat.com

کی روانی میں بھی فرق آجاتا ہے۔ اکثر اوقات غصے کی حالت میں جذبات کی شدت بڑھ جانے سے یہ کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ یا بہت چھوٹے بچے جو اچھی طرح سانس لینا نہیں جانتے ، اس قسم کی رکاوٹ محسوس کرتے ہیں۔ اکثر بچوں میں زیادہ رونے سے بھی سانس کا اکھڑ جانا دیکھنے میں آیا ہے۔ اچانک صدمے یا خوف کی حالت میں بھی شدید جذبات پیدا ہو جانے سے سانس کا تسلسل ٹوٹ جاتا ہے اور آدمی تتلانا شروع کر دیتا ہے۔ صاف ، سہل اور خوش گوار گفتگو کے لیے ضروری ہے کہ سانس روانی سے آئے۔ اگر سانس کی رفتار سست یا تیز ہو جائے یا پٹھوں میں کھچاؤ پیدا ہو یا چھاتی پر دباؤ ہو تو اس کی روانی میں فرق آجانے سے بولنے میں رکاوٹ پیدا ہو گی۔ اگر طبیعت کے خلاف اپنے آپ کو بولنے پر مجبور کیا جائے تو پھر بھی ہکلانے کی سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح ہکلانے سے احساس کمتری پیدا ہوتا ہے اور پھر یہ احساس سانس کی روانی میں دخل انداز ہو کر ہکلاہٹ کو اور بھی زیادہ کر دیتا ہے۔ اس طرح اندرونی خوف و ہراس سانس کی روانی کو بگاڑ کر یہ بیماری پیدا کر دیتا ہے۔ جب تک غیر شعوری خوف کو دور نہ کیا جائے انسان تندرست نہیں ہو سکتا۔

(۴) ہمارا چوتھا مریض ایک سولہ برس کا لڑکا تھا جو دسویں جماعت کا طالب علم تھا۔ وہ پڑھائی میں پہلے تو بہت اچھا تھا لیکن ایک سال سے لکھنے پڑھنے سے اس کی دل چسپی روز بہ روز کم ہو رہی تھی۔ اس کے خیالات پراگندہ رہتے ، اس لیے پوری توجہ کے ساتھ پڑھ نہ سکتا

Marfat.com

تھا ۔ جو کچھ پڑھتا اُسے یاد نہ رہتا ۔ اُس کو اپنے خیالات میں کھو جانے کی عادت پڑ گئی تھی ۔ گھنٹوں تصورات کی دنیا میں گم رہتا ۔ بد خوابی کا بھی شکار ہو چکا تھا ۔ جب سوتا ، دن ہو یا رات ، احتلام ہو جاتا تھا ۔ بعض اوقات دو تین مرتبہ احتلام ہو جاتا جس کی وجہ سے اُس کو طرح طرح کے اندیشے ستاتے اور سخت دل برداشتہ اور افسردہ رہتا ۔ اس کے علاوہ اس کی گردن میں سخت درد رہتا تھا جس پر کسی دوا کا ذرا بھی اثر نہ ہوتا تھا ۔

یہ لڑکا اپنے بھائی بہنوں میں سب سے بڑا تھا ۔ پرورش بہت لاڈ پیار میں ہوئی تھی ۔ اُس کو کسی بات سے بھی محروم نہ رکھا جاتا ۔ ہر خواہش فوراً پوری کر دی جاتی تھی ۔ والدین بچے کے ختنے کی تکلیف کو ضرورت سے زیادہ محسوس کر کے ٹالتے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ختنہ تقریباً سات آٹھ برس کی عمر میں ہوا ۔ اُس کی ایک بڑی اور چھ چھوٹی بہنیں تھیں ۔ ایک چھوٹا بھائی تھا ۔ ان سب کے ساتھ اُس کے تعلقات بہت اچھے تھے ۔ خاص طور پر بہنوں سے بہت پیار تھا ۔ اکثر اُن کے ساتھ کھیلتا ۔ والدہ کے ساتھ بھی تعلقات بہت اچھے تھے ۔ دونوں ایک دوسرے کو بہت چاہتے تھے ۔ اُسے جنسی شعور بہت چھوٹی عمر میں حاصل ہو گیا تھا ۔ والدہ اس کو جنسی دل چسپی لینے اور جنسی کھیل کھیلنے سے اکثر روکتی ۔ اس وجہ سے وہ والدہ سے چڑ جاتا اور چاہتا کہ وہ اس کی جنسی زندگی میں کسی قسم کا دخل نہ دے ۔ آٹھ برس کی عمر میں وہ ایک لڑکی کے ساتھ جنسی تعلقات پیدا کرتا ہوا پکڑا گیا

Marfat.com

جس کی بنا پر والدہ نے اسے بہت ڈانٹا ۔ اس کے بعد پڑھائی کے سلسلے میں وہ والدہ سے جدا ہو گیا اور دادی کے پاس رہنے لگا جو اسے والدہ سے بھی زیادہ چاہتی اور کسی بات سے نہ روکتی تھی ۔ یہاں رہ کر اس کی جنسی دلچسپی اور زیادہ بڑھ گئی ۔ خواہش پوری کرنے کے لیے اس نے نہ صرف لڑکیوں میں بلکہ لڑکوں میں بھی جنسی دلچسپی لینی شروع کر دی ۔ رفتہ رفتہ عادت سی پڑ گئی جسے وہ باقاعدہ پورا کرتا رہا ۔ ایک دفعہ پکڑا گیا تو اس کو سخت سزا دی گئی جس کی وجہ سے وہ بہت ڈر گیا اور شرمندگی کے باعث اس عادت کو دبانے لگا ۔ اب وہ حقیقت میں ایسی کوئی حرکت نہ کرتا تھا لیکن اپنے خیالات میں ہر وقت کھویا رہتا اور احتلام کی کثرت کی وجہ سے پریشان رہتا تھا ۔

اب اس کی پریشانی کی علامت 'شب بیداری' تھی ۔ نیند نہ آنے کی حالت میں لڑکیوں کے متعلق سوچتا رہتا ۔ یہ لت اسے تیرہ برس کی عمر میں پڑی اور روز بہ روز بڑھتی چلی گئی ۔ لیکن نیند آ جانے پر بھی اس قسم کے خواب دیکھتا جیسے کوئی لڑکی اسے بلا رہی ہے ، اسے اشارے کر رہی ہے ۔ مگر جب اس کے پاس جاتا تو اسے احتلام ہو جاتا ۔ بعض اوقات پانچ چھ لڑکیاں خواب میں یوں آتیں کہ ایک اڑ رہی ہے اور دوسری کچھ کھا رہی ہے ۔ وہ نیچے ہے اور اس سے کھانے کی چیز مانگتا ہے تو وہ دے دیتی ہے ۔ اس طرح لڑکی سے محبت ہو جاتی ہے اور پھر کچھ دیر کے بعد احتلام ۔ اس قسم کے خوابوں میں یا تصورات میں وہ رات دن کھویا رہتا ۔ احتلام ہو جانے پر اسے مختلف قسم کے توہمات پریشان کرتے کہ وہ کم زور

Marfat.com

ہو رہا ہے ، گھل گھل کر مر جائے گا وغیرہ ۔ یا والدین کہیں گے کہ اس کو اتنا کھلاتے پلاتے ہیں مگر اس پر کوئی اثر ہی نہیں ہوتا ۔ کبھی خیال آتا کہ جب شادی ہوگی تو کیا ہوگا ۔ بیوی کیا کہے گی ۔ یہ احساس ایک خوف سا طاری کر دیتا ۔ بعض اوقات خواب میں بہت نزدیکی رشتہ داروں مثلاً ماں ، بہن ، چچی وغیرہ کے ساتھ بھی جنسی فعل یا فعالیت پائی جاتی تو جاگنے کے بعد اسے سخت احساس گناہ ہوتا اور وہ چاہتا کہ ایسے خواب نہ آئیں ، یا وہ مر جائے یا اپنا عضو تناسل کاٹ پھینکے وغیرہ ۔

اس کو سنیما دیکھنے کا بہت شوق تھا ۔ ہر روز ایک دو فلمیں دیکھتا ، یا گھنٹوں اپنے تصورات میں کھویا رہتا اور عجیب و غریب جنسی افسانے سوچتا رہتا ۔ مثلاً ایک حسین لڑکی کو کسی ڈاکو سے بچاتا ہے ۔ پھر اس سے محبت ہو جاتی ہے ۔ اس لڑکی کی بڑی بہن کہتی ہے کہ مرد بہت بے وفا ہوتے ہیں ، ان پر بھروسا نہیں کرنا چاہیے ۔ پھر وہ لڑکی دوسروں سے محبت کرکے اسے دغا دیتی ہے اور اس کے کسی دوست سے شادی کر لیتی ہے ۔ پھر لڑکی کو احساس ہوتا ہے کہ میں نے بہت برا کیا ۔ سب مرد بے وفا نہیں ہوتے ۔ چناں چہ وہ پچھتاتی ہے اور پھر ملنے آتی ہے اور جب محبت کا اظہار کرتی ہے تو احتلام ہو جاتا ہے ۔ اسی طرح دوسرا افسانہ شروع ہوتا ہے ۔ جیسے یہ لاہور کسی کالج میں پڑھتا ہے ۔ وہاں ایک لڑکی اس سے محبت کرنا شروع کر دیتی ہے ۔ دوسرے لڑکے حسد کرتے ہیں ۔ ایک دن خوب لڑائی ہوتی ہے جس میں یہ زخمی ہو جاتا ہے ۔ وہ لڑکی اس کی خیریت

Marfat.com

پوچھنے گھر آتی ہے ۔ جب اس کی قربانی کا ذکر اور اپنی محبت کا اظہار کرتی ہے تو اسے احتلام ہو جاتا ہے ۔ اس طرح خیالات اور تصورات کا ایک تانتا سا بندھ جاتا ۔ ایک کہانی کے بعد دوسری شروع ہو جاتی اور وہ اپنے دوستوں کو مجبور کرتا کہ وہ اس کے مسلسل افسانے سنتے رہیں ۔ بعض اوقات یہ کہانیاں بہت لمبی ہو جاتیں ۔ پانچ چھ گھنٹے لگاتار سنانے کے باوجود ختم نہ ہوتیں ۔ دوست تنگ آ کر بھاگ جاتے ۔ اگر وہ کسی کام میں بھی مصروف ہوتا تو اس قسم کے افسانے اس کے ذہن میں خود بہ خود بنتے رہتے تھے اور وہ ایک لمحہ بھی ان سے چھٹکارا نہ پا سکتا تھا ۔

والد باوجود اسے پیار کرنے کے اس کی بدکاریوں سے سخت پریشان رہتے تھے ، جس کا بچے کو بہت احساس تھا ۔ وہ اکثر اپنے آپ کو برا بھلا کہتا کہ والد اس سے ناخوش ہیں ۔ والد کو اس کی رومانی قسم کی خط و کتابت بھی بہت نا پسند تھی ۔ اس کے خطوط وہ اکثر کھول کر پڑھ لیتے اور اس کو ڈانٹتے ڈپٹتے تھے ۔ وہ اپنے والد سے بہت زیادہ ڈرتا ۔ ان کے سامنے جانے سے گریز کرتا اور اپنے آپ کو نادم اور حقیر سمجھتا ۔ یہ احساس اسے مارے ڈالتا کہ اس کی جو خبر بھی والد تک پہنچتی ہے وہ بری ہوتی ہے اور وہ ان کو خوش نہیں رکھ سکتا ۔ وہ اپنے والد کو خطوط کے ذریعے یقین دلانے کی کوشش کرتا کہ سب بری عادات چھوڑ دے گا مگر اس ارادے پر عمل نہ کرسکتا تھا ۔ وہ والد کے خوف کو اپنے آپ پر سے یہ کہہ کر دور کرنے کی کوشش کرتا کہ وہ ناراض

Marfat.com

نہیں ہیں - لیکن پھر بھی ان سے خوف کھاتا اور شرمندگی کے مارے ان کے سامنے اپنی ضروریات کا اظہار نہ کر سکتا تھا - اس قسم کے توہمات اس کے احساس گناہ کو ظاہر کرتے - پھر یہی احساس گناہ سزا کے طور پر ایسے خیالات کو اور بھی زیادہ شدید کر دیتا تھا - اس طرح وہ خیالات کے ایک بھنور میں پھنسا رہتا جس سے چھٹکارا پانا اس کے بس کی بات نہ رہی تھی -

جب اس کو ذہانت کا ٹسٹ دیا گیا تو اس نے بڑے شوق سے سوالات حل کرنے شروع کر دیے - جب وہ اپنے خیالات میں کھویا ہوتا تو معمولی سوال بھی حل نہ کر سکتا تھا - لیکن جب پوری توجہ سے کام لیتا تو بڑی عمر کے بچوں کے لیے مخصوص سوالات کو بھی بہ آسانی حل کر لیتا تھا - اس کا مقیاس ذہانت ۱۱۵ درجے نکلا -

بنیادی شخصیت کے ٹسٹ میں اس کی ذہنی کشمکش کافی نمایاں تھی ، جس کی خاص وجہ جنسی ہیجان اور والد کا خوف تھا - وہ لاشعوری طور پر اپنے والد سے بہت زیادہ نفرت کرتا تھا - یہی دشمنی اس کے اندر بدلے کا خوف پیدا کر رہی تھی - جنگلی جانوروں کا اس پر حملہ کرنا ، دشمنوں کا اس کو غار میں بند کر دینا ، پہاڑ کی چوٹی پر سے گرنا وغیرہ ، یہ مناظر اس کے تصورات میں بہت پائے جاتے تھے - اس کے اندر بہت چھوٹے بچے کے جذبات بھی کافی نمایاں طور پر نظر آئے - ماں کی گود میں کھیلنا ، دودھ پینا اور ماں کی محبت حاصل کرنے کا جذبہ شدت سے موجود تھا - غصے اور بچپن میں گندہ رہنے کی جبلت کی محرومی اور ان کو پورا کرنے کا جذبہ اس کے

Marfat.com

تصورات میں موجود تھا۔

اس مریض کا نفسیاتی علاج کالج کلینک میں تقریباً ایک ماہ جاری رہا۔ اس دوران میں یہ کوشش کی گئی کہ اس کے لاشعوری جنسی تصورات کو جن کا اظہار افسانوں کی شکل میں ایک تسلسل کے ساتھ جاری رہتا تھا، شعور میں لایا جائے اور اس کے ساتھ جو احساسِ گناہ پیدا ہوتا تھا اس کو دور کیا جائے، تاکہ وہ اپنے آپ کو نیک سمجھے اور علامات کے ذریعے ناکردہ گناہوں کی سزا اپنے آپ کو نہ دے۔ اس طریقِ علاج سے اس نے افاقہ محسوس کرنا شروع کیا۔ پانچویں نشست کے بعد احتلام کی شکایت دور ہونی شروع ہوگئی اور رفتہ رفتہ وہ بالکل تندرست آدمی کی طرح ہوگیا۔ حقیقت پسند ہو جانے سے اس کا کہانیاں سنانے کا جنون ختم ہوگیا۔ تعلیم میں دل چسپی لینی شروع کر دی۔ والد سے تعلقات بہتر ہو گئے۔ ان سے ڈرنے کی بجائے اب وہ ان کی عزت کرتا تھا۔ ہم جنس میں دل چسپی بھی سیدھی سادی دوستی میں بدل گئی۔ لڑکیوں کے متعلق جنونی قسم کے جنسی خیالات آنے بند ہوگئے۔ اب وہ بہت خوش تھا، جیسے کسی دلدل میں سے نکل آیا ہو جس میں سے نکلنے کی پہلے وہ جتنی کوشش کرتا اتنا ہی اس میں دھنستا جا رہا تھا۔

اس کے تجزیۂ نفس میں جو باتیں تحقیق ہوئیں ان میں سے اس کا سات برس کی عمر میں ختنہ ہونا، آٹھ برس میں والدہ سے جدائی اور دادی کا بہت زیادہ لاڈ پیار کرنا اور 'ایڈی پس' خیالات کا جنسی ہیجان اور خوف بہت اہمیت رکھتے تھے۔ اس کا اپنی والدہ اور بہنوں کے متعلق یا اپنی

Marfat.com

لڑکیوں کے متعلق جو ان سے اور دادی سے مشابہت رکھتی تھیں جنسی ہیجانات سے متاثر ہونا اور والد کے لیے نفرت کا جذبہ رکھنا اس کے اندر سخت کش مکش پیدا کر رہے تھے ، جن سے بچنے کے لیے اور ذہنی تنزل کے باعث اس نے غیر شعوری طور پر ہم جنسوں میں دلچسپی لینی شروع کر دی تھی ۔ بد فعلی کی سزا ملنے کے بعد جب اسے یہ دل چسپی بھی چھوڑنی پڑی تو اس نے اپنے تصورات میں پناہ لے لی ۔ چوں کہ یہاں اسے کوئی پکڑنے اور سزا دینے والا نہ تھا ، اس لیے اب وہ اپنے تصورات ھی میں پوری تسکین حاصل کر لینا چاھتا تھا ۔ لیکن تسکین چوں کہ صرف حقیقت ھی میں اور جذبات ھی کے ذریعے مل سکتی ھے ، اس لیے وہ اپنے خیالات کو جنون کی طرح دھرائے جاتا تھا ۔ لیکن یوں کسی قسم کی تسکین نہ مل سکتی تھی ۔ اس کی بجائے خواھش نے ایک 'وھم ھاوی' (Obsession) کی شکل اختیار کر لی ۔ احتلام کا کثرت سے ھونا اس خواھش اور خوف کو بہ یک وقت ظاھر کر رھا تھا ۔ وہ اپنے اس طرزِ عمل کے ذریعے غیر شعوری طور پر اپنی جنسی خواھش سے نجات حاصل کرنا چاھتا تھا ۔ لیکن یہ خواھش بھی اس کے اندر خوف کا باعث بن رھی تھی ، کیوں کہ وہ نامرد بننا نہیں چاھتا تھا ۔ جوں جوں اس کے ناپاک خیالات درست ھونے شروع ھوئے اور اس نے تصورات اور حقیقت میں امتیاز کرنا شروع کر دیا تو اس کے تعلقات اپنے والد سے بھی بہتر ھو گئے ۔ اب اس کی خواھش تھی کہ بالکل تندرست ھو کر والد کو بھی خوش کر دے ۔ اس کے علاوہ اب اس کو اپنی بدنامی کا بہت احساس ھونا بھی شروع ھو گیا

Marfat.com

تھا ، اس لیے چاہتا تھا کہ جلد تندرست ہو جائے تاکہ سب اُس کی تعریف کریں ۔ اس ذہنی تبدیلی نے جذباتی طور پر اسے صحت مند بنا دیا ۔ اس کی ذہانت بھی پہلے سے بہتر ہو گئی ۔ اب وہ مشکل کام بھی توجہ کے ساتھ بہ آسانی کرنے لگا ۔

(۵) اس مطالعے میں ہمارا پانچواں مریض ایک انیس سالہ نوجوان لڑکا ہے جس میں نفسیاتی علامات تیرہ برس کی عمر میں پیدا ہونی شروع ہو گئیں ، جب کہ وہ نویں جماعت کا طالب علم تھا ۔ اس نے دسویں جماعت تو بڑی جد و جہد کے بعد پاس کر لی لیکن اب ایف ۔ اے میں داخل ہوتے ہی علامات کی شدت اتنی زیادہ بڑھ گئی کہ وہ تعلیم میں بالکل دل چسپی نہ لے سکتا تھا ۔ دن بھر گھر میں پڑا اپنے تصورات میں کھویا رہتا ، جو روز بہ روز زیادہ تکلیف دہ بنتے جا رہے تھے ۔

اس کی چار بہنیں اور تین بھائی تھے ۔ خود سب سے چھوٹا تھا ۔ والدہ سخت گیر تھیں اور والد کو بھی اس سے کوئی دل چسپی نہ تھی ۔ گھر میں سب اس کے ساتھ تغافل برتتے اور اسے کسی قسم کی اہمیت نہ دیتے تھے ۔ ہر وقت گالی گلوچ کی بوچھاڑ رہتی ۔ معمولی غلطیوں پر پیٹا جاتا تھا اور اس کو احساس دلایا جاتا کہ وہ یوں ہی پیدا ہو گیا ، اس کی کوئی ضرورت نہ تھی وغیرہ ۔ اس قسم کے سلوک کی تاب نہ لا کر وہ اکثر مر جانے کی خواہش کرتا اور کہا کرتا کہ میں دریا میں ڈوب کر مر جاؤں گا یا کوٹھے پر سے چھلانگ لگا دوں گا ، وغیرہ ۔ ان حالات میں اس کی ایک خالہ نے رحم کھا کر اسے متبنّیٰ بنا لیا تھا ۔ یہ خالہ ادھیڑ

Marfat.com

عمر کی کنواری عورت تھی اور محکمۂ تعلیم میں ملازم تھی ۔ وہ بھی اس گھر میں رہتی تھی ۔ لڑکے کی ضروریات وہ پوری کر دیتی تھی ۔ لیکن محبت اور پیار کا وہ قدرتی جذبہ جو بچے میں خود اعتمادی اور تحفظ کا احساس پیدا کرتا ہے، اس میں موجود نہ تھا ۔ وہ بھی گھر کے دوسرے افراد ہی کی طرح اس سے سلوک کرتی تھی ۔ اس لیے مریض کا یہ خیال کہ گھر میں کوئی اسے نہیں چاہتا اس کے غیر محفوظ ہونے کے احساس کو روز بہ روز بڑھا رہا تھا ۔ اتنی بڑی دنیا میں وہ اپنے آپ کو اکیلا بھی محسوس کرتا اور مطعون بھی ۔ والدین کی بے اعتنائی اس قدر بڑھ چکی تھی کہ بچے کا ختنہ کرنا بھی ٹالتے چلے گئے ، یہاں تک کہ یہ رسم دس برس کی عمر میں مجبوراً ادا کی گئی ۔ پھر لا پروائی کے باعث اس کا زخم بھی خراب ہو گیا جس کے مندمل ہونے میں کئی مہینے لگ گئے ۔ اس دوران وہ سخت اداس اور پریشان رہا ۔ بھائی بہن اس کا مذاق اڑاتے لیکن وہ خاموشی سے سب کچھ برداشت کرتا ۔

جب وہ کالج کلینک میں اپنے تجزیۂ نفس کے لیے آیا تو وہ اس میں کئی قسم کی نفسیاتی علامات تھیں ، جن میں سے مندرجہ ذیل قابل ذکر ہیں ۔

پاگل ہو جانے کا وہم اسے بہت ستاتا تھا ۔ وہ رات دن اسی پریشانی میں رہتا کہ اگر پاگل ہوگیا تو لوگ اس پر ہنسیں گے اور اس کا مذاق اڑائیں گے ۔ پھر یہ خوف اتنا زیادہ بڑھ گیا کہ اسے اندیشہ رہتا کہ کہیں اس کا سر ہی غائب نہ ہو جائے ۔ اس لیے تھوڑے تھوڑے وقفوں کے بعد اپنے سر کو ہاتھوں میں لے کر محسوس کرتا کہ

Marfat.com

موجود بھی ہے کہ نہیں - یا آئینہ دیکھتا رہتا - اسے اکثر محسوس ہوتا کہ اس کا دل بیٹھ رہا ہے ، اس لیے دل کی حرکت بند ہو جانے کا اندیشہ بھی اسے پریشان کیے رکھتا - اسی طرح اور کئی قسم کے خدشات اور شکوک اس کو کسی چیز سے دلچسپی نہ لینے دیتے - چناں چہ ہر کام کرنے میں اسے تامل ہوتا تھا - ایک عجیب و غریب علامت اس میں یہ پیدا ہو گئی کہ اسے محسوس ہوتا جیسے اس کے اندر کوئی چیز اوپر نیچے آ جا رہی ہے - اگر کہیں وہ دماغ تک پہنچ گئی تو دماغ پھٹ جائے گا - اس خوف سے وہ اپنا سانس روک لیتا تاکہ وہ چیز دماغ تک نہ پہنچ سکے - اس کوشش میں اس کا چہرا یوں تمتما اٹھتا جیسے بہت زور لگانے کی حالت میں ہوتا ہے - بعض اوقات اسے یہ معلوم ہوتا جیسے اس کا چہرہ چھوٹا ہو رہا ہے - چناں چہ ڈرتا کہ کہیں غائب ہی نہ ہو جائے ، اس لیے اپنا چہرا ہاتھوں میں تھامے رکھتا - ایسے احساسات مطالعہ کے وقت بہت زیادہ پیدا ہوتے - کسی وقت اسے یہ بھی معلوم ہوتا جیسے اس کا وجود ہی نہیں اور وہ ایک سائے کی طرح چل پھر رہا ہے - بازار میں چلتے وقت اپنے آپ کو اکثر کسی مکان کے ساتھ ایک یا اس کا ایک جزو سمجھتا - جب وہ مکان ختم ہو جاتا تو دوسرے کے ساتھ اپنے آپ کو ملا لیتا - چلتے چلتے کوئی گلی یا بازار آ جانے سے مکانات کا سلسلہ جب ٹوٹ جاتا تو اسے یوں معلوم ہوتا جیسے ساتھ ہی اس کا وجود بھی ختم ہو گیا ہے - اس تکلیف دہ احساس سے بچنے کے لیے وہ بھاگ کر اس خلا کو عبور کرتا اور پھر اطمینان سے دوسرے مکانات کے سامنے چلنا شروع کر

Marfat.com

دیتا ۔ لیکن چلتے وقت اس کے پاؤں بہت بھاری ہو جاتے ، چلنا بہت مشکل ہو جاتا ۔ اس ذہنی کیفیت میں اس کے خیالات کا دھارا خود بہ خود رواں رہتا ۔ دماغ میں گھٹن رہتی ۔ وہ اپنی توجہ کسی کام میں نہ لگا سکتا تھا ۔ چہرے پر ہوائیاں اڑی رہتیں ۔ احساس کمتری کے مارے کسی سے کھل کر بات بھی نہ کرتا ۔ اپنے آپ ہی میں کھویا رہتا تھا ۔ اسے مشت زنی کی عادت تھی اور جریان کی بیماری کا خدشہ ہر وقت لگا رہتا تھا ۔ اگر پیشاب کے بعد کچھ سفید رطوبت نکلتی تو اسے گھل گھل کر مر جانے کا خیال ستانا شروع کر دیتا ۔ چلتے پھرتے وقت بھی اسے یہ خیال رہتا کہ منی نکل رہی ہے ، اس لیے پتلون کھول کر دیکھتا کہ ناپاک تو نہیں ہو گیا ۔ اس قسم کے اندیشے اسے پچھلے ڈھائی سال سے ستا رہے تھے ۔ چلتے وقت جب پتلون ٹانگوں کے ساتھ رگڑ کھاتی تو ڈر جاتا ۔ پھر اپنے آپ سے کہتا 'توبہ کرو' پھر یہ احساس دور ہو جاتا تھا ۔ یہ خوف اسے پچھلے چھ ماہ سے تھا ۔ تپ دق ہو جانے کا وہم بھی اس پر طاری رہتا ۔ کسی حکیم سے سن لیا تھا کہ سو قطرے خون کے منی کا ایک قطرہ بناتے ہیں ۔ چنانچہ ڈرتا کہ اگر اس رفتار سے منی بہتی رہی اور ساتھ ساتھ خون گھٹتا رہا تو اسے تپ دق ہو جائے گی ۔ اس کے دل میں اپنی خالہ اور بہنوں اور ماں کے متعلق اکثر جنسی تصورات پیدا ہوتے جن سے وہ بے حد پریشان ہو جاتا اور اسے احساس گناہ ہوتا ۔ جب خواب بھی اسی قسم کے آنے شروع ہو گئے تو وہ مر جانے کی دعائیں مانگنے لگا ۔ یا سوچتا کہ عضو تناسل

Marfat.com

کاٹ ڈالے ۔ بلی سے بے حد ڈرتا ، اگر بلی کمرے میں آ جاتی تو باھر بھاگ جاتا ۔ اگر راستے میں مل جاتی تو گھر واپس لوٹ آتا ۔ کمرے میں سونے سے بے حد گھبراتا ۔ ڈرتا کہ کہیں چھت اس کے اوپر نہ گر جائے ۔ چناں چہ سردیوں کی راتیں اس کے لیے مصیبت کا پہاڑ بن جاتیں اور راتوں کو اکثر جاگتا رھتا ۔ گرمیوں میں پنکھے کے نیچے نہ بیٹھ سکتا ، ڈر رھتا کہ پنکھا اس کے اوپر نہ گر جائے ، اس لیے بہت دور ھٹ کر بیٹھتا ۔ اسے بہت شوق تھا کہ دوسرے اسے عقل مند سمجھیں ۔ چناں چہ جب سنجیدہ بننے کی کوشش کرتا تو اس کا چہرہ اور بھی سخت بن جاتا تھا ۔ اس بات کو خود اس نے اس طرح بیان کیا کہ ”جب کوے نے مور کی چال چلی تو اپنی چال بھی بھول گیا ۔“ چناں چہ میرا بھول پن بھی زائل ھو جاتا ھے اور میں زیادہ بیوقوف نظر آتا ھوں ۔

جب اس نے ذھانت جانچنے کے ٹسٹ دیے تو ان میں دلچسپی لینے کے لیے اسے بہت محنت کرنی پڑتی ، کیوں کہ اپنی مخصوص علامات کی وجہ سے اپنی توجہ ٹسٹ پر مرکوز نہیں کر سکتا تھا اور یہ کش مکش اس کے چہرے سے صاف ظاھر تھی ۔ وہ سوال کو سمجھنے اور اس کا صحیح جواب دینے کی بے حد کوشش کرتا لیکن پھر بھی چھوٹی چھوٹی غلطیاں کر جاتا ۔ اس قسم کی ذھنی رکاوٹ کے باوجود اس کا مقیاس ذھانت ۱۰۰ درجے نکلا جو اس کی عمر کے عام لڑکوں کے لحاظ سے تو متناسب تھا ، لیکن اس کی بنیادی ذھانت سے کم معلوم ھوتا تھا ، کیوں کہ دکئی باتوں سے اس کے ذھین ھونے کا ثبوت ملتا تھا ۔

Marfat.com

بنیادی شخصیت کے ٹسٹوں سے تحقیق ہوا کہ اندرونی کش مکش نے اس کی شخصیت کو مسخ کر دیا ہے اور وہ خوف اور غم کا ایک مجسمہ بن کر رہ گیا ہے ۔ اس کی وجہ سے وہ بلی سے لے کر خدا تک سب سے ڈرتا تھا ۔ اس کے اندر شدید نفرت کے جذبات بھی دبے ہوئے نظر آئے جن کے اظہار کی اس میں ہمت نہ رہی تھی بلکہ رد عمل کے طور پر وہ بے حد منکسرالمزاج اور اطاعت شعار بن گیا تھا ۔ بے حد خوف کی بنا پر اس کی دلچسپی بیرونی چیزوں سے ہٹ کر اندرونی کیفیات پر مرتکز ہوگئی تھی ۔ چناں چہ وہ اپنے جسم کے اندرونی عمل پر زیادہ غور کرتا رہتا تھا جس کی وجہ سے اس کے دل میں غلط قسم کے تصورات پیدا ہونے شروع ہو گئے تھے ، جو علامات کی شکل میں نمودار ہو رہے تھے ۔ اس کی شخصیت کی ساخت کے اجزا سالم نہ رہنے سے اس کو چیزیں بھی بکھری ہوئی یا ٹکڑوں میں نظر آتی تھیں ، جس سے اس کی پریشانی میں اور بھی اضافہ ہو جاتا تھا ۔

اس مریض کا تجزیۂ نفس تقریباً ایک برس جاری رہا جس میں اس نے وقفوں کے ساتھ ایک سو پچاس نشستیں لیں ۔ اس دوران میں اس کی زندگی کے عجیب و غریب حالات اور اس کے اپنے نظریات کا انکشاف ہوا ۔ اس کو ہم جنس میں دلچسپی چھوٹی ہی عمر میں پیدا ہوگئی تھی ۔ بھائی کے ساتھ بھی اس قسم کے تعلقات رہے تھے اور بد فعلی کی بنا پر اسے سزا بھی مل چکی تھی ۔ کئی مرتبہ لڑکیوں کے ساتھ جنسی کھیل کھیلتا ہوا پکڑا بھی گیا تھا اور اس کی بڑی بہن نے اسے بہت مارا پیٹا تھا ۔ چناں چہ ان

Marfat.com

تلخ تجربات کی بنا پر اب وہ حقیقت میں دلچسپی لینے سے ڈرتا اور اکثر جنسی تصورات ہی میں کھویا رہتا جو اس کے جذبات کو اور بھی برانگیختہ رکھتے اور جن کے نکاس کے لیے اس نے مشت زنی شروع کر دی ۔ جنسی خوابوں کی کثرت کی وجہ سے وہ اکثر ناپاک بھی ہو جاتا تھا ۔ خواب میں اکثر بہن اور خالہ آتیں ۔ چناں چہ تنگ آ کر اس کو اپنا عضو تناسل کاٹ پھینکنے کا خیال بھی آ جاتا تھا کہ نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری ۔ ان باتوں سے وہ اپنے آپ کو بہت برا اور گناہ‌گار سمجھتا کیوں کہ اس کے نظریے سے جنسی خیالات صرف برے لوگوں ہی کو آتے ہیں ۔ جب اس نے بیرونی خوف اور اندرونی احساس گناہ کے مارے اپنی جنس کو دبانے کی کوشش کی تو چہرہ چھوٹا اور سر تن سے جدا ہونے کی علامات پیدا ہونی شروع ہو گئیں جو اشاریت کی طرز میں اس کے نامرد ہو جانے کے لاشعوری خوف کو ظاہر کر رہی تھیں ۔ اس کے علاوہ اس کو اپنے عضو تناسل کے چھوٹا ہونے کا بھی بہت وہم تھا ۔

مریض سات برس تک تو اپنی خالہ کے ساتھ سوتا رہا ۔ پھر اس نے اپنی بڑی بہن کے ساتھ سونا شروع کر دیا ۔ اس دوران میں وہ خواب میں چوروں اور ڈاکوؤں کو دیکھنے لگا ۔ ویسے بھی اس قسم کے خیالات اسے ستاتے اور وہ بہن کے ساتھ لپٹ کر سوتا اور اسے مجبور کرتا کہ وہ اپنا چہرہ اس کی طرف رکھے جس پر وہ اکثر اسے ڈانٹتی اور علیحدہ سونے کی دھمکی دیتی ۔ اگر وہ نہ مانتی تو کم از کم اس کی گردن پر ہاتھ رکھ کر ضرور سوتا ، کیوں کہ اس کے بغیر اسے نیند نہ آتی تھی اور یہ عادت اس کی خالہ

Marfat.com

نے اُسے ڈالی تھی ۔ یہ سلسلہ تقریباً تیرہ چودہ برس کی عمر تک چلتا رہا ۔ جب بہن نے ساتھ سلانے سے بالکل انکار کر دیا تو اس نے اپنے بھائی کے ساتھ اسی طرح سونا شروع کر دیا اور اب تک اُسی کے ساتھ سو رہا تھا ، کیوں کہ اکیلا سونے سے ڈرتا تھا اور اُسے نیند نہ آتی تھی ۔ اس دوران میں وہ اپنے بھائی کے عضو تناسل کو اکثر لمس کرتا ۔ اس کے اندر جنسی خواھش اور خوف کے ملے جلے جذبات پیدا ہوتے جن کو وہ دباتا ۔ چناں چہ پر سکون نیند نہ سو سکتا تھا ۔ اسے سانپوں کے خواب اکثر اوقات آتے ، جیسے وہ اس کے پیچھے بھاگ رہے ھیں یا اس کو کاٹ رہے ھیں اور وہ شل سا ھو کر بھاگ نہیں سکتا یا کوئی بڑا سا خنجر لیے اس کے پیچھے بھاگ رہا ہے وغیرہ ۔

چھوٹی ھی عمر میں جنسی بیداری نے اس کے باطن میں سخت کش مکش پیدا کر رکھی تھی ۔ پھر گھر کے حالات اور اس کے اپنے تصورات بھی اس بیداری کو مشتعل کر رہے تھے ۔ کوئی خاطر خواہ جنسی اخراج نہ ھونے کی وجہ سے اس کے اندر ذھنی کھچاؤ پیدا ھو گیا تھا ۔ اگر غیر فطری اخراج ھو بھی جاتا تو یہ اس کے احساس گناہ کو اور زیادہ بڑھا دیتا تھا جس سے اس کے باطن میں اشارتی طور پر عضو تناسل کے کٹ جانے کا خوف علامات کی شکل میں پیدا ھو رہا تھا ، مثلاً اپنی 'بے وجودگی' کا احساس ، چلتے وقت مکانات کا سلسلہ ختم ھونے پر وحشت محسوس کرنا یا اپنے آپ کو خالی خالی محسوس کرنا وغیرہ ۔

اس مریض کی بیماری کی اھم وجہ جو تجزیۂ نفس کے دوران میں واضح ھوئی ، وہ سخت قسم کا احساس گناہ تھا ۔

Marfat.com

جو 'ایڈی پس الجھن' (Oedipus complex) ، والدین کی بے رخی اور سخت گیری ، دبے ہوئے جارحانہ جذبات وغیرہ کی وجہ سے پیدا ہو گیا تھا ۔ علاج کے دوران میں کوشش کی گئی کہ اس کے احساس گناہ کو دور کیا جائے تا کہ وہ اپنی جبلتوں کو صحیح سمجھتے ہوئے معاشرتی ، اخلاق اور تہذیبی نقطۂ نظر سے ان پر قابو پانے کی طاقت پیدا کرے ۔ اس طریق علاج سے اس نے حقیقت اور تصورات میں امتیاز کرنا سیکھ لیا اور آہستہ آہستہ حقیقت پسند ہوتا چلا گیا ، اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی علامات دور ہونی شروع ہو گئیں ۔ جب اس کا علاج ختم ہوا تو اس وقت اس نے ملازمت شروع کر رکھی تھی جس میں وہ پوری دلچسپی لے رہا تھا ۔ ماحول کے ساتھ اس کا رابطہ بحال ہو جانے سے وہ کافی خوشی اور شگفتگی محسوس کرتا تھا اور کسی قسم کے پراگندہ خیالات اسے پریشان نہ کرتے تھے ۔ جب اس کی ذہنی رکاوٹیں دور ہو گئیں تو اس کی ذہانت بھی بڑھ گئی اور مقیاس ذہانت ۱۱۲ درجے ہو گیا ۔ اب خود اعتمادی پیدا ہو جانے سے وہ اپنے ذہن سے پورا پورا فائدہ اٹھا رہا تھا اس لیے حاضر جواب اور چست و چالاک بن گیا تھا ۔

Marfat.com

باب ہفتم

مجرم بچوں کا نفسیاتی مطالعہ

دنیا میں تہذیب کا آغاز اُس وقت ہوا جب انسان نے اپنی بے قابو جبلی زندگی کے تباہ کن نتائج سمجھنا شروع کیے اور دوسروں کو بھی اپنی طرح انسان سمجھتے ہوئے اور اپنی بربریت کو دور کر کے اپنی خود غرض تمناؤں کو پس پشت ڈال کر اجتماعی زندگی کو فوقیت دی ۔ اس قسم کی زندگی بسر کرنے کے لیے اسے اپنی کئی فطری خواہشات کو دبانا یا قابو میں لانا پڑا ، تاکہ اس ضبط کی زندگی کے فوائد سے مستفیض ہو سکے اور اپنی زندگی کو زیادہ پرسکون اور خوشگوار بنا سکے ۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اس نے سخت قسم کے قوانین بنائے جن کو وہ اپنی زندگی سے بھی زیادہ عزیز سمجھتا تھا اور بڑی سختی کے ساتھ ان کی پیروی کرواتا تھا ۔ اگر قبیلے کا کوئی شخص نافرمانی کرتا تو اس کو کڑی سے کڑی سزا دی جاتی تھی ۔ اس قسم کی سخت گیری کے ماتحت انسان نے اپنی جبلی حرکات پر قابو پانا سیکھا اور اپنے مخصوص قوانین کے مطابق اپنی فطری اور دوسری ضروریات کو پورا کرتے ہوئے اپنی معاشرت کو بھی قائم رکھا ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انسان آہستہ آہستہ ترقی کرتا ہوا حیوان کے رتبے سے

Marfat.com

بڑھ کر روحانی بلندیوں پر جا پہنچا اور اپنے آپ کو انسان کہلوانے کا مستحق بنا ۔

ہماری موجودہ تہذیب جو ہمارے آبا و اجداد کی ہزارہا سال کی جد و جہد اور دور اندیشی کا نتیجہ ہے ، ہمیں ایک لحاظ سے فطری طور پر قانون کا احترام کرنا سکھلاتی ہے ۔ اگر کسی وجہ سے ہم کوتاہی کریں تو ہمارا ضمیر اپنی چبھن سے ہمیں تنبیہ کرتا ہے کہ آئندہ ہم ایسی حرکت نہ کرنے پائیں ۔ اگر ہم اس چبھن کو پوری اہمیت دیں یا عقل سے کام لیں اور سچے دل سے قانون کی پیروی کریں تو ہماری زندگی پرسکون گزر سکتی ہے ۔ لیکن کئی نا سمجھ لوگ اب بھی اپنی حیوانیت کو انسانیت پر ترجیح دیتے ہوئے ابتدائی بے لگام زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں اور تہذیب کی پابندیوں اور بندشوں سے سخت نفرت کرتے ہوئے معاشرتی نظام کو درہم برہم کرنے کے درپے رہتے ہیں ۔ اگر ایسے لوگ اپنے 'لاشعوری ضمیر' (Super-ego) کی سخت گیری کے باعث اپنی ان خواہشات کو پورا نہ کر سکیں اور یہ دبی ہوئی خواہشات ان کے اندر سر گرم رہیں تو مختلف قسم کے نفسیاتی امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں یا احساس گناہ ان سے ایسی حرکات کرواتا ہے جو ان کی تکلیف کا باعث بنتی ہیں ۔ بعض اوقات ایسے مریض لا شعوری طور پر چوری بھی اس وقت کرتے ہیں جب کوئی انہیں دیکھ رہا ہو یا لڑائی جھگڑے میں حصہ لے کر مفت میں اپنے آپ کو مصیبت میں ڈال لیتے ہیں ۔ اگر ان میں کسی قسم کی اندرونی رکاوٹ نہ ہو اور ان کی وحشی اور غیر مہذب فطرت زور پکڑ جائے تو وہ غیر مہذب

Marfat.com

حرکات پر اتر آتے ہیں جن کی بنا پر انہیں مجرم قرار دیا جاتا ہے۔

یہ عام مشاہدے کی بات ہے کہ بڑی عمر میں صرف وہ لوگ مجرم بنتے ہیں جنہوں نے بچپن کی ابتدا ہی میں ناجائز حرکات کرنی شروع کر دی تھیں اور جوانی کی حدود میں داخل ہوتے ہی باغیانہ انداز اختیار کر لیا تھا۔ اس قسم کے لوگوں کا نفسیاتی مطالعہ کرنے کے لیے ہم نے پانچ ایسے مجرم چنے ہیں جو ذہانت میں اوسط درجے کے تھے، لیکن بچپن کی غلط تربیت کے باعث اپنے اور دوسروں کے لیے وبال جان بنے اور جن سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے حکومت نے انہیں قید خانوں میں بند کر رکھا تھا۔

(۱) اس مطالعے میں ہمارا پہلا مجرم ایک اٹھارہ سالہ نوجوان لڑکا ہے جس نے پندرہ برس کی عمر میں ایک قتل کیا اور چودہ برس کی با مشقت سزا پائی تھی۔ وہ ایک درزی کا بیٹا تھا جس کا اپنی بیوی سے ہر وقت تنازعہ رہتا تھا۔ اس کے دس بچے تھے جو ایک دوسرے سے سخت حسد کرتے اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر گالی گلوچ اور مار پیٹ پر اتر آتے تھے۔ باپ کو بچوں میں کسی قسم کی دلچسپی نہ تھی۔ اگر غصہ آ جاتا تو بہت بے دردی سے انہیں پیٹتا تھا۔ بچوں کو کسی قسم کی تعلیم و تربیت دینے کا کوئی احساس نہ تھا۔ اس لیے سب بچے عموماً گلی کوچوں میں آوارہ پھرتے اور لوگوں سے لڑتے جھگڑتے رہتے تھے۔

مجرم اپنی والدہ کا بہت لاڈلا ہونے سے ہمیشہ من مانی کرتا اور اپنی ناجائز باتیں بھی منواتا تھا۔ بھائی بہنوں کے ساتھ اس کا طرز عمل بہت جارحانہ تھا۔

Marfat.com

اس لیے معمولی باتوں پر مار پیٹ شروع کر دیتا اور اپنے آپ کو برتر سمجھتے ہوئے گھر سے باہر بھی اپنا اقتدار جمانے کی کوشش کرتا ۔ اس میں وہ قدرے کامیاب بھی ہوا ۔ بچپن میں اس کی صحت بہت خراب رہتی تھی اس لیے اپنی صحت بنانے کی فکر میں اب خوب کھاتا پیتا اور ورزش کرتا رہتا تھا ۔ اس کی خواہش تھی کہ بہت طاقت ور بن جائے تاکہ سب غنڈے ڈر کر اس کے ماتحت رہیں ۔ وہ ایسا ڈاکو بننے کے خواب بھی دیکھتا تھا جو امیروں کو لوٹ کر غریبوں کو دے اور یوں ہر دل عزیز بن جانے سے عورتیں اس سے بے حد محبت کریں ۔ اس خواہش کو پورا کرنے کے لیے اس نے اپنے جیسے لوگوں کی ایک پارٹی بنائی جس میں پانچ خوش پوش تناور نوجوان تھے ۔ خود ان کا سرکردہ لیڈر تھا ۔ یہ سب اکثر لوگوں کو تنگ کرتے ، ان کی چیزیں اٹھا لیتے ، رات کے وقت ویران سڑکوں پر گھومتے اور راہ گیروں کو لوٹتے ، دور دراز جگہوں پر میلہ دیکھنے جاتے اور وہاں چوری کا مال خرچ کرتے ۔ جب غنڈہ گردی پر اترتے تو ان کا تصادم اکثر وہاں کی غنڈہ پارٹی کے ساتھ ہو جاتا ۔ بعض اوقات زخمی بھی ہو جاتے ۔ مجرم کو موجودہ سزا دوسری پارٹی کے ایک غنڈے کو قتل کرنے کے جرم میں ملی تھی ۔ یہ غنڈہ اس کے پڑوس میں رہتا تھا ۔ مجرم کے ساتھ اس کی دیرینہ دشمنی تھی ۔ چناں چہ اکثر کسی نہ کسی بہانے ان کی آپس میں لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں ۔

ذہانت کے ٹسٹ میں مجرم کا مقیاس ذہانت ۹۵ درجے نکلا جسے اوسط درجے کا سمجھا جاتا ہے ، لیکن

Marfat.com

شخصیت جانچنے کے ٹسٹ کے ذریعے اس کے اندر بہت جذباتی ہیجان تحقیق ہوا ۔ اس عمر میں بھی ماں سے طفلانہ پیار حاصل کرنے کی خواہش اس میں برقرار تھی جس کی محرومی نے اس کی خواہش کو غصے میں منتقل کر دیا تھا ۔ اس کی ڈاکو بننے کی خواہش تاکہ سب عورتیں اسے پیار کریں ، ماں کی محبت حاصل کرنے اور والد کے ساتھ دشمن کے شدید جذبات کا اظہار کر رہی تھی ۔ اس کا غنڈہ بننے کا جنون رد عمل کے طور پر اس کی دبی ہوئی نسوانیت کا آئینہ دار تھا ۔ اس کے تعلقات سب کے ساتھ جذباتی قسم کے تھے ۔ بے حد خودپرست ہونے کی وجہ سے وہ خود غرض بھی تھا ۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے کسی کے جذبات کا احترام کرنا نہ سیکھا تھا ۔ وہ لوگوں سے صرف اسی وقت تک تعاون کرتا جب تک اس کی ہر بات مانی جاتی ، جس کا لا شعوری مطلب ان سے محبت حاصل کرنے کے برابر ہوتا تھا ۔ وہ ایک چھوٹے بچے کی طرح کسی قسم کی محرومی برداشت نہ کر سکتا تھا ۔ وہ جلد ہی الٹے ہتھیاروں پر اتر آتا کیوں کہ بچپن میں صرف اسی قسم کے رویے سے اس کی خواہش پوری ہوتی تھی ۔ والد اور بھائیوں کے ساتھ لا شعوری دشمنی مخالف غنڈہ پارٹی پر چسپاں ہو جاتی اور ان سے لڑ جھگڑ کر وہ اس دبی ہوئی خواہش کو پورا کرنے کی لا شعوری کوشش کرتا رہتا تھا ۔ اس قسم کی حرکات اور طرز عمل سے اس کے اندر احساس گناہ پیدا ہوتا لیکن اپنی بدمعاشیوں میں فرار ڈھونڈ کر اسے محسوس کرنا نہیں چاہتا تھا ۔ اس طرح احساس گناہ اس کے اندر ہی اندر جمع ہوتا رہا جس نے آخر کار اس کو ایسا گم راہ

Marfat.com

کیا کہ معمولی سی بات پر اس نے قتل کر دیا اور اپنی جوانی جیل خانے کی نذر کر دی ۔

(۲) ہمارا دوسرا مجرم سترہ سالہ لڑکا ہے جو چوری کے الزام میں تین برس کی قید با مشقت بھگت رہا تھا ۔ اس کے چار چچا تھے ۔ اس سے پہلے کسی کے ہاں کوئی لڑکا نہ ہوا تھا ، اس لیے سبھی مجرم کو بہت چاہتے تھے ، جس کی وجہ سے اس کا بچپن خانہ بدوشوں کی طرح کبھی ایک چچا کے ہاں اور کبھی دوسرے کے ہاں گزرتا تھا ۔ چنانچہ اس کی شخصیت کی نشو و نما بھی مختلف اثرات کے ماتحت ہوئی ۔ آخر میں والد نے اپنی مالی مشکلات اور بچے کی تعلیم کو مد نظر رکھتے ہوئے اسے ایک چچا کے پاس مستقل طور پر بھیج دیا تاکہ وہ اپنی تعلیم کو دل چسپی کے ساتھ جاری رکھ سکے ۔ اس جدائی نے بچے کو اپنی والدہ اور اس کی شفقت سے اگرچہ ہمیشہ کے لیے محروم کر دیا لیکن کم از کم والد کی سخت گیری سے چھٹکارا پانے سے وہ خوش تھا ۔ چچا کے ہاں اسے بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ۔ چچا تو نرم مزاج تھا لیکن چچی بہت سخت گیر ثابت ہوئی ۔ وہ اپنے بچوں کو تو بہت پیار کرتی لیکن اسے یہ ایک آنکھ نہ بھاتا تھا ۔ اس امتیازی سلوک کو وہ برداشت نہ کر سکتا ؛ چنانچہ اکثر چھپ کر رویا کرتا ۔ اسے سات برس کی عمر میں سکول میں تو داخل کروا دیا گیا لیکن سکول جانے سے پہلے چچا کی دکان کھولنے اور صاف کرنے کا کام بھی اس کے سپرد کر دیا گیا جس کا معاوضہ ایک پیسہ ملتا تھا ۔ اس مصروفیت کے باعث وہ سکول اکثر دیر میں پہنچتا اور استاد سے پٹتا تھا ۔ سکول

Marfat.com

کے بعد کھیل کود میں مصروف رہنے کے باعث جب گھر دیر میں پہنچتا تو چچی خوب مرمت کرتی اور اکثر کھانا بھی نہ دیتی تھی ۔ اس سے گھر کا کام کرواتی ، بازار سے سودا سلف منگواتی اور پھر دکان پر بھیج دیتی تھی ۔ رات کے وقت جب اپنے چچا کے ساتھ واپس گھر لوٹتا تو سونے سے پہلے چچا کی ٹانگیں دبانی پڑتیں ۔ ان مصروفیتوں کے باعث سکول کا کام کرنے کی فرصت بہت کم ملتی لیکن چوں کہ ذہین تھا اور سکول کا تھوڑا بہت کام کر لیتا تھا اس لیے ساتویں جماعت تک پہنچ گیا لیکن آگے نہ چل سکا کیوں کہ اب اس کے سوچنے کا انداز بدل گیا تھا ۔ سکول میں لڑکوں کو صاف ستھرے کپڑے پہنے دیکھ کر احساس کمتری اور حسد و رشک پیدا ہوتا ۔ اس لیے وہ بہت سی دولت حاصل کرنا چاہتا تھا تاکہ ان کی طرح اچھے کپڑے پہن سکے ، دل پسند کھانے کھا سکے اور گھر میں سب اسے پیار کریں ۔ گرمی کی چھٹیوں میں جب اپنے والدین کے ہاں جاتا تو وہاں اس کی خوب آؤ بھگت ہوتی ۔ خاص طور پر والدہ اسے بہت پیار اور محبت کے ساتھ رکھتی تھی ۔ چھٹیاں ختم ہونے پر جب والدہ سے جدا ہوتا تو بہت غم ناک ہو جاتا تھا ۔ کئی کئی دن احساس محرومی سے اپنی بد قسمتی پر آنسو بہاتا رہتا ۔ اس کے بعد اسے غصہ آنا شروع ہو جاتا اور اپنے والد کو کوستا کہ اس کی وجہ سے اسے ان مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے ۔ ان مشکلات اور محرومیوں کو برداشت نہ کرتے ہوئے اس کے اندر باغیانہ خیالات پیدا ہونے شروع ہو گئے ۔ آخر ایک روز اپنے چچا کے ہاں سے بھاگ نکلا ۔

Marfat.com

اس وقت اس کی عمر گیارہ برس تھی ۔ لیکن چند ہی دنوں بعد جب بھوک کے پیاس اور در بدر کی ٹھوکریں برداشت نہ کر سکا تو پھر چچا ھی کے ھاں لوٹنا پڑا ۔ اس دوران والد کی مالی حالت اور صحت بہت بگڑ چکی تھی ۔ اس کا چچا کھاتا پیتا شخص اور حکیم تھا ۔ اس کی زندگی سنوارنے کے لیے اس کے والد نے بہت قربانیاں کی تھیں ۔ چچا مدد کو نہ آیا تو بڑے بھائی کو اتنا گہرا صدمہ پہنچا کہ زیادہ دیر تک زندہ نہ رہ سکا ۔ اس وقت مجرم کی عمر تیرہ برس تھی ۔ اب وہ والدہ کے پاس آ گیا ۔ محبت اور پیار تو اسے مل گیا لیکن گھر میں سب سے بڑا ھونے کی حیثیت سے تمام اخراجات برداشت کرنے کا بوجھ بھی اسی کے کندھوں پر آ پڑا کیوں کہ چچا نے ان حالات میں بھی مالی مدد دینے سے انکار کر دیا تھا ۔ اب بجائے کام کاج کرنے کے وہ پھر اپنے رنگین تصورات میں کھو گیا ۔ چاھتا کہ ھر روز ایک سو روپیہ کمائے تاکہ خوب عیش کی زندگی بسر کر سکے ۔ اس قابل وہ تھا نہیں ، اس لیے چوری کرنی شروع کر دی ۔ اس نئی زندگی کا آغاز اس نے چچا ھی کے گھر سے کیا ۔ پھر دوسروں کے ساتھ مل کر بڑی بڑی چوریاں کرنی شروع کر دیں ۔ پولیس سے تو وہ ھمیشہ بچ نکلتا لیکن چچا نے اپنی بدنامی سے ڈرتے ھوئے اسے پکڑوا دیا ۔ پہلے تو اسے سدھارنے کی غرض سے بورسٹل انسٹیٹوٹ (Borstal Institute) میں رکھا گیا ۔ وھاں سدھرنے کی بجائے وہ زیادہ جارحانہ ھوتا گیا ۔ زیادہ حساس ھو جانے کی وجہ سے معمولی باتوں پر لڑ پڑتا ۔ ایک دن لڑائی میں جب اس نے دوسرے کو زخمی کر دیا تو اسے سخت سزا ملی اور اس کی قید کی مدت میں بھی اضافہ

Marfat.com

کر دیا گیا ۔ اسے چچا پر اتنا غصہ تھا کہ باہر نکل کر اس سے انتقام لینا چاہتا تھا ۔ کبھی اکیلا بیٹھا اپنی قسمت پر رویا بھی کرتا کہ پڑھ لکھ کر وہ کیا بننا چاہتا تھا اور حالات نے اسے کیا بنا دیا ہے ۔

ذہانت کے ٹسٹ میں مجرم کا مقیاس ذہانت ۹۸ درجے نکلا جس کو عام درجے کی ذہانت سمجھا جاتا ہے لیکن شخصیت جانچنے کے ٹسٹ کے ذریعے تحقیق ہوا کہ بچے کی طرح ماں کا پیار حاصل کرنے کا جذبہ اس میں بہت زیادہ ہے جو پورا نہ ہونے کی وجہ سے اس کے باطن میں غیر محفوظ ہونے کے احساسات پیدا کر رہا ہے ۔ اس کیفیت میں اسے اکثر بھوک بہت زیادہ لگتی ۔ شاید غیر شعوری طور پر چھوٹے بچے کی طرح چاہتا کہ پیٹ بھر کر تحفظ محسوس کرے ، لیکن کھانے کے لیے بھی پیسے کی ضرورت ہوتی ہے ، اس لیے اب وہ چوری کرنے پر اتر آیا تھا ۔ وہ ناجائز طریقوں سے زیادہ سے زیادہ روپیہ حاصل کرنا چاہتا تاکہ عیش و عشرت کی زندگی بسر کر سکے ۔ وہ غیر شعوری طور پر روپے کے ذریعے محبت کی بھوک کو مٹانے کی کوشش کر رہا تھا ۔ اس کے نفسیاتی مطالعے میں والد اور چچا کے خلاف نفرت کے شدید جذبات پائے گئے جو اس میں طرح طرح کے طفلانہ خوف پیدا کر رہے تھے ۔ شعوری طور پر وہ والد سے اس لیے نفرت کرتا تھا کہ اپنے پاس رکھنے اور پیار کرنے کی بجائے اسے چچا کے ہاں بھیج دیا جو اس پر ظلم کرتا رہا ، جس سے اس کی زندگی کا رخ بدل گیا ۔ وہ بچپن میں اچھا خاصا ذہین لڑکا تھا ۔ اسے پڑھنے لکھنے کے شوق ہی نے چچا کے ہاں جانے پر آمادہ کر دیا

Marfat.com

تھا ۔ اس کے اندر شریفانہ زندگی بسر کرنے کی بھی امنگ تھی ، لیکن والد کی کوتاھی نے ان سب آرزوؤں پر پانی پھیر دیا تھا ۔ اب اس کے باطن میں سوائے نفرت ، حقارت اور دشمنی کے کسی قسم کے نازک جذبات باقی نہ رہے تھے ۔ جیل میں دوسروں سے لڑ جھگڑ کر وہ یہی بات ظاھر کر رہا تھا ۔ گویا جب اپنے غلط طرز عمل سے وہ اپنی عزت کروانا چاھتا تو اسے نفرت اور حقارت ملتی ۔ اس سے وہ اور بھی زیادہ حساس بن گیا تھا اور اکثر اکیلے بیٹھے آنسو بہایا کرتا تھا ۔

خاندان میں اکلوتا بیٹا ہونے کی حیثیت سے وہ ابتدائی بچپن میں بہت لاڈ پیار میں پلا تھا ۔ اس کے والدین اور چاروں چچا اسے بہت چاھتے اور اس کی ھر خواھش بلا روک ٹوک پورا کر دیتے تھے ۔ اسے سب سے بڑا صدمہ اس وقت پہنچا جب اپنی والدہ سے جدا ھو کر اسے چچا اور چچی کے ھاں رھنا پڑا جن کا طرز عمل والدین کے طرز عمل کے بالکل برعکس تھا ۔ وہ عرصے تک اپنی ماں کو یاد کرتا اور گھنٹوں آنسو بہاتا ۔ خاص طور پر اس وقت بے قابو ھو جاتا جب چچی پیار اور ھمدردی سے کام لینے کی بجائے سخت گیری پر اتر آتی تھی ۔ ان حالات میں اس کے اندر شدید قسم کے جارحانہ اور منتقمانہ جذبات پیدا ھوتے جنھیں وہ ظاھر نہ کر سکتا تھا ۔ انھیں دبانے سے اس کے اندر شدید قسم کی کش مکش پیدا ھو گئی تھی ۔ اسے اپنے چچا سے ویسی نفرت تھی جیسے اپنے سخت گیر باپ سے تھی ۔ چچا خود غرض ھونے کے علاوہ کنجوس بھی تھا ، اس لیے بچے کے کپڑے عموماً پھٹے ھوتے ، جیب میں ایک کوڑی نہ ھوتی ، دوسرے خوش حال بچوں کو دیکھ کر رشک کرتا اور

Marfat.com

عموماً الگ تھلگ اپنے خیالات میں کھویا رہتا تھا ۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر لڑکے اس کا مذاق اڑاتے تو ان سے لڑ پڑتا تھا ۔ چچا کو اپنی کمتر حالت کا موجب سمجھتے ہوئے وہ اسے اور بھی زیادہ حقارت کی نظر سے دیکھتا ۔ اس لیے اس نے انتقام کے طور پر اسی کے روپے چرانے شروع کر دیے ۔ اس طرح بچے کی محبت حاصل کرنے کی فطری خواہش نفرت میں تبدیل ہو گئی ۔ اس کے ساتھ ہی اس کی زندگی کا مقصد بھی بدل گیا ۔ اب وہ ہر امیر آدمی کو غیر شعوری طور پر باپ یا چچا سمجھتے ہوئے انتقام کے طور پر لوٹنا چاہتا ۔ لیکن والد کی وفات نے اس کے احساس گناہ کو اور بھی بڑھا دیا تھا ۔ اس کا کفارہ ادا کرنے کے لیے اسے غیر شعوری طور پر ایسی حرکات کرنی پڑیں جن کی اسے سخت سے سخت سزا دی جاتی تھی ۔

(۳) ہمارا تیسرا مجرم اٹھارہ برس کا ایک نوجوان ہے جو چوری کے الزام میں ایک سال قید بامشقت بھگت رہا تھا ۔ اس کا باپ چپڑاسی تھا جسے شراب پینے کی عادت تھی ۔ اس لت کو پورا کرنے کے لیے وہ کبھی کبھار چوری کر لیا کرتا تھا ۔ اس کی صحت بہت خراب رہتی اس لیے بہت چڑچڑا تھا ۔ معمولی بات پر بھی اپنے لڑکے کو بہت بیدردی کے ساتھ پیٹتا ۔ مجرم بھی بچپن ہی سے بہت ضدی تھا ، اس پر کسی بات کا اثر نہ ہوتا تھا ۔ جتنا اسے پیٹا جاتا وہ اتنا ہی اور باغیانہ طرز عمل اختیار کر لیتا تھا ۔ سکول اور گھر سے اسے نفرت ہو گئی تھی ، اس لیے زیادہ تر وقت باہر ہی گزارتا اور محلے کے آوارہ لڑکوں کے ساتھ مل کر لوگوں کو ستاتا ۔ اگر کوئی جواب دیتا تو گالی گلوچ

Marfat.com

اور لڑائی جھگڑے پر آمادہ ہوجاتا ۔ آدھی رات کے وقت لوگوں کے گھر کے دروازے کھٹ کھٹانا اس کا مشغلہ تھا ۔ جھوٹ بہت بولتا ، چھوٹی چھوٹی چوریاں بھی کرتا اور اپنے کارناموں کو بہت بڑھا چڑھا کر بیان کیا کرتا تھا ۔

تقسیم ہندوستان کے موقع پر جب فسادات شروع ہوئے تو گھر کے سب افراد لاہور آ گئے ۔ یہاں اس وقت لوٹ کھسوٹ بھی ہوئی تھی ۔ حالات اس کی حسب منشا تھے ، اس لیے فوراً ان میں حصہ لینا شروع کر دیا اور خوب ہاتھ رنگے ۔ جب فساد ختم ہوئے تو اپنی عادت پوری کرنے کے لیے ساتھیوں سے مل کر چوریاں کرنی شروع کر دیں ۔ والد نے اسے روکنے کی ہر ممکن کوشش کی ۔ کبھی گھر سے نکالا ، کبھی کمرے میں بند کیا ، لیکن اس پر کسی بات کا اثر نہ ہوا ۔ سب بندشوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے وہ اپنی قسمت آزمائی میں مصروف رہا ۔ جب کام یابی ہو جاتی تو پرتکلف کپڑے پہنتا اور اپنے دوستوں کے ساتھ سنیما دیکھتا ، جوا کھیلتا ، شراب پیتا ، طوائفوں کے ہاں جاتا ۔ دو تین شریف گھرانے کی لڑکیوں کو شادی کا لالچ دے کر خراب کیا ۔ فلموں سے سیکھے ہوئے مختلف طریقے چوری میں آزماتا ۔ اس طرح وہ ایک نامور ڈاکو بننا چاہتا تھا ۔ ذہین ہونے کے باعث گروہ کا لیڈر تھا ۔

مجرم کی والدہ بھی بہت تند مزاج عورت تھی ۔ اسے ہر بہانے مارتی اور خاص طور پر سکول نہ جانے پر جسے وہ قید خانہ کہتا تھا ، بہت کڑی سزا دی جاتی تھی ۔ والدین میں اکثر لڑائی رہتی ، لیکن جب بھائی بھی شریک ہوجاتے

Marfat.com

توگھر میں ایک ہنگامہ برپا ہو جاتا تھا ۔ گھریلو حالات بہت خراب ہونے کی وجہ سے والدہ کی صحت روز بہ روز زیادہ بگڑنے لگی اور جلد ہی وہ اس دنیا سے کوچ کر گئی ۔ اس وقت مجرم کی عمر دس سال تھی ۔ چند دنوں بعد جب باپ نے دوسری شادی کر لی تو بچوں میں غیر محفوظ ہونے کا احساس اور بڑھ گیا ۔ اب سوتیلی ماں کی موجودگی نے گھر کی فضا کو پہلے سے بھی زیادہ بگاڑ دیا ۔ وہ اپنے سوتیلے بچوں سے سخت نفرت کرتی اور ان کے باپ کو ہر وقت ان کے خلاف بھڑکاتی رہتی ۔ باپ بھی بعض اوقات غصے سے بے قابو ہو کر اسے بہت بری طرح سے پیٹتا ۔ باپ کی غیر حاضری میں یہ اپنی سوتیلی ماں سے خوب لڑتا جھگڑتا اور بد کلامی کرتا ۔ ان حالات میں باپ کو اس سے نفرت ہو گئی ۔ وہ سوتیلی بہن کی طرف متوجہ ہو گیا ۔ اس محرومی کو لڑکے نے بہت محسوس کیا ۔ ماں باپ کے علاوہ وہ اس بہن کا بھی دشمن بن گیا ۔ گھر میں سوائے دادی کے کوئی اسے پیار کی نظر سے نہ دیکھتا تھا ۔ وہ اکثر جن بھوتوں کے ڈراونے خواب دیکھتا اور چیخ کر اٹھ بیٹھتا ۔ پھر کئی کئی گھنٹے اسے نیند نہ آتی ۔ اس کو سوتے میں بڑ بڑانے کی بھی عادت تھی ۔ اکثر گالیاں بکا کرتا تھا ۔ اس قسم کی ذہنی کیفیت کے بالکل برعکس شعوری طور پر وہ عیش و عشرت کی زندگی بسر کرنے کے خیالی پلاؤ پکاتا رہتا تھا ۔ کبھی بہت بڑا کاروبار کھولنے کے خواب دیکھتا لیکن جب چوری کا مال اس کے پاس کافی اکٹھا ہو جاتا تو بجائے کوئی کام کرنے اور اپنی زندگی سدھارنے کے اسے بدکاریوں میں ضائع کر دیتا ۔ جب اس کے پاس کچھ نہ

Marfat.com

رهتا اور بھوک ستاتی تو ادھار لے کر خوب کھاتا پیتا ، لیکن قرض کا روپیہ لوٹاتا کبھی نہ تھا ۔ جب کوئی اس کا کہنا نہ مانتا تو زیادہ حساس ہونے کی وجہ سے اسے ناقابل برداشت غصہ آتا اور لڑنے مرنے پر تیار ہو جاتا ۔ لڑائی میں بعض اوقات دوسرے کو زخمی بھی کر دیتا تھا ۔ اس طرح وہ اپنے دبے ہوئے جارحانہ جذبے کی تسکین حاصل کرنے کی کوشش کرتا تھا ۔ لیکن یہ طریقہ غلط ہونے کی وجہ سے اس کی سادیت میں اور اضافہ ہو جاتا ۔ بعض اوقات رد عمل کے طور پر شدید احساس گناہ سے مجبور ہو کر اپنے آپ کو برا بھلا کہتا ، اپنی بد عادات سے نفرت کرتا ، بہت افسردہ اور دل شکستہ ہو جاتا اور اپنی حالت پر رحم کھاتا ۔ لیکن یہ کیفیت زیادہ دیر نہ رہتی ، جلد ہی اپنے اصلی رنگ پر آ جاتا ۔ جیل میں بھی اس نے وہی بدمعاشیاں شروع کر دیں ۔ دوسرے مجرموں سے لڑتا ، سپاہیوں سے گالی گلوچ کرتا اور موقع ملتا تو چوری بھی کر لیتا تھا ۔ اب وہ جیب کترنا سیکھ رہا تھا اور رہا ہو جانے پر اس نئے پیشے کو جاری رکھنے کا فیصلہ کر چکا تھا ۔

ذہانت کے ٹسٹ میں اس کا مقیاس ذہانت ۹۵ درجے نکلا جس کو معیاری سمجھا جاتا ہے ، لیکن شخصیت جانچنے کے ٹسٹ سے واضح ہوا کہ وہ متضاد جذبات کی باہمی کشمکش کا شکار تھا ۔ ایک طرف بے لگام وحشی زندگی بسر کرنے کی تمنا اور دوسری طرف سخت قسم کا احساس گناہ ، اس کی غیر مہذب خواہشات میں اضافہ کر کے اس کو ہمیشہ کے لیے اس شرم ناک زندگی کی طرف دھکیل رہا تھا ۔ اسے اپنے والدین سے سخت نفرت تھی جس کا اظہار

Marfat.com

وہ غیرشعوری طور سے قانون توڑ کر اور لوگوں سے لڑ جھگڑ کر کر رہا تھا ۔ اس کے لاشعور میں چوری کرنے کی مجبوری طفلانہ محبت حاصل کرنے کی دبی ہوئی شدید خواہش کا اظہار کر رہی تھی ۔ وہ بہت سی دولت اکٹھی کرنا چاہتا تھا تاکہ لوگ اس کی عزت (اس سے محبت) کریں ۔ یہ خواہش واضح طور پر شعور میں بھی اس وقت آ جاتی جب وہ بہت بڑا کاروباری آدمی بننا چاہتا ۔ جب پیسے ختم ہوجاتے تو اسے سخت بھوک لگتی تھی ۔ اس علامت سے ظاہر ہے کہ وہ غیر شعوری طور پر محبت حاصل کرنے کی بھوک کو کھانے کی چیزوں سے مٹانے کی کوشش کرتا تھا ۔ مگر یہ بھوک اس طرح نہیں مٹا کرتی ۔ پیار کرنے والی ماں کی تلاش میں وہ غیر شعوری طور پر طوائفوں کے ہاں جاتا کہ شاید ان کی محبت اسے تسکین پہنچا سکے ۔ لیکن اس کے جذباتی خلا کو ان کی عارضی محبت پر نہ کرسکتی تھی ۔ اس کے علاوہ ان کے اعضائے مخصوص بھی اس کے اندر گھبراہٹ ، نفرت ، خوف اور حیرت کے ملے جلے جذبات پیدا کرتے جس کی وجہ سے وہ جنسی تسکین بھی پوری طرح سے حاصل نہ کر سکتا تھا ۔ چناں چہ ہمیشہ متنفر ہو کر واپس لوٹتا ۔ بچوں کی طرح منہ کے ذریعے لذت اٹھانے کی خواہش اس کے اندر قدرے زیادہ تھی جس کا اظہار وہ مختلف طریقوں سے کرتا ۔ ہر وقت کچھ نہ کچھ کھاتا رہتا ۔ پان اور سگرٹ کا بہت عادی تھا ۔ شراب اکثر پیتا اور نشے کی حالت میں بہت بولتا اور گالیاں بکتا ۔ ان سب بد عادات کی تہہ میں والدین کی محبت حاصل نہ ہونے کی محرومی تھی جس نے اس کے اندر غیر محفوظ ہونے کا

Marfat.com

احساس شدت سے پیدا کر رکھا تھا اور جس کو دبانے کی غرض سے اس نے باغیانہ انداز اختیار کر لیا تھا ، جیسے کہہ رہا ہو کہ ''مجھے کسی کے پیار کی ضرورت نہیں اس لیے میں کسی کی پروا نہیں کرتا ۔'' وہ اپنی بدمعاشیوں سے لوگوں کو تنگ کر کے غیر شعوری طور پر والدین سے انتقام لے رہا تھا ۔ وہ امیر بننا چاہتا تھا تاکہ سب اسے پیار کریں لیکن احساس گناہ اسے کام یاب نہ ہونے دیتا تھا ۔ مجرم کا باپ چور ، شرابی اور قمارباز تھا ۔ چناں چہ بیٹا بھی غیر شعوری طور پر اپنے آپ کو والد کے ساتھ ایک سمجھتے ہوئے ویسا ہی بننا چاہتا تھا اس لیے اس کا ضمیر بھی والد کی طرح کم زور تھا اور اس کی بدکاریوں پر کسی قسم کی لعنت ملامت نہ کرتا تھا ۔ چناں چہ اس کے اندر کوئی تبدیلی نہ آنے پاتی تھی ۔ وہ اپنے آپ کو مہذب بنانے کا قائل بھی نہ تھا ۔ اگر کسی وقت اپنی بد عادات کی بنا پر احساس گناہ ہوتا بھی تو اتنا زیادہ نہ ہوتا کہ اس کے اندر کوئی تبدیلی پیدا کرسکتا ۔

(۴) ہمارا چوتھا مجرم ایک سولہ سالہ نوجوان ہے جو چوری کے الزام میں دو سال کی قید با مشقت بھگت رہا تھا ۔ اس کا باپ ایک متوسط درجے کے زمین دار کا لڑکا تھا جس کو چھوٹی عمر میں ہی بد عادات کی بنا پر گھر سے نکال دیا گیا تھا اور اس نے معمار کا پیشہ اختیار کر لیا تھا ۔ اس نے دو شادیاں کیں جس سے نو بچے ہوئے ۔ مجرم دوسری بیوی کی اولاد میں سب سے چھوٹا تھا ۔ باپ ان پڑھ ہونے کے علاوہ سخت گیر بھی تھا ۔ معمولی باتوں پر بچوں کو کڑی سزا دیتا ۔ لیکن مجرم کی والدہ

Marfat.com

اسے بہت چاہتی اور باپ کی غیر حاضری میں اسے اخراجات کے لیے روپے بھی دے دیتی تھی ۔ جب باپ کو اس کا پتا چلتا تو وہ بیوی سے لڑتا اور بیٹے کو پیٹتا ۔ وہ یہ بھی برداشت نہ کر سکتا کہ بیوی بیٹے کو اتنا زیادہ چاہے ۔ بعض اوقات حسد کے مارے بھی بیٹے کو پیٹتا ۔ بڑے لڑکے کے ساتھ اس کا سلوک بہت اچھا تھا ۔ گھر کا ماحول قدرے مذہبی ہونے کے باوجود والدین بچوں کو تعلیم دینے کے قائل نہ تھے ۔ لیکن مذہبی اصولوں پر کار بندی کے معاملے میں بہت سختی سے پیش آتے تھے ۔ مجرم کو پڑھنے کا بہت شوق تھا لیکن پانچویں جماعت پاس کرنے کے بعد اس کو پڑھائی چھوڑنی پڑی کیوں کہ باپ کو اس کا کافر بنتا منظور نہ تھا ۔ اس نے بہت منت سماجت کی لیکن باپ نے ایک نہ سنی ۔ اسے گاؤں لے جا کر کھیتی باڑی کرنے پر مجبور کرتا رہا ، لیکن جیل میں جب اسے پڑھنے کا موقع ملا تو اس نے بہت دلچسپی کا اظہار کیا اور شوق سے پڑھنا شروع کر دیا ۔

جب مجرم کی عمر دس سال تھی تو اس کی ماں کا انتقال ہوگیا جس کا اسے اتنا گہرا صدمہ ہوا کہ کئی مہینے ماتم کرتا رہا ۔ جب کبھی کوئی اس کی ماں کا ذکر کرتا تو پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیتا ۔ وہ اپنے آپ کو بالکل بے سہارا اور بے یار و مددگار سمجھنے لگا تھا ۔ باپ کا طرز عمل بجائے نرم اور ہم دردانہ ہونے کے اور زیادہ سخت ہوگیا اور اب وہ اسے پہلے سے بھی زیادہ مارتا ۔ ایک ماں کا غم ، دوسرے باپ کی سخت گیری ، دونوں باتوں نے مل کر اس کی صحت تباہ کردی ۔ دبلا پتلا تو تھا ہی

Marfat.com

ھر وقت غم ناک بھی رھتا ۔ باپ نے اسے گاؤں میں بڑے بھائی کے پاس بھیج دیا کہ وھاں کھیتی باڑی کرے لیکن وہ اس کام میں بالکل دل چسپی نہ لے سکا ۔ ایک دن صحیح طریقے سے کام نہیں کر رھا تھا تو اس کے بھائی کو سخت غصہ آیا اور اس نے بہت بے دردی سے اسے پیٹا ۔ اس سختی کو برداشت نہ کرتے ھوئے وہ واپس گھر لوٹ آیا اور باپ کے اصرار پر بھی گاؤں جانے سے انکار کر دیا ۔ اس پر والد نے اس کی خوب مرمت کی ۔ شدید غصے اور محرومی کی کیفیت میں اس نے رات تو جوں توں کر کے گزار لی لیکن صبح ھوتے ھی گھر سے بھاگ نکلا اور کسی کے ھاں ملازمت کر لی ۔ یہ لوگ اسے کوئٹہ لے گئے مگر وھاں سے لڑ کر لاھور بھاگ آیا ۔ مار کے خوف سے اپنے گھر جانے کی ھمت نہ پڑی ، چناں چہ ملازمت کی تلاش شروع کر دی ۔ اسی جستجو میں اسے ایک اغلام باز مل گیا جس نے اسے پڑھائی کا لالچ دے کر اپنے پاس رکھ لیا ، لیکن چند مہینوں بعد جب اسے کتابیں وغیرہ خرید کر دینے سے انکار کر دیا تو اس سے لڑ کر کسی دوسرے گھر میں ملازمت کر لی ۔ اس گھر میں اس نے چوری کی اور کپڑے اور زیور کے دو صندوق لے کر بھاگ نکلا لیکن جلد ھی پکڑا گیا ۔

اس کی جنسی زندگی شروع ھی سے بے ترتیب تھی ۔ ماں کے مرنے کے بعد پیار حاصل کرنے کی ھوس نے اسے ھم جنس کی طرف متوجہ کیا ۔ بعد میں رد عمل کے طور پر اس نے عورتوں میں بے حد دلچسپی لینی شروع کر دی ۔ وہ اپنی سے بڑی عمر کی شادی شدہ عورتوں سے یکے بعد

Marfat.com

دیگرے محبت کرتا رہا ۔ اس کا مقصد محض ان کا پیار حاصل کرنا ہوتا تھا ۔ اس خواہش کو پورا کرنے کے لیے وہ اکثر انہیں طرح طرح کی قیمتی چیزیں لا کر دیتا (جو ہمیشہ چوری کا مال ہوتا تھا) ۔ چوری کی عادت اسے بہت چھوٹی ہی عمر میں پڑ گئی تھی ۔ جب ماں اس کی حسب منشا زیادہ پیسے نہ دے سکتی تو وہ ادھر اُدھر چوری کر لیتا ۔ گھر کی یا کسی دوکان کی کوئی چیز اٹھا کر بیچ دیتا ۔ آخری چوری بھی جس میں وہ پکڑا گیا ، اس نے ایک ادھیڑ عمر عورت کے عشق میں کی جو بہ ظاہر اسے بہت پیار کرتی تھی ۔ اسے خوش کرنے کے لیے وہ اسے گھر کے استعمال کی چیزیں اور کپڑے وغیرہ تحفہ دینا چاہتا تھا ۔ اس کے علاوہ اس عورت نے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ کپڑا اور زیور وغیرہ اکٹھا کر لے تو اس کی شادی کسی اچھی سی لڑکی کے ساتھ کروا دے گی ۔ اس قسم کے عشقیہ تعلقات رکھنے کی وجہ سے محلے میں کئی لوگوں کے ساتھ اس کی دشمنی ہو گئی تھی ۔ کئی مرتبہ لڑائی جھگڑے تک نوبت پہنچی تھی ، لیکن وہ اپنی بد عادات سے مجبور تھا ۔

ذہانت کے ٹسٹ میں مجرم کا مقیاس ذہانت ۹۵ درجے نکلا جو اوسط درجے کا ہوتا ہے ، لیکن اس کی شخصیت جانچنے کو جب ٹسٹ دیا گیا تو تحقیق ہوا کہ وہ اندرونی طور پر بہت خستہ حال ہے ۔ ماں کے ساتھ بے حد لگاؤ تھا جس کا پیار نہ ملنے کے باعث وہ بہت دل شکستہ رہتا تھا ۔ ان تکلیف دہ احساسات کو دور کرنے کے لیے مجبوراً عورتوں سے محبت کرتا اور انہیں چوری کا مال دیتا تاکہ بدلے میں وہ بھی اس سے محبت کریں ، اور اس کی

Marfat.com

افسردگی اور غیرمحفوظ ہونے کا احساس دور ہو ۔ لیکن یہ عورتیں اس کے بھولے پن سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اسے برے راستے پر لگا رہی تھیں ۔ باپ اور بڑے بھائی کے خلاف غصہ ، نفرت اور خوف کے ملے جلے جذبات نے اس کے باطن میں بچپن کی دبی ہوئی نسوانیت کو جگا دیا تھا جس کے باعث ہم جنس سے اس کی دلچسپی بڑھ گئی تھی اور محبت حاصل کرنے کی خواہش اسے بدمعاش مردوں کے پاس کھینچ لے جاتی تھی ۔ لیکن یہ علت اس کے اندر سخت شرمندگی کا احساس پیدا کرتی اور اسے پریشان رکھتی تھی ۔ اس صورت میں اسے بھوک بہت لگتی تو ہمیشہ میٹھی چیزیں کھاتا یا کسی عورت کے پاس بیٹھ کر میٹھی باتیں کرتا اور سنتا ۔ اس طریقے سے وہ اپنی لا شعوری محبت حاصل کرنے کی خواہش کو پورا کرنے کی کوشش کرتا تھا ، لیکن وہ اور بھی زیادہ بھڑکتی تھی ، کیوں کہ ایسی خواہشات صرف بچپن میں ہی پوری ہو سکتی ہیں بعد میں نہیں ۔

(۵) ہمارا پانچواں مجرم پندرہ برس کی عمر میں سائیکل چوری کرنے اور پکڑنے والے کو زخمی کرنے کے الزام میں تین برس قید بامشقت بھگت رہا تھا ۔ اس کا باپ سنار تھا جسے شراب نوشی اور طوائفوں کے ہاں جانے کی علت تھی ؛ بد کاری ، خود غرضی اور لڑاکا پن کی وجہ سے محلے والوں کے ساتھ اس کے تعلقات بہت برے تھے ۔ اکثر لڑائی جھگڑے ہوتے رہتے ، گھر میں بھی یہی حالت تھی ۔ بچوں سے بے تعلق ہونے کی وجہ سے ان پر کسی قسم کی پابندی یا بندش نہ تھی ۔ وہ دن بھر آوارہ پھرتے اور ہر ایک سے

Marfat.com

لڑائی مول لیتے ۔ مجرم اپنی ماں کا چہیتا بیٹا تھا ۔ وہ اس کی بد عادات سے بہ خوبی واقف تھی مگر ہمیشہ ان کی پردہ پوشی کرتی جس سے مجرم کی اور حوصلہ افزائی ہوتی ۔ ماں اکثر اپنے آپ کو اس کا بہی خواہ اور ہم درد ظاہر کرتی ۔ جب بھی باپ اس کو ڈانٹتا ڈپٹتا تو بچانے کی خاطر خود لڑنا جھگڑنا شروع کر دیتی تھی ، اس لیے باپ نے بچوں میں دلچسپی لینا بالکل چھوڑ دیا تھا ۔

مجرم بچپن ہی سے بے حد ندیدہ تھا ، ہر وقت کچھ نہ کچھ کھانا چاہتا لیکن پیسے نہ ہونے کی وجہ سے اکثر باپ کی چیزوں کی چوری کرتا تھا ۔ کسی قسم کی سزا کا اس پر کوئی اثر نہ ہوتا تھا ۔ وہ خود پسند ، ضدی اور سرکش تھا ۔ اگر کسی بات سے روکا جاتا تو لڑنے مرنے پر تل جاتا تھا ۔ اگر کوئی کام کرنے کو کہا جاتا تو صاف انکار کر دیتا یا اس کے بالکل برعکس کام کرتا تھا ۔ ایک دفعہ چھ برس کی عمر میں باپ نے نافرماں برداری کی بنا پر اسے بہت بری طرح پیٹا تھا ، لیکن ماں نے اس کی بہت حمایت کی تھی ۔ تب سے سدھرنے کی بجائے وہ بالکل باغی ہو گیا تھا ۔ اس کو دو دفعہ سکول میں داخل کروانے کی کوشش بھی کی گئی لیکن وہ ہمیشہ بھاگ جاتا ۔ جب زیادہ سختی کی گئی تو اس نے گھر ہی سے باہر رہنا شروع کر دیا ۔ بد کار لوگوں کے ساتھ مل کر آوارہ گردی ، چوری اور لڑائی جھگڑا کرتا ، سنیما دیکھتا ، لوگوں کو تنگ کرتا ۔ باوجود اپنے چھوٹے قد و قامت اور لاغری کے بہت تیز تھا ۔ اس نے کئی لڑائیاں لڑیں اور کئی دفعہ زخمی بھی ہوا ۔

Marfat.com

تقسیم ہندوستان کے وقت اس کی عمر بارہ برس تھی
لیکن وہ بالکل بگڑ چکا تھا ۔ موقع ملا تو اپنے ساتھیوں کے
ساتھ مل کر خوب لوٹ کھسوٹ کی ۔ اس معاملے میں
ماں باپ نے بھی اس کی بہت حوصلہ افزائی کی اور لوٹ کا
مال ہمیشہ گھر لانے کی تاکید کرتے رہے ۔ اس طرح ان کی
مالی حالت بہت بہتر ہو گئی اور روپے کی فراوانی کے باعث
مجرم بھی خوب عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتا رہا ۔
جب سیاسی حالت کچھ بہتر ہوئی اور حکومت نے غنڈہ گردی
پر کچھ قابو پا لیا تو اس کے برے دن شروع ہوئے ۔
اب وہ دن بھر بیکار ادھر آدھر گھومتا یا چارپائی پر آداس
پڑا خیالات کی دنیا میں کھویا رہتا ۔ اس کی یہ حالت دیکھ
کر باپ نے مجبور کیا کہ دوکان پر جا کر کام کرے ۔
کچھ عرصہ تو وہ شریفانہ طور سے کام کرتا رہا لیکن پھر
جب پرانی عادت نے جوش مارا تو باپ کے صندوقچے
میں سے روپے چرانے شروع کر دیے ۔ انہیں دوستوں کے
ساتھ مل کر خرچ کرتا ۔ اس طرح وہ پھر غنڈہ پارٹی
کا رکن بن گیا ۔ یہ لوگ چوری کرتے یا اپنی بدمعاشی
کے بل پر دوکان داروں کی چیزیں اٹھا لیتے اور اگر
کوئی انہیں روکتا تو دنگا فساد کرنے پر اتر آتے تھے ۔
جب مجرم پکڑا گیا تو اس وقت ان کی لڑائی ایک دوسری
بدمعاش پارٹی کے ساتھ ہو رہی تھی اور مجرم ان میں سے
کسی کی سائیکل اٹھا کر بھاگ نکلا تھا ۔ جب اس کو
پکڑنے کی کوشش کی گئی تو اس نے پکڑنے والے پر چاقو
کا وار کیا جس سے دوسرا بہت بری طرح زخمی ہو گیا ۔
ذہانت کے ٹسٹ میں مجرم کا مقیاس ذہانت

Marfat.com

۹۷ درجے نکلا جس کو اوسط درجے کا سمجھا جاتا ہے ۔
لیکن شخصیت جانچنے کے ٹسٹ میں اس کا جارحانہ جذبہ ، باپ سے سخت نفرت اور خود غرضی نمایاں طور پر نظر آئی ۔ تحفظ کے لیے ماں کا پیار حاصل کرنے کی شدید خواہش اور بچوں کی طرح منہ کے ذریعے تسکین حاصل کرنے کی عادت اب تک اس کے اندر تازہ تھی ۔ ذہنی کش مکش کی وجہ سے اس کے لاشعور میں خوف و ہراس کے جذبات پیدا ہوتے رہتے تھے جن کو لڑ جھگڑ کر اور اپنی بدمعاشی کے ذریعے وہ دبانے کی کوشش کر رہا تھا ۔ برداشت کا مادہ بالکل نہ ہونے کے باعث وہ معمولی سی محرومی کو بھی بہت زیادہ محسوس کرتا اور غصے سے بے قابو ہو جاتا ۔ ذہین ہونے کے باوجود ہر وقت جذباتی کیفیت میں مبتلا رہنے کے باعث وہ اپنے ذہن کا بھی پورا پورا استعمال نہ کر سکتا اور اکثر بے وقوفوں کی طرح بات کو بغیر سمجھے سوچے جوش میں آ جاتا تھا ۔

یہ مجرم ایک بگڑا ہوا بچہ تھا جس کی بہت اہم وجہ اس کے باپ کا طرز عمل تھا ۔ خود بد کار ہونے کے باعث وہ لڑکے کو صحیح تربیت نہ دے سکا تھا ۔ ادھر ماں غلط قسم کے پیار کی وجہ سے اسے کچھ نہ کہہ سکتی اور ہمیشہ بے موقع اس کی مدد کرتی ، جس سے وہ اور بھی زیادہ بگڑتا چلا گیا ۔ ماں باپ کے آپس کے لڑائی جھگڑے نے گھر کے ماحول کو بہت زیادہ ناقابل برداشت بنا رکھا تھا جس سے فرار ڈھونڈتے ہوئے وہ آوارہ گرد بن گیا اور بری صحبت میں رہنے سے اس کے اندر ہر قسم کی برائی پیدا ہو گئی ۔

Marfat.com

ان سب مجرموں کے نفسیاتی مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ ان میں جذباتی پختگی نہ ہونے کی وجہ سے بچوں کی طرح محبت حاصل کرنے کی خواہش بہت زیادہ تھی جو مناسب وقت پر پورا نہ ہونے کے باعث لاشعور میں اب تک سرگرم تھی اور جس سے محرومی ان کے اندر غیر محفوظ ہونے کے احساسات پیدا کر رہی تھی جنہیں غیر شعوری طور پر وہ مختلف طریقوں سے دور کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ وہ اکثر بہت کھاتے یا شراب پیتے اور طوائفوں کے ہاں جاتے، یا ان کے اندر رد عمل کے طور پر متضاد قسم کے جارحانہ جذبات پیدا ہوتے جن کے ذریعے وہ سوسائٹی سے اپنی محرومی کا انتقام غیر مہذب طریقوں سے لے رہے تھے۔ ماں باپ کے ہر وقت کے لڑائی جھگڑے نے انہیں غیر محفوظ بنا دیا تھا اس لیے وہ کسی پر اعتبار نہ کرتے ہوئے بہت خود پسند بن گئے تھے۔ خود پرست اور خود غرض ہونے کے باعث کسی سے تعاون نہ کرتے اور ہر وقت دوسروں کی مخالفت پر تلے رہتے تھے، اس لیے انہوں نے کئی لڑائیاں لڑیں اور قتل کیے۔ امیر بننے کے لیے چوری کی تاکہ روپے کے ذریعے تحفظ محسوس کر سکیں، عورتوں کی محبت مول لے سکیں اور دوسروں پر رعب رکھیں، لیکن ان کے غلط طریقوں سے انہیں سوائے جیل خانے کے اور کچھ نصیب نہ ہوا۔ ان لوگوں نے سماج کے قوانین کی اہمیت کو سمجھنے سے انکار کیا اور غیر مہذب زندگی بسر کرنے کی کوشش کی جس کے باعث ان سے سنگین جرائم بھی سرزد ہوئے۔

سنگین جرم صرف مصیبت زدہ مدعی ہی کو نہیں

Marfat.com

بلکہ سب مہذب لوگوں کے احساسات کو مجروح کرتا ہے ، اس لیے سوسائٹی کو صرف صدمہ ہی نہیں ہوتا بلکہ سخت قسم کا غصہ اور خوف بھی محسوس ہوتا ہے ، جس کی بنا پر جرم کو ایک گناہ سمجھا جاتا ہے جو تہذیب اور انسانیت کے خلاف کیا جاتا ہے ۔ چناں چہ مجرم کو سوسائٹی کا دشمن سمجھتے ہوئے اسے کوئی بھی برداشت نہیں کرتا ۔ اس طرز عمل سے مدعا علیہ کو محسوس کروایا جاتا ہے کہ جو کچھ بھی اس نے کیا بہت برا کیا ۔ اس لیے وہ سزا کا مستحق ہے ۔

نفسیاتی لحاظ سے 'سزا' جرم کے مطابق ملنے کی بجائے مجرم کی ذہنی کیفیت کے مطابق ہونی چاہیے تاکہ اس کا صحیح اثر پیدا ہو سکے اور مجرم اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے آپ اپنے کو سدھارنے کی کوشش کرے ۔ ہم خلاف قانون افعال کے متعلق تو بہت کچھ جانتے ہیں لیکن مجرم کی نفسیاتی کیفیت کے متعلق کچھ نہیں جانتے ۔ اس لیے سزا دیتے وقت اس اہم بات کو اکثر نظر انداز کر دیا جاتا ہے ۔ جدید ماہرین نفسیات میلان جرم کو ایک نفسیاتی بیماری سمجھتے ہیں جس کے شکار لڑکیوں کی نسبت لڑکے زیادہ ہوتے ہیں ۔ انگلستان میں ایک نفسیاتی مطالعے میں تحقیق ہوا ہے کہ ان کی نسبت ایک اور سات کی ہے ۔ لڑکیاں چودہ اور اٹھارہ برس کی عمر کے درمیان اور لڑکے بارہ اور سولہ کے درمیان سب سے زیادہ وارداتیں کرتے ہیں ۔ چند جرائم ایسے بھی ہیں جو صرف لڑکے ہی کر سکتے ہیں لڑکیاں نہیں ۔ مثلاً بینک لوٹنا ، ڈاکا ڈالنا ، قتل کرنا وغیرہ ۔ عام گھروں میں معمولی بدحرکات کا

Marfat.com

علاج تو مار کر، دھمکا کر، سمجھا بجھا کر کر لیا جاتا ہے۔ اس لیے وہ شمار میں نہیں آتیں ۔ ان لوگوں کی نفسیاتی چھان بین سے واضح ہوا کہ جرائم کے لحاظ سے سب سے زیادہ خطرناک عمر لڑکوں میں سن بلوغت سے پہلے اور لڑکیوں میں بلوغت کے بعد کی ہوتی ہے، جب کہ جنسی ہیجان زوروں پر ہوتا ہے، اس لیے اس کا تعلق جنسی نشو و نما کے ساتھ بہت گہرا ہے، کیوں کہ نو عمری میں اتنی ذہنی قوت نہیں ہوتی کہ اس کو آسانی سے سنبھالا جا سکے۔ اگر یہ بیماری شروع ہو جائے تو کافی لمبی ثابت ہوتی ہے۔ ان مریضوں میں چند تو ٹھوکریں کھانے اور عمر کے ساتھ اپنے اندر ضبط پیدا کرنے سے ٹھیک بھی ہو جاتے ہیں، لیکن عموماً مرض کے دیرینہ ہو جانے سے لا علاج ہو جاتے ہیں ۔ ان مجرموں پر سزا کا کوئی اثر نہیں ہوتا بلکہ اور بگڑ جاتے ہیں اس لیے زیادہ خطرناک ثابت ہوتے ہیں، وہ جیل میں بیش از بیش ہوشیار بن کر اور جرائم کے نئے نئے طریق سیکھ کر جب نکلتے ہیں تو باہر آتے ہی ان کو آزمانا شروع کر دیتے ہیں ۔ اس طرح مجرم عادی اور جیل ہی کے باشندے بن جاتے ہیں ۔

ہم جانتے ہیں کہ جرم کی نوعیت یا اس کا سنگین ہونا اس کے نتیجے پر کوئی اثر نہیں ڈالتا کیوں کہ سزا تو ہر حالت میں ہی دی جاتی ہے، اس لیے سزا کے مقصد کی کامیابی یا ناکامی کا دار و مدار سزا کی نوعیت یا اس کی کمی بیشی پر نہیں ہوتا بلکہ مجرم کی ذہانت، بنیادی شخصیت اور ابتدائی ماحول پر ہوتا ہے، اس لیے علاج کا اثر بھی اس کے مطابق ہی ہو گا ۔ اگر بنیادی طور

Marfat.com

پر وہ اچھا ہے تو اس کے میلان جرم کا علاج تجزیۂ نفس کے ذریعے کامیابی سے ہو سکتا ہے۔ لیکن کسی کے نظریے کو بدلنا کچھ آسان کام نہیں اس لیے وقت کے علاوہ مجرم میں ٹھیک ہونے کی شدید خواہش کا موجود ہونا بھی بہت ضروری ہوتا ہے۔ اگر حالات موافق ہوں تو ابتدائی تربیت کے برے اثرات کو دور کر کے اس کے اندر جذباتی پختگی پیدا کی جا سکتی ہے۔ اس طرح علاج کے مکمل ہونے پر وہ اپنے آپ کو مختلف انسان محسوس کرے گا جسے اپنے جذبات پر پورا قابو ہو گا۔

اگر بچوں کی وراثت اچھی اور ابتدائی ماحول موافق اور پسندیدہ ہو تو ان کے نفسِ جنسی کی نشو و نما صحیح طریقے پر ہوتی ہے اس لیے سن بلوغت کا ھنگامی زمانہ والدین کے سمجھ دار اور ھمدردانہ طرز عمل کی بدولت بہ آسانی گزر جاتا ہے۔ اگر بچے جوش میں آ کر کوئی الٹی سیدھی حرکت کر بھی بیٹھیں تو اس کو معصوم شرارت سمجھتے ہوئے نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ جہاں وراثت اور ماحول اتنا موافق نہیں ہوتا وہاں نفسیاتی نشو و نما کی سست رفتاری ھنگامہ خیز صورت اختیار کر لیتی ہے اور وقت گزرنے پر دائمی مجرمیت کا باعث بنتی ہے اس لیے بڑی عمر میں قانون شکنی کو بھی نفسیاتی نشو و نما کے رک جانے کی ایک علامت سمجھا جاتا ہے۔

سن بلوغت میں جب جبلتیں زور پکڑتی ہیں تو نوعمر کا ذھنی توازن ھل جاتا ہے۔ ابھی اس کے "ایگو" (Ego) میں اتنی طاقت موجود نہیں ہوتی کہ اس بڑھتی ہوئی رو کو آسانی سے سنبھال سکے، اس لیے وہ بے اختیار

Marfat.com

ہو کر بعض اوقات الٹی سیدھی حرکات کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے ۔ جوں جوں اس کے اندر ضبط کی قوت پیدا ہوتی ہے یا اس کا ''ایگو'' مضبوط ہوتا جاتا ہے وہ اپنی جبلتوں پر قابو پانا سیکھ جاتا ہے ۔ اس کے علاوہ سن بلوغت کے گزر جانے سے جب جبلی قوت میں کچھ کمی واقع ہو جاتی ہے تو وہ اس کے ذہن اور ''ایگو'' پر زیادہ زور نہیں ڈالتی ۔ ویسے بھی اٹھارہ برس کی عمر کے قریب کسی نہ کسی شکل میں جبلی تسکین ملنی شروع ہو جاتی ہے جس سے اس کا اظہار ہو جاتا ہے ۔ تعلیم و تربیت کی وجہ سے اندرونی اور بیرونی بندشیں بھی اس کو دبانے میں کامیاب ہو جاتی ہیں ۔ ان کے باعث وہ اپنے آپ پر بہتر طریقے سے قابو پا لیتا ہے ۔ بچپن کی بندشوں سے آزادی مل جانے سے بھی وہ اپنی تسکین کے لیے مختلف قسم کے مہذب ذرائع ڈھونڈ لیتا ہے اور اپنی زندگی شائستہ طریقے سے بسر کرنا شروع کر دیتا ہے ۔ وہ اپنی خوبیوں اور کمزوریوں سے بہ خوبی آگاہ ہوتے ہوئے دوسروں کے ساتھ تعلقات ٹھیک رکھتا ہے اور جلد ہی ہر دل عزیز بن جاتا ہے ۔

نفسیاتی نقطۂ نظر سے نو عمر مجرم کو سزا دینا اس کے اندر خوف، ہراس، نفرت، ضد اور جارحانہ جذبات کو اکساتا ہے، جس سے اس کی جذباتی نشو و نما میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے ۔ عدالت اس خامی کو مبہم طور پر مدنظر رکھتے ہوئے ان کو کم از کم سزا دینے اور اس دوران میں کوئی نہ کوئی کام سکھلانے کی حامی ہے ۔ اس لیے ان کو سدھارنے کی غرض سے یہ جدید طریق علاج بہت کامیاب ثابت ہوا ہے ۔ اس طرح ان کے دبے ہوئے

Marfat.com

جذبات کو ایک صحیح راستہ مل جاتا ہے جو ان کے اندر تحفظ اور خود اعتمادی پیدا کردیتا ہے۔ سزا دینے کا مقصد بھی یہ ہونا چاہیے کہ مجرم اپنی خطا کو محسوس کرے اور سمجھے کہ اس نے سماج کے قانون کی خلاف ورزی کی ہے جو اسے نہیں کرنی چاہیے تھی، اس لیے سماج اس سے توقع رکھتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو قصوروار اور گناہ گار سمجھتے ہوئے افسردہ اور دل شکستہ ہو اور آئندہ ایسی حرکات سے توبہ کرے اور اپنے آپ کو راہ راست پر لگائے۔ اگر مجرم کو صحیح طور پر اپنے خطا وار ہونے کا احساس ہو جائے اور وہ اپنے گناہ کی خجالت، پشیمانی اور ندامت محسوس کرلے تو یہ احساسات اس کے نظریے کو بدل دیتے ہیں۔ بیرونی طور پر ہوں پولیس کا مجرم کو اذیت پہنچانا، الٹے سیدھے سوالات سے پریشان کرنا، لوگوں کا اسے برا بھلا کہنا اس کے لیے وبال جان بن جاتا ہے۔ اس سماجی ناپسندیدگی کو برداشت نہ کرتے ہوئے وہ شروع میں تو ضرور اپنے آپ کو بے قصور ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے، لیکن شہادتوں کی بنا پر آخر کار اس کا قصور عدالت میں ثابت ہو جاتا ہے۔ اس طرح بیرونی حالات اور اندرونی احساسات مل کر اس کے اندر مجرمیت کا احساس اور افسردگی پیدا کرتے ہیں۔ اس قسم کی موثر افسردگی جو ایک نادم مجرم محسوس کرتا ہے، اسے مجبور کرتی ہے کہ اپنے آپ کو سزا کا مستحق سمجھے۔ چنانچہ اب وہ چاہتا ہے کہ سزا جلد ہی مل جائے تاکہ اسے اپنے ضمیر کی چبھن سے جو جسمانی تکلیف سے بہت زیادہ ایذا رساں ہے، چھٹکارا ملے۔ اس قسم کی نفسیاتی تبدیلی پیدا کرنے کے لیے وقت کی ضرورت ہوتی

Marfat.com

ہے ، اس لیے عدالت بھی سزا کی میعاد مقرر کرتے وقت اس حقیقت کو مدنظر رکھ لیتی ہے ، کیوں کہ عدالتوں کے تجربے میں آیا ہے کہ کئی نو عمر مجرم اپنی غلطی تسلیم کر لیتے ہیں اور آئندہ اپنے آپ کو سدھارنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ لیکن کئی مجرم اس قسم کے سخت جان ہوتے ہیں کہ اپنی غلطی ماننے کی بجائے دوسروں میں عیب ڈھونڈنے شروع کر دیتے ہیں ۔ ان کو اس بات پر غصہ آتا ہے کہ لوگ ان کو برا کیوں کہتے ہیں اور بدکاریوں سے کیوں روکتے ہیں ۔ وہ ہمیشہ من مانی کرنا چاہتے ہیں اور کسی کی مزاحمت برداشت نہیں کرتے ۔ جب ان کو گرفتار کیا جاتا ہے اور سزا دی جاتی ہے تو بے حد خفگی کا اظہار کرتے ہیں ۔ سزا بھگتنے کے بعد وہ اور بھی زیادہ زہریلے بن جاتے ہیں اور سوسائٹی کے لیے زیادہ خطرناک ثابت ہوتے ہیں ۔

اب ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ سزا کی کامیابی یا ناکامی زیادہ تر مجرم کے خلوص اور افسردگی کی گہرائی پر منحصر ہوتی ہے جس کا تعلق اس کی وراثت اور ابتدائی ماحول کے ساتھ بہت گہرا ہے ۔ اگر بچے کی وراثت ٹھیک ہو اور اسے مناسب ماحول میں ذہنی اور اخلاقی تربیت دی جائے تو نفسیاتی طور پر وہ یقیناً تندرست رہے گا ۔ اگر اس سے کوئی غلطی سرزد ہو بھی جائے تو جلد ہی اس کا اعتراف کر کے اپنے آپ کو صحیح کرنے کی کوشش کرے گا اور آئندہ محتاط رہے گا ۔ اگر بچے کی پرورش صحیح طریقے سے کی جائے اور اس کے اندر سماج اور اس کے قوانین کا احترام پیدا کیا جائے تو شاید پولیس ، عدالتیں اور جیل خانوں

Marfat.com

کی ضرورت نہ رہے۔

ہمارے پانچوں مجرموں کی وراثت بھی اتنی اچھی نہ تھی اور نہ ہی اُن کو مناسب ماحول ملا تھا اس لیے ان کی ذہنی، جذباتی اور اخلاقی تربیت صحیح طریقے پر نہ ہو سکی۔ والدین کی محبت سے محرومی اور اپنے نازک احساسات و جذبات کے مجروح ہونے کے باعث ان کو چھوٹی ہی عمر میں بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا جس کی وجہ سے وہ سنگ دل بنتے ہوئے سماج، تہذیب اور اخلاق کے دشمن بن گئے۔

Marfat.com

باب ہشتم

نفسیاتی مطالعے کا حاصل

بگڑے بچوں کے اس نفسیاتی مطالعے سے صاف طور پر عیاں ہوا کہ ان کی علامات اور غلط کاریوں کی وجہ والدین کی بدسلوکی اور سرد مہری تھی۔ ان کی ضروریات کو سمجھنے اور پورا کرکے ان کے اندر تحفظ پیدا کرنے کی بجائے ان کے ساتھ سخت گیری سے کام لیا گیا جس کی وجہ سے یا تو وہ دب کر نفسیاتی مریض بن گئے اور یا انہوں نے باغیانہ روش اختیار کر لی اور سب کے لیے وبالِ جان بن گئے۔ ہم نے یہ بھی دیکھا کہ یہ سب بگڑے بچے بہت ناخوش بچے تھے۔ وہ ہمیشہ اپنے ساتھ مصروف جنگ رہتے ہوئے سب کے ساتھ آمادۂ جنگ رہتے تھے۔ ہم نے کسی خوش و خرم آدمی کو کبھی قتل، کرتے یا لڑتے جھگڑتے یا چوری کرتے نہیں دیکھا۔ اس لیے ہر قسم کے جرائم، ہر قسم کی نفرت اور ہر قسم کی جنگ ہمیشہ ناخوشی کا نتیجہ ہوتی ہے۔

بچے میں اچھی عادات پیدا کرنے کے لیے اسے سزا دینا یا سزا کی دھمکی دینا اس کے اندر خوف و ہراس کو اکسانا ہوتا ہے۔ اس طریقے سے ہم خوف کو اچھی عادات کے ساتھ چسپاں کر دیتے ہیں جس کا نتیجہ عموماً یہ نکلتا ہے کہ وہ خوف کے مارے اچھی عادات پیدا تو کر لے گا

Marfat.com

لیکن ذہنی کش مکش کا شکار ہو جائے گا۔ اگر خوف کو دبا لیا تو برا بن جائے گا۔ چناں چہ اس کے اندر ایسا حقیقت پسندانہ رویہ پیدا نہیں ہو سکتا جو مناسب حالات میں خود بہ خود وجود میں آ کر بچے کو صحیح تعلیم و تربیت کی طرف مائل کر دیتا ہے۔ والدین کی بے جا مداخلت اس خود آموزی میں حائل ہو کر بچے میں خود اعتمادی پیدا نہیں ہونے دیتی۔ چناں چہ بچہ احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ بچے عموماً غلطی پر نہیں ہوتے بلکہ والدین اپنے غلط نظریے کی بنا پر بچے کی حرکات کو غلط سمجھتے ہوئے ڈانٹ ڈپٹ شروع کر دیتے ہیں۔ خوف زدہ بچہ اس رویے کا مطلب کچھ نہیں سمجھتا۔ چناں چہ ان کا کہنا تو مان لیتا ہے لیکن اس مجبوری کی فرماں برداری سے اپنی خود آموزی کو ختم کر ڈالتا ہے۔ تقریباً ہر بچہ جس کا مطالعہ کلینک میں کیا گیا، والدین کے اس غلط طرز عمل کا شکار تھا اور یہ طرز عمل ان کی اپنی بنیادی شخصیت اور لاشعوری کش مکش کا حاصل تھا، اس لیے والدین بھی اپنی ذہنی الجھنوں کے ماتحت ہی بچے کو تربیت دے سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی نظریہ انہیں یا تو سجھائی نہیں دیتا یا صحیح معلوم نہیں ہوتا، اس لیے بچے کے اندر بھی وہی عادات پیدا ہو جاتی ہیں جو والدین کی ہوتی ہیں اور جن کو غلطی سے موروثی سمجھا جاتا ہے۔

جنسی نشو و نما میں روک اور غلط تربیت بھی بعض اوقات عجیب و غریب نفسیاتی علامات پیدا کر دیتی ہے۔ ایک لڑکا جسے لڑکیوں کے سفید لباس پر پن کی

Marfat.com

سیاهی چھڑکنے کی جنونی عادت تھی ، جب کبھی پکڑا جاتا بہت بری طرح سے پٹتا تھا ۔ لیکن اس پٹائی کا اس پر کوئی اثر نہ ہوتا تھا ۔ موقع ملنے پر غیر ارادی طور سے ہمیشہ یہی حرکت کر بیٹھتا تھا ۔ یہ علامت اس کی جنسی خواہش کا لا شعوری اظہار تھی ۔ اس کا مطلب شعوری طور پر وہ کچھ نہ سمجھ سکتا تھا لیکن لا شعوری تسکین اور جبلت جنس کی فطرت اسے مجبور کرتی تھی کہ اس بری حرکت کو بار بار دھرائے ۔ اس طرح دوسری بد عادات یا علامات بھی ذہنی کش مکش اور متضاد ذہنی قوتوں کے باہمی تعاون ہی کا نتیجہ ہوتی ہیں جن کو چھوڑنا بہت مشکل ہو جاتا ہے ۔ اس لیے مریض تکلیفیں اٹھاتا رہتا ہے لیکن اپنی عادات کو بدل نہیں سکتا ۔

اگر بچے کو فطری نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو ہمیں اس میں کوئی برائی نظر نہیں آتی ۔ وہ ایک قوتِ حیات کے ساتھ پیدا ہوتا ہے جو باوجود محرومیوں کے اس کے اندر زندہ رہنے کی امنگ کو برقرار رکھتی ہے ۔ زندہ رہنے کے لیے جبلی تسکین ملنا بہت ضروری ہوتا ہے اس لیے بچہ آغازِ زندگی ہی میں منہ کے ذریعے لذت اٹھانے کی فطری خواہش کو پورا کرنے کے لیے دودھ پینے پر مجبور ہو جاتا ہے ۔ اس طرح فطرت لذت کے ذریعے اس کی پرورش شروع کر دیتی ہے اور وقت گزرنے پر جسم کے دوسرے حصے بھی اسی قسم کی حس پیدا کرتے ہیں ۔ مگر جب وہ معصومانہ انداز میں اپنے جسم کو ٹٹولتا اور اس عمل سے لذت محسوس کرتا ہے تو والدین معترض ہوتے اور اس بد عادت سے روکنے کے لیے اسے سزا دیتے ہیں ۔ تربیت

Marfat.com

دینے کی آڑ میں جب بچے کی فطری زندگی میں یوں دخل اندازی کی جائے تو پھر اس میں برائیاں پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہیں ۔ اگر بچے کے اس جنسی تجسس کو بالغ اخلاق معیار سے جانچتے ہوئے دبا دیا جائے تو وہ اسی اُلجھن میں پھنس کر رہ جاتا ہے اور عمر بھر اپنی طفلانہ دلچسپی کو برقرار رکھ کر اس کی تسکین چاہے گا ۔ اس طرح اس کی جنسی زندگی بے ترتیب ہو جاتی ہے اور وہ بالغ طریقے سے کبھی جنسی تسکین حاصل نہیں کر سکتا ۔

کئی بچے جنسی تجسس کے دب جانے سے چوری کرنا شروع کر دیتے ہیں ۔ اس کا لا شعوری مطلب ماں کا پیار چھیننے کے علاوہ اپنے جنسی شوقِ تحقیق کو پورا کرنا بھی ہوتا ہے ۔ چناں چہ چھوٹے بچے اس کے متعلق کئی سوالات بھی کرنا چاہتے ہیں لیکن ڈر کے مارے نہیں کر سکتے ۔ یوں عرصے تک کئی باتیں اُن کے ذہن میں ایک معما بنی رہتی ہیں ۔ مثلاً لڑکے اور لڑکی میں کیا فرق ہے ؟ والدین کے آپس میں کیا تعلقات ہیں ؟ بچے کہاں سے آتے ہیں؟ ماں کے پیٹ میں کیا کچھ چھپا ہوا ہے ؟ وغیرہ ۔ اگر بچے کی اس خواہش کو برا سمجھتے ہوئے سختی سے دبانے کی کوشش کی جائے تو اس کی فطرت اور اخلاقی تربیت کے باہمی اختلاف کے باعث کش مکش شروع ہو جاتی ہے جو احساسِ گناہ پیدا کر کے ان کے تجسس کو دبا دیتی اور بچے کے پڑھنے لکھنے کے شوق کو ختم کر ڈالتی ہے ، کیوں کہ اس طرح کسی چیز کا علم حاصل کرنے کے ساتھ احساسِ گناہ چمٹ جاتا ہے ۔ پڑھنے کا خیال ہی ان میں ذہنی کھچاؤ پیدا کر دیتا ہے ، جس کی تکلیف سے بچنے

Marfat.com

کے لیے وہ پڑھنا ہی چھوڑ بیٹھتے ہیں ۔ بعض اوقات اس دباؤ کا اثر الٹا بھی ہوتا ہے کہ بڑے ہو کر یا تو وہ رومانی قسم کے خیالات میں کھوئے رہنا پسند کرتے ہیں یا چھپ چھپ کر فحش اور بیہودہ قسم کے ناول پڑھتے ہیں اور جنسی ہیجان کو ٹھنڈا کرنے کے لیے جلق لگاتے ہیں ۔ اس طرح ان کی جنسی زندگی بے ترتیبی کا شکار ہو جاتی ہے اور بالآخر وہ وہم حاوی (Obsession) کے مریض بن جاتے ہیں جس میں محرومیٔ محبت نفرت میں اور روح رواں کی رکاوٹ جارحانہ جذبے میں بدل جاتی ہے اور پھر یہ نفرت اور جارحانہ جذبہ دوسروں کی اور اپنی تباہی کا باعث بنتا ہے اور اس طرح 'جبلّتِ حیات' (Life Instinct) 'جبلتِ مرگ' (Death Instinct) میں بدل جاتی ہے ۔

بچے میں جنسی دلچسپی ایک عارضی جبلت کی صورت میں بہت چھوٹی عمر میں نمایاں ہو جاتی ہے ۔ اسی لیے بچہ اپنے جسم کے نچلے حصے میں زیادہ دلچسپی لیتا ہے اور جب کبھی موقع ملے اسے اپنے ہاتھوں سے ٹٹولتا اور اس سے لذت محسوس کرتا ہے ۔ بعض اوقات کئی مائیں بھی روتے ہوئے بچے کو چپ کرانے یا ہنسانے کے لیے یہی حربہ استعمال میں لاتی ہیں اور یہ ہمیشہ کام یاب ہوتا ہے ۔ اگر ایک ماں بچے کی اس حرکت کو برا نہ سمجھتے ہوئے نظر انداز کر دے اور مثلاً کپڑے پہنانا شروع کر دے تو اسے ضرورت سے زیادہ لطف اندوز ہونے کا موقع نہ ملے گا ، جس سے اس کی خواہش بھی پوری ہو جائے گی اور لذت پرستی کی زیادہ لت بھی نہ پڑے گی اور بچہ جلد ہی اس کا خیال ترک کر دے گا ۔ اگر جذباتی

Marfat.com

بن کر سزا دی جائے تو بچہ اسے زیادہ اہمیت دینا شروع کر دیتا ہے اور ہر وقت ایسے موقع کی تلاش میں رہتا ہے جب اس خواہش کو پورا کر سکے ۔ اس کا قدرتی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ تسکین حاصل نہیں کر سکتا ۔ لیکن اگر بڑی عمر تک اسے جاری رکھے تو یہ کئی قسم کی نفسیاتی علامات کا باعث بن جاتی ہے ۔ ایک نو عمر مریض بچپن ہی سے اس عادت میں گرفتار ہو گیا تھا ۔ ہر وقت رومانی تصورات میں کھویا رہتا اور دن میں تین چار مرتبہ جلق لگاتا لیکن ہر بار شدید احساسِ گناہ کا شکار ہونے کی وجہ سے اس میں احساس پستی ، افسردگی اور بد دلی کی علامات پیدا ہو گئی تھیں جن کے ماتحت اسے ہر وقت خودکشی کا خیال آتا رہتا ۔ تجزیۂ نفس کے دوران میں مریض میں اپنے عضو تناسل کو کاٹ ڈالنے یا نامرد بننے کی خواہش بہت نمایاں طور پر نظر آئی جس کی وجہ یہ تھی کہ والدین نے تربیت غلط کی تھی ۔ یہی غلط تربیت اس کے اندر احساسِ گناہ پیدا کر رہی تھی جس کا کفارہ وہ لاشعوری طور پر انہی علامات کے ذریعے ادا کر رہا تھا ۔ جب اس احساسِ گناہ کو رفع کر دیا گیا تو بالکل تندرست ہو جانے سے وہ اپنے دوسرے بھائی بہنوں کی طرح چست چالاک بن گیا اور پڑھائی میں بھی پوری دلچسپی لینے لگا ۔ چنانچہ بچے کو اپنے جسم سے کھیلنے پر اگر سزا دی جائے یا نصیحتیں کی جائیں تو اس کے اندر احساسِ گناہ اور بھی بڑھ جاتا ہے ، جس سے اس کے لیے اس اخلاق کم زوری کو برداشت کرنا اور بھی زیادہ مشکل ہو جاتا ہے ۔ چنانچہ وہ سمجھنا شروع کر دیتا ہے کہ دنیا بھر میں صرف وہ

Marfat.com

ہی برا اور گناہ گار ہے ، اس لیے زندہ رہنے کا اسے کوئی حق حاصل نہیں ۔ لیکن اس کا 'وہم حاوی' (Obsession) اُسے خود کشی بھی نہیں کرنے دیتا اور اس کش مکش میں وہ زندگی کا قیمتی وقت گنوا دیتا ہے ۔ اگر بچے کی یہ عادت چھڑانے کے لیے اس کا عضو تناسل کاٹنے کی دھمکی دی جائے یا اس میں نامرد ہو جانے کا خوف پیدا کیا جائے یا احساس گناہ کے ماتحت وہ خود ایسے اندیشے پیدا کر کے اس عادت کو زبردستی روکے تو اکثر بستر پر پیشاب کرنا شروع کر دیتا ہے ۔ اس لیے جو لوگ بڑی عمر میں پیشاب کرتے ہیں وہ اسی قسم کی الجھن کا شکار ہوتے ہیں ۔ ایک خفقان کا مریض اپنی بیوی کے ساتھ سوتے ہوئے پیشاب کر دیتا ہے ۔ یہ بچپن میں اپنی ماں کا لاڈلا تھا اور بارہ برس کی عمر تک اس کے ساتھ سوتا رہا تھا ۔ اس دوران میں وہ اکثر بستر پر پیشاب کر کے ماں کے کپڑے بھگو دیتا تھا ۔ بچپن میں اسے صاف ستھرا رہنے کی تربیت سختی کے ساتھ ملی تھی ۔

آپ نے دیکھا ہو گا کہ دو سال کا بچہ اپنے فضلے میں بھی دلچسپی لیتا ہے اور اس سے کھیلتے کھیلتے جلد اپنے آپ کو گندہ کر لیتا ہے ۔ اگر اس گندی حرکت سے اسے روکا جائے تو رونا چلانا شروع کر دیتا ہے ۔ نفسیاتی تحقیقات سے یہ واضح ہو چکا ہے کہ اس عارضی جبلت (Component Instinct) کو اگر بہت احتیاط سے پورا کرنے کی اجازت دے دی جائے تو آیندہ زندگی میں بہت صاف ستھرا رہتا ہے ۔ رکاوٹ پیدا کی جائے تو زندگی بھر یا گندہ رہتا ہے یا صفائی کے جنون میں مبتلا ہو جاتا ہے ۔

Marfat.com

تجزیۂ نفس کے ذریعے یہ بھی دریافت ہوا ہے کہ اگر اس 'عارضی جبلت' کو مناسب وقت پر پورا کرنے کی اجازت نہ دی جائے تو یہ لاشعور میں دب کر سرگرم رہتی ہے اور مختلف علامات پیدا کر دیتی ہے ۔ اس لیے ضروری ہے کہ مناسب وقت پر اسے کسی ایسے طریقے سے پورا کیا جائے کہ بچے کو گندہ رہنے کی عادت بھی نہ پڑے اور وہ اس سے چھٹکارا بھی حاصل کر لے ۔ عموماً مشاہدے میں آیا ہے کہ ریت اور پانی سے کھیلنا ، مٹی کے گھر بنانا ، لکڑی میں کیل گاڑنا ، کھلونے توڑنا پھوڑنا اور اسی قسم کے دوسرے تشدد آمیز کھیل اس جبلت کو پورا کر دیتے ہیں ، لیکن کئی والدین اپنے بچوں سے زیادہ اہم اشیا کو سمجھتے ہیں ، یا اپنی ذہنی الجھنوں کے باعث کسی چیز کا ٹوٹنا برداشت نہیں کر سکتے ، اس لیے کھلونا یا کوئی اور چیز ٹوٹ جائے تو بچے کو سزا دیتے ہیں ۔ چنانچہ سزا کے خوف سے وہ کھیلنا ہی ترک کر دیتا ہے ۔

اب بھی کئی لوگ سمجھتے ہیں کہ بچے کا ذہن ایک صاف سلیٹ کی طرح ہے جس پر استاد اس کی زندگی کی سطور لکھتا ہے ۔ لیکن اب ہمیں معلوم ہو چکا ہے کہ یہ نظریہ بالکل غلط ہے کیوں کہ بچہ ایک ساکن چیز کی طرح نہیں ۔ اس کے اندر 'قوت زندگی' ہے جو اسے متحرک رکھتی ہے ۔ چناں چہ وہ نچلا نہیں بیٹھ سکتا اور اپنی خواہشات کے اظہار کے لیے کوئی نہ کوئی حرکت کرتا رہتا ہے ۔ اگر اس رجحان کا رخ کسی تعمیری کام کی طرف کر دیا جائے تو بچہ اس قوت سے بہترین طور سے مستفید ہو سکتا

Marfat.com

ہے ۔ ہماری تہذیبی اور علمی و فنی ترقی کا دار و مدار اسی تبدیلی پر منحصر ہے ۔ ویسے بھی بچے کی نفسیاتی نشو و نما کے لیے ضروری ہے کہ اسے آزادانہ ماحول ملے ۔ بچے شور مچانا پسند کرتے ہیں ، کئی قسم کی آوازیں نکالتے ہیں شاید اس لیے کہ وہ اپنی آواز سننا پسند کرتے ہیں یا اس کے ذریعے ماحول پر حاوی ہونا چاہتے ہیں ۔ اگر بچے کو اس کی اجازت دے دی جائے تو وہ بہت خوش ہوتا اور اپنے آپ کو برتر سمجھتا ہے ۔ اگر روکا جائے تو سہم جاتا اور گھبراہٹ میں الٹی سیدھی حرکات کرنی شروع کر دیتا ہے جو والدین کے لیے اور بھی زیادہ تکلیف دہ ثابت ہوتی ہیں یا ویسے ہی گم سم رہنے لگتا اور بڑا ہو کر اعصابی مریض بن جاتا ہے ۔

بچوں میں خوف کی بنیادی وجوہ جنسی شوق تحقیق اور جارحانہ جذبے کو دبا دینے سے پیدا ہوتی ہیں ۔ اس دباؤ سے یہ دونوں فطری رجحانات دور نہیں ہوتے بلکہ ان میں دلچسپی لاشعوری طور پر جاری رہتی ہے ۔ اس لیے بعد میں جب ایسے جذبات بچے میں پیدا ہوتے ہیں تو بجائے ان کے متعلق آگاہ ہونے کے وہ خوف زدہ ہو جاتا اور ہر خواہش کے ساتھ احساس گناہ محسوس کرتا ہے ۔ چناں چہ بچہ اپنی دبی ہوئی خواہشات سے ڈرنے لگتا ہے ۔ یہ دبی ہوئی خواہشات عموماً والدین کے متعلق ہوتی ہیں ۔ مثلاً ایک لڑکا اپنے والد سے اس لیے ڈرتا ہے کیوں کہ والدہ کو جنسی طور پر چاہنے کی خواہش اس کے دل میں والد کے لیے حقارت و نفرت کا جذبہ پیدا کرنے کے ساتھ احساس گناہ بھی پیدا کر دیتی ہے ۔ پھر یہ احساس گناہ

Marfat.com

ڈراؤنے خوابوں یا علامات مرض کی صورت میں اسے ڈراتا رہتا ہے - اس طرح خوف بچے کو بزدل بنا دیتا ہے - وہ ہر نئی چیز سے ڈرتا اور ہر نیا کام کرنے سے گریز کرتا ہے - چناں چہ باوجود بنیادی طور پر ذہین ہونے کے کند ذہن بن جاتا ہے، جیسا کہ اس نفسیاتی مطالعے سے معلوم ہو چکا ہے -

محبت اور نفرت باہمی طور پر متضاد قسم کے جذبات نہیں ہیں - صحیح معنوں میں محبت کا مخالف جذبہ بے اعتنائی ہے؛ نفسیاتی طور پر نفرت اس محبت کا نام ہے جس کی تکمیل نہ ہو سکی ہو - چناں چہ محرومی کے باعث وہ مخالف شکل اختیار کر جاتی ہے - چوں کہ نفرت ہمیشہ خوف پیدا کرتی ہے اس لیے اس میں خوف کی آمیزش ضرور ہوتی ہے - چناں چہ بچے کا والدین سے نفرت کرنا خوف کی شکل اختیار کر جاتا ہے جس کا اظہار اکثر خوف ناک تصورات اور خوابوں میں ہوتا رہتا ہے - عام بچوں کو جن بھوت کی کہانیاں بہت پسند ہوتی ہیں، خاص طور پر ایسی کہانیاں جن میں ایک بہادر لڑکا جن کا مقابلہ کرکے اسے مار ڈالتا ہے - یہاں جن لاشعوری طور پر باپ ہوتا ہے لیکن اس کے خوف نے بچے کو دبایا نہیں ہوتا - چناں چہ اس کو مار دیتا ہے - اگر بچے میں باپ کا خوف زیادہ ہو تو وہ ایسی کہانیاں سن کر خوف زدہ ہو جاتا ہے اور رات کو ڈر ڈر کر اٹھ بیٹھتا ہے -

بچوں کی زندگی میں تصورات بہت اہمیت رکھتے ہیں - جب بھی انہیں کوئی محرومی ہوتی ہے وہ تصورات کی دنیا میں کھو جاتے ہیں اور اس محرومی کو وہاں

Marfat.com

پورا کر لیتے ہیں یا سزا کا بدلہ لے لیتے ہیں ۔ اس خیالی دنیا میں ہر چیز ممکن ہو سکتی ہے اس لیے انہیں حقیقت سے زیادہ تصورات میں دلچسپی ہوتی ہے ۔ چناں چہ ہم پاگل اس کو کہتے ہیں جو حقیقت سے ڈرتے ہوئے خیالی دنیا میں یوں پناہ لیتا ہے کہ پھر لوٹنے کا نام نہیں لیتا ۔ وہ اپنا مسئلہ فرار کے ذریعے حل کرنا چاہتا ہے مگر نہیں کر سکتا ۔ ایک صحیح الدماغ آدمی بھی شعوری طور پر اس خیالی دنیا میں چلا جاتا ہے لیکن جب چاہے واپس بھی آ جاتا ہے ۔ اپنا غم غلط کرنے یا کسی مسئلے کا حل ڈھونڈنے کی خاطر وہ صرف تھوڑی دیر کے لیے اپنے خیالات میں کھو ضرور جاتا ہے لیکن ان خیالات کا تعلق حقیقت کے ساتھ وابستہ رکھتے ہوئے زیادہ دیر اس کیفیت میں نہیں رہتا ، کیوں کہ جانتا ہے کہ اصلی تسکین اور راحت صرف حقیقت ہی میں میسر آ سکتی ہے اور خیالی خوشی خوابوں کی طرح ایک فریب ہے جو زندگی بخش نہیں ہو سکتی ۔ کسی عمل سے پہلے سوچنا ضروری ہے تاکہ غلط راستے پر چل کر انسان اپنے آپ کو تکلیف نہ پہنچا بیٹھے ۔ اس لیے تصورات کا صحیح استعمال انسان کی کام یابی کے لیے ضروری ہے اور اس کی برتری بھی یہ خوبی ظاہر کرتی ہے ۔ جو لوگ بغیر سوچے سمجھے عمل کرتے یا صرف سوچتے اور عمل نہیں کر سکتے ہیں ، وہ زندگی میں عموماً ناکام رہتے ہیں ۔

بچوں کو مذہبی تعلیم دیتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے کہ ان کے اندر کسی قسم کا خوف پیدا نہ ہونے پائے ، بلکہ اس کے بجائے محبت اور قربانی اور ہم‌دردی

Marfat.com

کے جذبات پیدا ہوں اور اپنی زندگی کو بہتر بنانے کے لیے وہ اپنی وحشی جبلّی خواہشات پر قابو پانا سیکھیں، تاکہ اپنے آپ کو زیادہ مہذّب اور شائستہ بنا سکیں۔ جدید نفسیاتی تحقیقات سے واضح ہوا ہے کہ بچے کو اگر اتنی چھوٹی عمر میں مذہبی تعلیم دی جائے جب کہ وہ اس کا کچھ مطلب نہیں سمجھ سکتا تو اس کے اندر الجھنیں اور خوف پیدا ہو جاتے ہیں جو بعد میں احساسِ گناہ کی شکل میں نمایاں ہو کر اس تعلیم کے مقصد ہی کو ضائع کر دیتے ہیں۔ 'وہم حاوی' (Obsession) کے مریضوں کے گہرے تجزیے سے اس پہلو پر بہت روشنی پڑتی ہے۔ ان کے مذہبی عقیدے کا بہ غور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے مذہب کے صرف ان پہلوؤں کو چن لیا ہے جو کسی قدر ان کی بیماری کا مقصد پورا کرنے میں امداد پہنچاتے ہیں اور جن کا زیادہ رجحان اپنے اوپر پندشیں عاید کرنے اور ہر قسم کے جذبات کو دبانے سے ہے۔ چنانچہ اس پر اندھا دھند عمل کرنے سے ان کے اندر گھٹن سی پیدا ہو گئی جو بہت تکلیف دہ تھی۔ اس طرح مذہبی نظام کے چند پہلوؤں کو چن لینا اور باقی سب کو نظر انداز کر دینا مذہب کو مسخ کرنا ہے۔ چنانچہ ایسے لوگوں کو ہم مذہبی نہیں کہہ سکتے۔

اگر بچپن میں مذہبی تعلیم کا میلان یہ ہو کہ جنسی برائیوں کو نمایاں کیا اور برا کہا جائے تو بچے کی نظر میں اس جبلّت کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے اور بیشتر وقت وہ اسی کے متعلق سوچتا اور ڈرتا رہتا ہے۔ اس طرح یہ زندگی بخش جبلت ایک شیطانی خواہش بن جاتی ہے جو

Marfat.com

ایسے نامناسب کام کرنے پر مجبور کرتی رہتی ہے جن سے شدید احساس گناہ پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس احساس کو دور کرنے کے لیے تکلیف اٹھا کر کفارہ ادا کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ اس طرح پہلے گناہ اور پھر کفارہ ایک جنون بن جاتا ہے اور بعض اوقات 'وہم حاوی' (Obsession) کی شکل اختیار کر جاتا ہے۔ اس لیے اگر بچے کو مذہبی تعلیم بے سمجھی کے زمانے میں بے احتیاطی سے دی جائے تو بجائے فائدہ مند ثابت ہونے کے اس کے اندر بے اطمینانی، ذہنی کشمکش اور نفسیاتی علامات پیدا کر دیتی ہے۔ اس طرح مذہبی تعلیم بھی بچے کے لیے خوف کا ایک ذریعہ بن جاتی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ خوف سب بیماریوں کی جڑ ہے اس لیے بچے میں خوف پیدا کرنا سب سے بڑا جرم اور گناہ ہے جس کو کسی طرح معاف نہیں کیا جا سکتا۔ اس طرح بچے کو وقت سے پہلے مذہبی بندشوں میں جکڑنا اس کی سب خوشیاں چھین لینے کے برابر ہے۔ فطری طور پر بچے کو آزادانہ کھیل کود پسند ہے۔ اس کی عمر کا تقاضا یہی ہوتا ہے کہ اپنی زاید جسمانی قوت صرف کر ڈالے تاکہ اعصاب پر اس کا برا اثر نہ پڑے۔ اس لیے بچے کو خوف و ہراس اور بندش کی زندگی پسند نہیں۔ وہ نہیں چاہتا کہ اس کی روح رواں میں کوئی چیز رکاوٹ ڈال کر اس کی ناخوشی کا باعث بنے۔ اگر ہم بچے کو روحانی طور پر تندرست دیکھنا چاہتے ہیں تو ہمیں چاہیے کہ اسے آزادانہ طور پر کھیلنے دیں۔ اگر وہ کوئی بے جا و نامناسب حرکت کر بھی بیٹھے تو اس کے اندر خوف پیدا کرنے کی بجائے پیار سے سمجھائیں۔ اس طرح وہ صحیح بات سمجھ جاتا اور اس پر

Marfat.com

عمل بھی کرتا ہے ۔ معصوم روح کو دوزخ کی آگ ، اچھائی اور برائی ، اور گناہ اور ثواب کے چکر میں نہیں ڈالنا چاہیے ۔ اللہ تعالیٰ نے بچے کے اندر اچھائی پیدا کی ہے ۔ ہمیں ایسے حالات اور ایسا ماحول پیدا کرنا چاہیے کہ اس اچھائی کو وہ محسوس کر کے اچھا بننے کی کوشش کرے ۔ ہر وقت نکتہ چینی ، اعتراضات اور لعنت ملامت کر کے اس کی جان کھائی جائے تو یہ فطری اچھائی برائی میں تبدیل ہو جاتی ہے اور فرشتہ سیرت بچہ شیطان کی صورت اختیار کر لیتا ہے ۔

بے سمجھی کے زمانے میں مذہبی تعلیم ملنے سے بچہ سزا و جزا کے سوا اور کچھ اخذ نہیں کرتا ۔ والدین بھی اسی قسم کے ماحول کی پیداوار ہوتے ہیں ۔ اپنی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے جب وہ بچے کو تربیت دیتے ہیں تو بچے کا انداز زندگی بھی ان ہی جیسا بن جاتا ہے ۔ چنانچہ بچے کو جب پیار ملتا ہے تو وہ والدین کو اچھا اور جب سزا ملتی ہے تو برا سمجھتا ہے ۔ اس طرح بچے کے ذہن میں ایک ہی شخص دو شخصیتیں اختیار کر لینے سے کبھی اچھا اور کبھی برا بن جاتا ہے ۔ اس لیے اس کے جذبات بھی تحفظ اور خوف کا جھولا جھولتے رہتے ہیں ۔ چوں کہ بچے کو سزا ہمیشہ نفرت کے ماتحت دی جاتی ہے اس لیے سزا دیتے وقت والدین اس سے نفرت کر رہے ہوتے ہیں ۔ بچہ ان کے اس رویے کو اچھی طرح سمجھ کر اور محسوس کر کے انھیں اپنا دشمن اور اپنے آپ کو اکیلا اور غیر محفوظ سمجھنا شروع کر دیتا ہے ۔ چنانچہ مار کھانے کے بعد بچہ ماں باپ سے جس ظاہری فرمان برداری اور پیار

Marfat.com

سے پیش آتا ہے وہ مصنوعی ہوتا ہے ، بلکہ یہ کہنا صحیح ہوگا کہ احساس گناہ کے باعث نفرت دب جاتی ہے تو یہ طرز عمل اس کے رد عمل کے طور پر پیدا ہو جاتا ہے۔ سزا بچے میں سب سے زیادہ خوف اس وقت پیدا کرتی ہے جب بچے کا تعلق کسی برائی کے ساتھ وابستہ کر دیا جائے۔ ایسی صورت میں سزا ملنے پر بچہ اپنے آپ کو واقعی برا سمجھنا شروع کر دیتا ہے۔ انتقام کے طور پر وہ جب اپنے تصورات میں والدین کو مرا ہوا اور خود کو آزاد محسوس کرتا ہے تو اس کے اندر سخت قسم کا احساس گناہ پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ وہ اپنے آپ کو ذلیل سمجھنا شروع کر دیتا ہے۔ پھر یہ ملامت نفس اور ندامت اس کے اندر کمتری اور غیر محفوظ ہونے کا احساس پیدا کر دیتی ہے جس کے باعث بچہ ضرورت سے کچھ زیادہ ہی فرماں بردار بن جاتا ہے۔ مثلاً ہر کام کرنے سے پہلے والدین کی اجازت چاہے گا۔ اگر اتفاقاً من مانی کر بیٹھے تو بعد میں پشیمانی اور سخت قسم کی ندامت محسوس کرے گا۔ اس طرح بچے اپنی زندگی بسر کرنے کی بجائے اپنے والدین کی زندگی بسر کرتے اور اپنی انفرادیت کھو بیٹھتے ہیں۔ کبھی واقف نہیں ہونے پاتے کہ ان کی اپنی شخصی خصوصیات کیا ہیں۔ اگر والدین اور بچے کے تعلقات ٹھیک نہ ہوں تو سزا فضول ہی نہیں بلکہ خطرناک بھی ثابت ہوتی ہے ، کیوں کہ بچہ اسے کوئی اہمیت نہیں دیتا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ بچے کو کسی بات سے روکنا نہیں چاہیے ، بچے بے سمجھ ہوتے ہیں ، انہیں اپنے آپ پر قابو نہیں ہوتا اس لیے والدین کا فرض ہے کہ پوری آزادی دینے کے باوجود ان کو نظر

Marfat.com

میں رکھیں۔ اگر وہ کوئی ایسی غلطی یا حرکت کریں جس سے چوٹ آنے یا تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو یا ان کی زندگی یا موت کا سوال ہو تو ضرور روکیں۔ اگر ضرورت پڑے تو ان سے نفرت کیے بغیر معمولی سزا یا ڈانٹ ڈپٹ سے بھی کام لیں۔ لیکن سزا کو بچے سے نہیں بلکہ اس کی غلطی کے ساتھ منسوب کریں۔ اس طرح بچہ والدین سے متنفر نہیں ہونے پاتا، سزا کو اپنی غلط حرکت کا نتیجہ سمجھتا ہے اور اس حرکت کو برا سمجھتے ہوئے چھوڑ دیتا ہے۔ اس طرح باوجود سزا دینے کے بچے کی نظر میں والدین بھی محبوب رہتے ہیں اور بچہ بھی اپنے آپ کو سدھارنے کی کوشش کرتا ہے۔ ایسے حالات میں سزا بچوں کے لیے بہت مفید ثابت ہوتی ہے۔ وہ اس کو سمجھتے ہوئے اپنے آپ پر قابو پانا سیکھتے ہیں اور اس سزا کا ان کی نفسیاتی نشو و نما پر بھی کوئی برا اثر نہیں پڑنے پاتا۔

ہم سب بزدل ہیں۔ کئی لوگ اپنی بزدلی کو چھپانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں، کئی لوگ نہیں ہونے پاتے، اس لیے بزدلی مختلف لوگوں میں کم و بیش نظر آتی ہے۔ چنانچہ شخصیت کے اس پہلو پر نفسیاتی نقطۂ نظر سے تحقیق کرنا نا مناسب نہ ہوگا۔ عموماً سمجھا یہ جاتا ہے کہ کئی لوگ پیدائشی طور پر ڈرپوک ہوتے ہیں اور کئی بہادر۔ نفسیاتی طور پر یہ ممکن ہے کہ بچے کی پیدائش سے پہلے ماں کی جو ذہنی کیفیت اور نظریے ہوں ان کا اثر بچے کی نشو و نما پر پڑے۔ اگر ماں بچے کی ضرورت محسوس نہیں کر رہی اور اسے ضائع کرنے میں کامیاب بھی نہیں ہو سکی تو اپنا بزدلا پن اس میں ڈال دے گی۔ شاید اس لیے

Marfat.com

'غیر مطلوب' بچے عموماً بزدل ہوتے ہیں اور زندگی کی دشواریوں کا مقابلہ نہیں کرسکتے، کیوں کہ ماں کے پیٹ میں ہی ان کی زندگی پر کئی حملے ہو چکے ہوتے ہیں۔ وہ زندگی سے خوف کھاتے اور چاہتے ہیں کہ ماں کے پیٹ ہی میں ضائع ہو جاتے۔ پیدائش کے بعد محرومیاں اور مشکلات انہیں بہت جلد بد دل بنا دیتی ہیں اور وہ اپنے آپ کو ختم کر ڈالنا چاہتے ہیں۔ اگر اس لا شعوری رجحان کا رد عمل ہو جائے تو دوسروں کے لیے وبال جان بن جاتے ہیں اور قتل و غارت میں مصروف ہو کر دوسروں کو تباہ کرتے اور آخر کار خود بھی تباہ ہو جاتے ہیں۔

جنس میں طفلانہ دل چسپی لینے پر بچے کو سزا دینا یا اس گناہ کے نتائج کو دوزخ کا نقشہ کھینچ کر پیش کرنا اسے بزدل بنا دیتا ہے۔ معصوم جنسی کھیل کی بنا پر عضو تناسل کو کاٹ دینے کی دھمکی چاہے وہ ہنسی میں کیوں نہ دی گئی ہو، بہت خوف ناک نتائج پیدا کرتی ہے۔ تجزیۂ نفس کے دوران میں یہ واضح ہوا ہے کہ لاشعوری طور پر اس کا خوف اور اس کی خواہش متضاد قسم کے جذبات نہیں ہوتے بلکہ نامرد ہونے کا خوف یا عین وقت پر ناکارہ ہو جانا در اصل لاشعوری خواہش کو ظاہر کر رہا ہوتا ہے، کیوں کہ احساس گناہ کی تکلیف کو برداشت نہ کرتے ہوئے مریض چاہتا ہے کہ اس کا عضو تناسل ہی نہ رہے یا ناکارہ ہو جائے۔ اس طرح عورت بننے کی لاشعوری خواہش اس کے اندر نسوانیت پیدا کر دیتی ہے، جس کی بنا پر اس کا طرز عمل سب کے ساتھ متحمل سا ہو جاتا ہے۔ جلق لگانے کی نفسیاتی مجبوری بھی اسی خواہش کو ظاہر

Marfat.com

کرتی ہے - مریض احساس گناہ کے ماتحت اپنے آپ کو سزا دینے کے لیے جنسی شہوت کو جلد از جلد ختم کرنا چاہتا ہے تاکہ اپنے 'سپر ایگو' (Super-ego) پر ثابت کر سکے کہ وہ مرد نہیں ہے اور گھر کی عورتوں کے ساتھ مباشرت کرنے کے خیالات اور عضوِ تناسل کے کٹنے کا خوف اس کا پیچھا چھوڑ دے اور اسے کسی قسم کی ترغیب نہ ملنے پائے ، کیوں کہ یہ ترغیب اس کے لاشعوری جنسی خیالات کو جو عموماً ماں بہن کے ساتھ وابستہ ہو جاتے ہیں ، ابھار دیتی ہے اور یہ خیالات تہذیب اور اخلاق کے نقطۂ نظر سے احساسِ گناہ اور خوف کا باعث بن جاتے ہیں - جو لوگ راتوں کو سوتے ہوئے ڈرتے ہیں ، اکثر اسی قسم کی لاشعوری کش مکش کا شکار ہوتے ہیں - ایک مریض کو بچپن میں اپنی ماں کے ساتھ بہت لگاؤ تھا - ماں اس کے بڑے ہونے پر بھی جنسی اشاروں میں اس سے ہنسی مذاق کر لیتی تھی - ایک رات مریض کی بیوی گھر میں موجود نہ تھی - برابر کی چارپائی پر ماں پڑی سو رہی تھی تو مریض نے ایک ڈراونے خواب میں دیکھا کہ ماں اس کی چھاتی پر سوار ہو کر اس کا گلہ دبا رہی ہے اور کہتی ہے کیا تم پھر مجھے چھوڑ کر جاؤ گے ؟ مریض چیختا ہے اور اپنے آپ کو چھڑانا چاہتا ہے لیکن آواز نہیں نکلتی اور تمام جسم شل ہو جانے سے ہل بھی نہیں سکتا - ایک دوسرے موقع پر اسی مریض نے ان ہی حالات میں ایک اور خواب دیکھا - بیوی بچے باہر گئے ہوئے تھے اور باپ نیچے سو رہا تھا اور خود کوٹھے پر سو رہا تھا - برابر کی چارپائی پر ماں تھی - خواب میں دیکھا جیسے سیڑھیوں کا دروازہ

Marfat.com

کھلا اور کوئی اوپر کوٹھے پر آیا - مریض بہت ڈر گیا - چیخنا چاہا مگر آواز نہ نکلی - ٹانگیں اتنی بھاری ہو گئیں کہ ھل بھی نہ سکتا تھا - اسی بے بسی کی حالت میں جاگ گیا اور دیر تک بستر پر پڑا ڈرتا رھا - یہ دونوں ڈراونے خواب مریض کی لاشعوری کیفیت کو بہ خوبی واضح کرتے ھیں ، جن میں ماں کے متعلق بچپن کے دبے ھوئے جنسی خیالات اور ان کا نتیجہ ، والد کا خوف اور رد عمل کے طور پر اس سے نسوانیت کا بیدار ھو جانا وغیرہ خوابی اشاروں میں بہ خوبی ظاھر ھو رھا ہے - اسی طرح جو بچے راتوں کو ڈر کر اٹھ بیٹھتے ھیں وہ اسی قسم کے لاشعوری جنسی خیالات کا شکار ھوتے ھیں - ایک اور مریض کو نوجوانی ھی میں دنیا کی کسی چیز سے دل چسپی نہ رھی تھی ، عورتوں کو دیکھنا گوارا نہ کرتا تھا ، بچپن میں ھمیشہ راتوں کو ڈرا کرتا ، پندرہ برس کی عمر تک ڈر کے مارے ماں کے ساتھ سوتا ، بہت چھوٹی عمر میں اس کی جنسی جبلت دب گئی تھی - چناں چہ اس کے لاشعور میں جب بھی کوئی ایسی خواھش پیدا ھوتی تو بجائے شعور میں آنے کے اس کے اندر خوف پیدا کر دیتی تھی ، اس لیے وہ عورتوں سے اکثر شرماتا اور خوف زدہ رھتا تھا - چناں چہ اس کے جنسی خیالات اس میں بڑوں کی طرح 'پیار کرنے' کا جذبہ پیدا کرنے کی بجائے اس کے اندر خوف پیدا کرتے - اس لیے وہ ھمیشہ عورتوں سے بچے کی طرح پیار حاصل کرنا چاھتا تھا -

اسی طرح دوسرے 'بے معنی خوف' (Phobias) میں جو چیز بہ ظاھر خوف کا موجب بنتی ہے ، در اصل بے ضرر

Marfat.com

ہوتی ہے ، لیکن لاشعوری طور پر وہ کسی ایسی چیز کی صورت اختیار کر لیتی ہے جو واقعی خطرناک ہوتی ہے۔ اس طرح مریض حقیقت کی بجائے اپنے خیالات کو حقیقت سمجھتے ہوئے متاثر ہو جاتا اور ڈرنا شروع کر دیتا ہے۔ 'بے معنی خوف' بہت چھوٹے بچوں میں پیدا ہوتے رہیں جن کی خاص وجہ جو نفسیاتی مطالعے میں تحقیق ہوئی، یہ تھی کہ وہ والدین کے کمرے میں سوتے تھے۔ اسی کمرے میں چار سال کا بچہ بڑی دل چسپی سے والدین کی ہر بات سنتا اور ہر حرکت دیکھتا ہے لیکن سمجھ کچھ نہیں سکتا۔ اس کی نگاہ میں والد ایک برا آدمی بن جاتا ہے جو اس کی ماں کا ناجائز استعمال اور اس پر تشدد کرتا ہے۔ اس طرح لڑکا نوجوان بننے پر جب اپنے آپ کو والد کے ساتھ ایک سمجھتے ہوئے جنس کو تشدد کے ساتھ ملا دیتا ہے تو اس کے اندر سادیت (Sadism) پیدا ہو جاتی ہے۔ اس بات کا امکان بھی ہے کہ ایک ڈرپوک لڑکا اپنے آپ کو ماں کے ساتھ ایک سمجھتے ہوئے زنخا اور 'اذیت پسند' (Mesochist) بن جائے اور لڑکی جنسی تعلق کو مصیبت سمجھنا شروع کر دے جس سے سوائے تکلیف کے اور کچھ نہیں ملتا۔ اس قسم کے لڑکوں میں عموماً نسوانیت پیدا ہو جاتی ہے جس سے وہ طبیعت کے بہت زیادہ نرم و نازک اور متحمل مزاج ہو جاتے ہیں۔ چناں چہ جوان ہونے پر ازدواجی زندگی میں بھی بیوی کو پیار کرتے وقت ڈرتے اور محتاط رہتے ہیں کہ کہیں اسے گزند نہ پہنچ جائے۔ اس خوف سے وہ اپنی کم زور جنسی خواہش کو دبانے میں اکثر کام یاب ہو جاتے ہیں۔ اگر کسی وقت جوش کی حالت میں

Marfat.com

بے قابو ہو جائیں تو بعد میں بیوی کو تکلیف پہنچانے کا احساس ان کو بہت نادم کرتا ہے ۔ چناں چہ اکثر معاق کے خواست گار ہوتے ہیں جس کو بیوی ہنس کر ٹال دیتی ہے ۔ لیکن اگر محرومی کا احساس زیادہ ہو تو لڑائی جھگڑے پر آمادہ ہو جاتی ہے ۔ ایسے لوگ جنسی طور پر بہت کم زور ہوتے ہیں اس لیے شادی سے اکثر گریز کرتے ہیں ۔ اگر ویسی ہی سرد مہر بیوی مل جائے تو ان کا گزارا ہو جاتا ہے ورنہ بد مزگی رہتی اور نوبت آخر کار طلاق پر پہنچ جاتی ہے ۔ اس قسم کی لڑکیاں شادی سے عموماً خوف کھاتی ہیں اور جنسی تعلق کو بہت برا اور گندا کام سمجھتے ہوئے ہمیشہ ٹالنے کی کوشش کرتی ہیں ۔ اگر ٹال نہ سکیں تو بہت تکلیف محسوس کرتی ہیں اور خاوند کو بہت ظالم اور مطلب پرست سمجھتی ہیں ۔ وہ اکثر سرد مہر ہوتی ہیں لیکن اپنے بناؤ سنگار کا بہت خیال رکھتی ہیں ۔ وہ مرد سے نفرت لیکن ہم جنس میں بہت دل چسپی کا اظہار کرتی ہیں ۔ ان کے بچے بہت کم ہوتے ہیں اور وہ بھی بڑی مشکل سے ، اس لیے بعض اوقات بچے کی پیدائش کے وقت ان کی زندگی بھی خطرے میں پڑ جاتی ہے اور عموماً ایک بچے کے بعد توبہ کر لیتی اور خاوند سے دور رہنے کی کوشش کرتی ہیں ، اس لیے ازدواجی تعلقات عموماً بگڑے رہتے ہیں یا نفسیاتی طور پر وہ ہر وقت بیمار رہتی ہیں ۔

بچے کی تربیت کرتے وقت ہم ہمیشہ اپنے اخلاق معیار کو پیش نظر رکھتے ہیں اور یہ اخلاق معیار ہماری بنیادی شخصیت کا آئینہ دار ہوتا ہے ۔ اگر ہمارے اندر بہت سی ذہنی الجھنیں ہیں اور احساسِ گناہ ہم پر حاوی ہے تو

Marfat.com

ہمارا اخلاقی معیار بھی اسی کے مطابق ہوگا۔ ایک وہم خاوی (Obsession) کا شکار باپ اپنے بیٹے پر ایسی بندشیں لگائے گا کہ اس کا دم ناک میں آ جائے گا۔ وہ نہیں چاہے گا کہ اس کا نوجوان بیٹا کہیں اکیلا جائے یا موٹر کا سفر کرے یا ہوائی جہاز میں بیٹھنے کا نام لے، کیوں کہ وہ خود حادثے سے بہت ڈرتا ہے۔ اگر اسے چھوت کی بیماری لگنے کے اندیشے ستاتے ہیں یا پاک اور ناپاک کے چکر میں الجھا ہوا ہے تو وہ ہر وقت اپنے بچوں کو گندا ہونے پر ڈانٹتا رہے گا اور ضرورت سے زیادہ صاف ستھرا رہنے پر مجبور کرے گا۔ اس طرح والدین اپنی بیماری بھی بچوں میں منتقل کر دیتے ہیں۔ اپنے ذہنی جمود کے باعث وہ کسی دوسرے نظریے کا خیال بھی نہیں کر سکتے اس لیے ان کو کچھ سمجھانا یا ان سے بحث کرنا بالکل بیکار ثابت ہوتا ہے۔
اگر ہم خود اس قسم کی ذہنی الجھنوں میں گرفتار ہیں تو ہمارے بچے کبھی ان سے آزاد نہیں ہو سکتے۔ ہم اپنی الجھنیں ان میں بھی پیدا کر دیتے ہیں۔ اس طرح وہ آزادانہ زندگی بسر کرنے کی بجائے ہماری طرح بے بس زندگی بسر کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ ان کے اس رویے سے ہم تو خوش ہو جاتے ہیں اور بچے کی بہت تعریف کرتے ہیں لیکن بچہ خود ہمیشہ کے لیے ہماری طرح تباہ حال بن جاتا ہے، کیوں کہ بچے ہمارے دست نگر ہوتے اور ہم سے ڈرتے ہیں اس لیے ہماری باتیں اور ہمارا اخلاقی معیار تسلیم کر لیتے ہیں، اس طرح ذہنی بیماریاں کئی نسلوں تک چلتی ہیں جن کو غلطی سے ورثے کا نام دیا جاتا ہے۔
ہمارے کئی والدین بچوں کو اپنی ملکیت سمجھتے ہیں

Marfat.com

جیسے جائداد یا پالتو جانور — گائے ، بھینس ، کتا ، بلی — وغیرہ ہوں ۔ چنانچہ وہ انھیں اپنے سے جدا کرنا پسند نہیں کرتے اور سمجھتے ہیں کہ وہ ان سے جس قسم کا سلوک کرنا چاہیں ، کرنے کا حق رکھتے ہیں ۔ یہ بھی برداشت نہیں کرتے کہ کوئی دوسرا ان کے رویے پر نکتہ چینی یا ان کو کچھ سمجھانے کی کوشش کرے ، بلکہ دوسروں کو بھی نصیحت کرتے ہیں کہ وہ ان کے نقش قدم پر چل کر اپنے بچوں کو تربیت دیں تاکہ وہ اطاعت شعار اور خدمت گزار بن جائیں ۔ چوں کہ انھوں نے بچوں کو پیدا کیا ہے ، ان کے قدموں کے نیچے جنت ہے ، اس لیے ان کی خدمت اور فرماں برداری بچوں کا فرض ہے اور وہ ہمیشہ بچے کی بہتری کی بات سوچتے ہیں وغیرہ ۔ اگر وہ بچے سے متنفر ہو جائیں اور کسی کے کہنے پر کسی ماہر نفسیات کے پاس لے جائیں تو بجائے اس کی کوئی بات سننے کے اسے بھی مجبور کرتے ہیں کہ وہ بچے کو ان کی مرضی کے مطابق ٹھیک کر دے ۔ چوں کہ اپنے اندر وہ کسی خامی کو نہیں دیکھ سکتے ، اس لیے کیڑے ہمیشہ بچے میں ہی ڈالتے ہیں اور خود کو ہر قسم کی اصلاح سے بالاتر سمجھتے ہیں ۔ اگر ماہر نفسیات ان کو اپنا رویہ بدلنے کو کہے اور سمجھائے کہ بچے میں کوئی نقص نہیں ، تو اس کی بات ماننا اپنی توہین سمجھتے ہیں اور اپنی ضد پر اڑے رہتے ہیں اور اصرار کرتے ہیں کہ بچے ہی کو سدھرنا چاہیے ۔

کئی استاد بھی نفسیاتی طور پر تندرست نہیں ہوتے ۔ وہ بھی اپنے غلط رویے سے بچے کے اندر کئی قسم کی

Marfat.com

الجھنیں پیدا کر دیتے ہیں ۔ ایک بد مزاج استاد اپنے شاگرد میں خوف پیدا کرنے کے علاوہ احساس کمتری بھی پیدا کر دیتا ہے جس کے باعث اس کے اندر خود اعتمادی نہیں رہتی اور نئی باتیں سیکھنے کی بجائے وہ یاد کیا ہوا سبق بھی بھول جاتا ہے ۔ ایسی حالت میں استاد اور بھی زیادہ برانگیختہ ہو جاتا اور اسی بہانے بچے پر ٹوٹ پڑتا ہے ۔ اس طریقے سے کئی ذہین بچے بھی کند ذہن بن جاتے ہیں ۔ مار کا خوف ان کے ذہن کو دھندلا کر دیتا ہے ۔ چنانچہ وہ پڑھ نہیں سکتے ۔ ایسے بچے چوں کہ بنیادی طور پر ذہین ہوتے ہیں ، اس لیے زندگی میں داخل ہوتے ہی ذہانت کا ثبوت دینا شروع کر دیتے ہیں اور بہت کامیاب ہو جاتے ہیں ۔ آپ نے کئی ایسے لوگ بھی دیکھے ہوں گے جن کی تعلیم تو بہت کم ہوتی ہے لیکن اپنے کاروبار میں حیرت انگیز ترقی کر جاتے ہیں ۔ ان لوگوں کو اپنے ابتدائی حالات کے باعث تعلیم کا موقع نہیں ملا ہوتا یا کسی تند مزاج استاد کی نظر کرم کا شکار ہو چکے ہوتے ہیں ۔

کئی استاد جنسی اعتبار سے بھی صحت مند نہیں ہوتے ۔ انہیں علم جنسی میں زیادہ دل چسپی ہوتی ہے ۔ شاید اسی لیے وہ یہ پیشہ اختیار کر لیتے ہیں ۔ اس قسم کے استادوں میں عورتیں اور مرد دونوں شامل ہیں ۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ حقیقت میں بھی برے فعل کریں کیوں کہ زیادہ تر وہ لاشعوری طور پر اس میں دلچسپی رکھتے ہیں ۔ ایسے لوگ بہ ظاہر تو اپنے آپ کو بہت نیک اور پارسا ثابت کرتے ہیں اور ہر وقت بچوں کو اخلاق سبق دیتے رہتے ہیں اور ہمیشہ نماز روزے کے پابند رہنے ،

Marfat.com

برے کاموں سے بچنے اور متقی و پرہیزگار بننے وغیرہ کی تنبیہ کرتے ہیں لیکن جو کچھ وہ کہتے ہیں اس پر خود عمل نہیں کر سکتے اور موقع ملنے پر ان ہی بچوں سے الٹی سیدھی حرکات کرتے ہیں۔ ایسے استاد بچوں کے لیے بہت خطرناک ثابت ہوتے ہیں کیوں کہ وہ ان کے اندر نسوانیت پیدا کرتے ہیں اور ایسی عورتیں لڑکیوں میں مردانہ پن کو اکساتی اور نسوانیت کو دباتی ہیں جس سے وہ سرد مہر بن جاتی ہیں۔ مردوں کی طرح باتیں کرنا، لڑنا جھگڑنا، چھوٹی چھوٹی باتوں پر چیخنا، مردوں کا مقابلہ کرتے ہوئے انھیں نیچا دکھانے کی کوشش کرنا، اپنے آپ کو بر تر سمجھنا، دوسروں سے اپنی بات منوانا اور کسی سے تعاون نہ کرنا ان کی فطرت بن جاتی ہے۔ ایسی عورتیں اکثر بے حیا اور بے باک ہوتی ہیں اور بعض اوقات ان کا چال چلن بھی اچھا نہیں ہوتا۔ خاوند پر بے وفائی کا الزام دے کر وہ خود بدمعاشی شروع کر دیتی ہیں۔

جن گھروں کا ماحول پر سکون نہیں ہوتا، والدین ایک دوسرے کو ہر وقت جلی کٹی سناتے یا ایک دوسرے پر غراتے رہتے ہیں، وہاں بچہ سہما رہتا ہے۔ وہ محبت اور پیار کے لیے ترستا ہے تاکہ اس کے اندر تحفظ کا احساس پیدا ہو لیکن اسے سوائے خوف و ہراس کے اور کچھ نہیں ملتا۔ والدین آپس میں تعاون نہیں کر سکتے، ایک دوسرے کو چھوڑنا چاہتے ہیں لیکن چوں کہ بچہ ان کے راستے میں حائل ہوتا ہے اس لیے اسے کوسنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس کی موت کی دعائیں مانگتے ہیں تاکہ انھیں

Marfat.com

نجات مل جائے اور وہ من مانی کر سکیں ۔ اس کھچاؤ کی حالت میں ماں باپ بچے کو پیٹتے بھی ھیں جس کا مطلب وہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں سمجھ سکتا کہ والدین کو اس سے نفرت ہے ۔ چنانچہ وہ اور بھی زیادہ خوف زدہ اور هراساں ھو جاتا ہے اور خود کو والدین کی ناخوشی کا باعث سمجھتے ھوئے افسردہ رھتا ہے ۔ گھر کا یہ ماحول اس کے لیے زہر قاتل ثابت ھوتا ہے ۔ اب وہ کسی پر بھی اعتبار نہیں کرتا اور بے دلی کی کیفیت میں اپنے ھی آپ میں کھویا رھتا ہے ۔ اس طرح اس کی صحت بھی خراب رھنی شروع ھو جاتی ہے ۔

کئی ناخوش مائیں بچوں کے معاملے میں جانب داری سے کام لیتی ھیں ۔ ایک کو دوسرے پر ترجیح دیتی ھیں ۔ اس طرح کوئی بچہ ماں کا بیٹا بن جاتا ہے ، کوئی باپ کا ۔ ماں اپنے لاڈلے کو بے حد چاھتی ہے ۔ باپ کے خلاف باتیں کر کر کے اس کے اندر باپ کی طرف سے نفرت پیدا کرنے میں کوشاں رھتی ہے اور خواھش ظاھر کرتی ہے کہ وہ بڑا ھو کر ماں کا بدلہ لے ۔ چنانچہ اپنے آپ کو اس کا سچا خیرخواہ ظاھر کر کے ھر وقت اپنے ساتھ چپکائے رکھتی ہے ۔ ماں کا یہ رویہ لڑکے میں جنسی کش مکش بڑھا دیتا ہے ۔ ایک طرف ماں کا پیار اس کے اندر جنسی رجحان پیدا کرتا ہے ، دوسری طرف باپ کا خوف اس کے اندر عضو تناسل کے کٹ جانے کے خدشات بڑھاتا ہے ۔ چنانچہ وہ والد سے دور رھنا شروع کر دیتا ہے ۔ اپنے آپ کو والد کے ساتھ ایک جاننے کی بجائے جو اس کے نفسی جنس کی نشو و نما کے لیے ضروری ہے ، وہ ماں

Marfat.com

رہنے لگتا ہے اپنے آپ کو ایک سمجھنا شروع کر دیتا ہے
جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ماں کی نقل کرنی شروع کر
دیتا ہے جس سے اس کے اندر نسوانیت آ جاتی ہے اور وہ
مردوں کی طرح بلند حوصلہ نہیں رکھتا ۔ اسی طرح اگر لڑکی
ماں کی منظور نظر بن جائے تو ماں اس کو مردوں کی برائیوں
اور بے وفائیوں کے قصے سناتی اور ثابت کرتی ہے کہ مرد
کی قوم بے حد خود غرض ہے ، اس لیے اپنے آپ کو ہمیشہ
سنبھال کر رکھنا اور ان پر کبھی اعتبار نہیں کرنا
چاہیے وغیرہ ۔ ان باتوں کا اثر عموماً بہت برا پڑتا ہے ۔
کئی لڑکیاں مردوں سے نفرت کرنا شروع کر دیتی اور
جنسی طور پر بالکل سرد مہر بن جاتی ہیں ۔ کئی اپنی
ہم جنسوں میں زیادہ دل چسپی لینا شروع کر دیتی ہیں اور
کبھی ذہنی کش مکش بڑھ جانے سے ہمیشہ بیمار رہتی
اور اسی بہانے اپنی زندگی ماں کے ساتھ گزار دیتی ہیں ۔
جیسا کہ ہم نے مجرم بچوں کے نفسیاتی مطالعے میں
تحقیق کیا کہ انسان کے اندر جرم کرنے کی کوئی جبلت
نہیں ہوتی ، نہ ہی برائی کی طرف کوئی فطری رجحان ہوتا
ہے ، اس لیے مجرمیت بچے میں اس وقت نمایاں ہوتی ہے
جب اسے محبت نہ ملے اور یہ محبت ہی کی ایک مسخ شدہ شکل
ہوتی ہے جو لاشعوری طور پر پیدا ہو جاتی ہے ، جیسے کہ بچہ
کہہ رہا ہو "اگر مجھے محبت نہیں مل سکتی ، نفرت تو
مل سکتی ہے" اس خواہش میں دوسرے کی 'توجہ' کا
ملنا ایک ضروری جزو ہوتا ہے ، چاہے وہ محبت ہو یا نفرت ۔
یہ پہلو ہمیں مجرم بچوں میں واضح طور پر نظر آیا ہے ۔
اس سے ظاہر ہے کہ مجرمیت اور محبت میں بہت گہرا تعلق

Marfat.com

ہے ۔ میرے خیال میں بچوں کو محبت اور تحفظ نہ ملنے کا انجام مجرمیت قرار دیا جا سکتا ہے ۔ جب آدمی مطمئن اور دل شاد ہو تو اس کے اندر نیکی اور اچھائی خود بہ خود آ جاتی ہے ، لیکن جب اسے احساس محرومی ہو یا وہ ناخوش ہو تو ذہنی کش مکش کے باعث اس میں نفسیاتی علامات یا مجرمیت پیدا ہو جاتی ہے ، اس لیے مجرم لاشعوری طور پر اپنے آپ کو برا ثابت کر کے سوسائٹی سے انتقام لے رہا ہوتا ہے ، کیوں کہ بڑے ہونے پر سوسائٹی نے اسے قبول کرنے سے اسی طرح انکار کر دیا تھا جیسے بچپن میں والدین نے حقیر سمجھتے ہوئے اسے چھوڑ دیا تھا ۔ اس طرح والدین کے خلاف لاشعوری نفرت اب سوسائٹی پر چسپاں ہو جاتی ہے اور وہ اپنی بدکاریوں کے ذریعے اپنی محرومیوں کا بدلہ زندگی بھر لیتے رہتے ہیں ۔

والدین کی سرپرستی میں بچے کو پوری آزادی ملنی چاہیے کہ وہ حسب منشا اپنی تربیت خود کر سکے ۔ اس طرز کی خود آموزی اس کے ذہنی تجسس اور شوق تحقیق کے مطابق ہونے کی وجہ سے اسے پوری تسکین دیتی ہے ۔ اسی لیے جدید طریق تعلیم بھی اس فطری اصول پر قائم کیا گیا ہے جس کے ماتحت بچہ کھلونوں سے کھیلتا ہوا اپنے آپ کو تعلیم دے رہا ہوتا ہے ۔ اس طرح کھیل اور تعلیم کو اکٹھا کر دینے سے بچہ بغیر مار کے خوف کے بہت کچھ سیکھ لیتا ہے جو اس کی آیندہ زندگی میں کام آتا ہے ۔ لاشعور کو کسی کام کے لیے راغب کرنا ناممکن ہے ۔ آدمی شعوری طور پر تو بات کو سمجھ جاتا اور اس پر عمل بھی کر لیتا

چاہتا ہے لیکن اُس وقت تک اپنی خواہشات کو عملی جامہ نہیں پہنا سکتا جب تک اُس کا لاشعور نہ مانے، کیوں کہ کسی کام کو کرنے کے لیے قوت درکار ہوتی ہے اور اس قوت کا منبع اور اس پر اختیار صرف لاشعور ہی کو ہوتا ہے۔ اس لیے بہت سے کام باوجود کوشش کرنے کے نہیں ہونے پاتے اور بعض اپنے آپ کو روکنے کے باوجود سرزد ہو جاتے ہیں اور کئی قسم کی اُلجھنوں اور مشکلات کا باعث بنتے ہیں۔ اس لیے لاشعور کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ ہم کسی کو کوئی کام کرنے پر اس وقت تک آمادہ نہیں کرسکتے جب تک وہ اپنے دل سے یا لاشعوری طور پر ایسے کرنے کا خواہاں نہ ہو۔ اس خیال سے بچوں کا ماحول آزادانہ ہونا ان کی خود آموزی اور تربیت کے لیے بہت ضروری ہے تاکہ وہ اپنی فطری اور شخصی ضروریات کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال سکیں۔

بچے فطری طور پر خود غرض ہوتے ہیں۔ اگر والدین اس عادت کو برا سمجھ کر بچے کو مجبور کریں کہ وہ اسے چھوڑ دے تو یہ بہت بڑی غلطی ہوگی۔ چھوٹی ہی عمر میں بچے میں اس قسم کی عادات پیدا کرنے سے کہ وہ مثلاً ہر چیز چھوٹے بھائی سے بانٹ کر کھائے، اُس کے اندر چھوٹے بھائی کے لیے نفرت کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ اگر بچے کو خود غرضی سے نہ روکا جائے تو عمر کے ساتھ ساتھ اُس میں دوسروں کی بہبودی کا جذبہ اور سخاوت خود بہ خود پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ اگر خود غرضی کو دبایا جائے تو والدین اسے ہمیشہ کے لیے خود غرض بنا دیں گے

Marfat.com

کیوں کہ لاشعور میں نامراد خواہشات ہمیشہ زندہ رہتی ہیں ، اس لیے جب بچے کو خود غرض ہونے سے روکا جاتا ہے تو وہ عمر بھر کے لیے مطلب پرست ہو جاتا ہے ۔ چناں چہ اس طریقے سے اخلاق تربیت اپنا مقصد پورا نہیں کر سکتی ۔ بچے کو مہذب بنانے کے لیے آزادی اور خود آموزی بہت ضروری ہے ۔

آزادی کا سب سے بڑا دشمن خوف ہے ۔ خوف بچوں کی شخصیت کی نشو و نما کو روکتا ہے ۔ اس کی وجہ سے وقت کے ساتھ ساتھ وہ عمر میں تو بڑے ہو جاتے ہیں لیکن جذباتی طور پر بچے ہی رہتے ہیں اور اُن کی خواہشات بھی بچوں کی سی ہوتی ہیں جو بڑی عمر میں پوری نہیں ہو سکتیں ۔ اس لیے احساس محرومی ، غصہ اور احساس گناہ اُن کے اندر کش مکش پیدا کر کے نفسیاتی علامات پیدا کر دیتے ہیں ۔ اگر بچپن کی خواہشات پوری ہو بھی جائیں تو انہیں تسکین نہیں بخش سکتیں کیوں کہ اب وہ بچے نہیں رہے اور قدرت نے تسکین صرف عمر کے مطابق عمل کے ساتھ وابستہ کر رکھی ہے ، اس لیے دونوں ہی صورتوں میں بچپن کی خواہشات کا بڑی عمر میں جاری رہنا تکلیف کا باعث بنتا ہے ۔

آپ جانتے ہیں کہ نفسیاتی علامات ہمیشہ ذہنی کش مکش کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں اور یہ کش مکش اچھائی اور برائی یا انسانی فطرت اور ضمیر کی بے جا سخت گیری کے درمیان ہوتی ہے ۔ اگر ضمیر کی اس بے جا سخت گیری کو دور کر کے بچے کو حقیقت پسند بنا دیا جائے تو بچہ چوری اور دوسری نا مناسب حرکات آپ سے آپ

Marfat.com

ترک کر دے گا۔ وہ اپنے آپ کو زیادہ آزاد محسوس کرے گا اور یہ آزادی اُس کے طبعی میلان اور دوسری خوبیوں کو سطح پر لانے میں امداد دے گی۔ طبیعت پر کسی قسم کا بوجھ نہ ہونے سے وہ خود بھی خوش رہے گا اور دوسروں کو بھی خوش رکھنے کی پوری کوشش کرے گا۔ اس طرح جب وہ اپنی اندرونی یا فطری اچھائی کو محسوس کرتا ہے تو آپ بھی اچھا بن جاتا ہے۔ اس نفسیاتی مطالعے سے ثابت ہوتا ہے کہ والدین بچے سے نفرت کریں تو یہ نفرت اُس کے لیے مشکلات کا باعث بنتی ہے۔ اگر بچے کو مناسب پیار کیا جائے تو اس کے اندر تحفظ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اپنی آیندہ زندگی خوش و خرم گزار سکتا ہے۔

کئی والدین اپنے بچوں پر ماضی کے عقیدے، رسوم اور طرزِ زندگی ٹھونس کر اُن کی روح کو کچل دیتے ہیں اور اس طرح اُن کو ماضی کی بھینٹ چڑھا دیتے ہیں۔ ایسے بچے بڑے ہو کر زمانۂ حال کا رنگ اختیار کرنے کی بجائے اُس کی مخالفت کرتے ہیں اور اپنے والدین کی طرح لکیر کے فقیر ہوتے ہوئے ماضی کے ہی گن گاتے رہتے ہیں۔ ان میں حقیقت کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنے کی صلاحیت نہیں رہتی، نہ ہی وہ حال کو ماضی کے رنگ میں رنگ سکتے ہیں، اس لیے ان میں نفسیاتی علامات پیدا نہ بھی ہوں تو وہ نا خوش رہتے ہیں۔ اس وقت دنیا میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کی شخصیت والدین کے غلط رویے کی وجہ سے اس قدر کچلی جا چکی ہے کہ اُن کے لیے خوش گوار زندگی بسر کرنے کا کوئی امکان نہیں رہا، اس لیے ہمارا نصب العین زیادہ بچے پیدا کرنے کی طرف نہیں بلکہ بہتر تربیت یافتہ بچے پیدا کرنے کی طرف ہونا چاہیے۔

Marfat.com

مجلس ترقی ادب لاہور کی چند اہم مطبوعات

۱ ۔ تاریخ ادب اردو : جلد اول ، از ڈاکٹر جمیل جالبی	100/
۲ ۔ تاریخ ادب اردو : جلد دوم ، از ڈاکٹر جمیل جالبی	180/-
۳ ۔ تعلیقات خطبات گارسین دتاسی : از ڈاکٹر سید سلطان محمود حسین	70/-
۴ ۔ سندھ میں اردو شاعری : از ڈاکٹر نبی بخش بلوچ	30/-
۵ ۔ زبان اور شاعری : از محمد ہادی حسین	15/-
۶ ۔ البدیع : از سید عابد علی عابد	30/-
۷ ۔ مقالات تاثیر : مرتبہ ممتاز اختر مرزا	60/-
۸ ۔ مولانا ظفر علی خان — احوال و آثار : از ڈاکٹر نظیر حسنین زیدی	50/-
۹ ۔ تاریخ لاہور : از کنھیا لال	70/-
۱۰ ۔ حلقہ ارباب ذوق : از یونس جاوید	45/-
۱۱ ۔ دیوان غالب — منظوم پنجابی ترجمہ : از اسیر عابد	90/-
۱۲ ۔ کلیات ناسخ : جلد اول ، مرتبہ یونس جاوید	93/-
۱۳ ۔ نفسیاتی تنقید : از ڈاکٹر سلیم اختر	60/-
۱۴ ۔ آغا حشر کے ڈرامے : جلد اول ، مرتبہ عشرت رحمانی	70/-
۱۵ ۔ جدید فارسی شاعری : ترجمہ از ن ۔ م ۔ راشد	50/-
۱۶ ۔ شذرات فکر اقبال : طبع دوم ترجمہ از ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی	18/-
۱۷ ۔ خطبات اقبال : (پنجابی ترجمہ) از پروفیسر شریف کنجاہی	30/-
۱۸ ۔ جاوید نامہ : (منظوم پنجابی ترجمہ) از پروفیسر شریف کنجاہی	19/-
۱۹ ۔ ذکر رسول — مثنوی رومی میں : از ڈاکٹر خواجہ حمید یزدانی	25/-

مجلس ترقی ادب - کلب روڈ - لاہور